Presented by: https://jafrilibrary.com

قال ابو الفضل العباس علیہ السلام:
انا هیبة الجبار انا طلبة الکرار

سیف العباسؑ
علیٰ
اشرار الناس

تالیف لطیف

حجۃ الاسلام والمسلمین
شمس العلماء والمتکلمین صدر العرفاء والمحققین
علامہ سید محمد ابو الحسن موسوی المشہدی
ادام اللہ ظلہ الشریف

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا علی (ص) مدد

بَابُ العِلم لائبریری

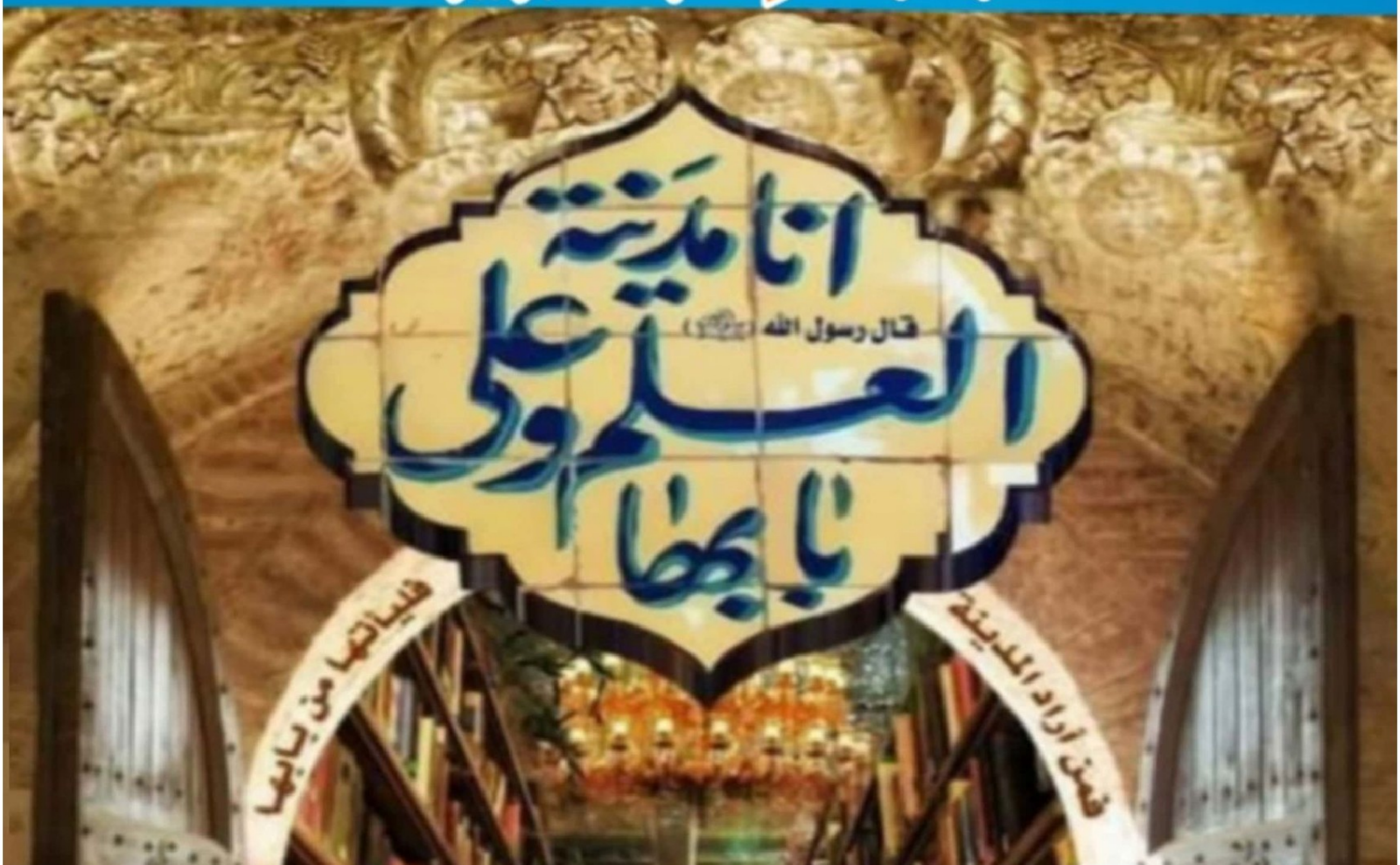

منجانب

WHATSAPP:

03306284348

شہروز علی مولائی

جو مؤمنین ہمارے گروپ میں ایڈ (شامل) ہونا چاہتے ہیں۔
تو دیئے گئے نمبر پر رابطہ (میسج) کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

قال ابو الفضل العباس علیہ السلام:

انا ھیبۃ الجبار انا طلبۃ الکرار

سیف العباس

علیٰ

اشرار الناس

تالیف لطیف

حجۃ الاسلام والمسلمین

شمس العلماء والمتکلمین. صدر العرفاء والمحققین

علامہ سید محمد ابوالحسن موسوی المشہدی

ادام اللہ ظلہ الشریف

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نام کتاب	:	سیف العباس علیہ السلام
تصنیف	:	آغا السید محمد ابوالحسن الموسوی
اشاعت	:	اگست ۲۰۲۱ء
ناشر	:	دارالتبلیغ الجعفریہ، پوسٹ بکس ۱۵۲۵
	:	۴۹۴، سٹریٹ ۱۰۶، سیکٹر آئی ۸/۴
	:	اسلام آباد
پروف ریڈنگ	:	وقار حسین علوی
کمپوزنگ	:	علیم اشرف

باب العلم
لائبریری
گروپ ایڈمن:
شہروز علی مولائی
Whatsapp Number :
03306284348
Facebook ID:
Shehroze Ali

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	نذرانہ عقیدت	ح
2	انتساب	ط
3	خطبۃ الکتاب	ی
4	گزارش احوال واقعی	ک
5	منکرین پر لعنت	م
	باب اول	
6	ولایت مطلقہ تکوینیہ	2
7	امام روح کائنات ہے	4
8	روح جہان ہستی	4
9	تسخیر کائنات	5
10	ملائکہ بھی تابع ہیں	6
11	حضرات محمدؐ وآلِ محمدؐ اور ولایت تکوینیہ	7
12	امامت کبریٰ اور امر کن	12
13	مقام کن کا مالک	12
14	امیر المومنینؑ نے جلایا اور پھر زندہ کیا	13
15	انوار اعتقادیہ	16

باب العلم
لائبریری
گروپ ایڈمن:
شہروز علی مولائی
Whatsapp Number :
03306284348
Facebook ID:
Shehroze Ali

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

16	بار بار مارا بھی اور زندہ بھی کیا	16
17	تین ہزار سال قدیم جلندی سے خطاب فرمانا	18
18	اذن امیر المومنینؑ سے صحابی نے مردہ زندہ کردیا	20
	باب دوئم	
19	مقام عبدیت	24
20	عابد حقیقی	25
21	نشانات عبادت دراصل نشانات حریت ہیں	27
22	جو عابد حقیقی ہے وہی مطیع خدا ہے	30
23	تمغہ عبودیت در قرآن	30
24	مقامِ شہید اور اجرِ شہادت	34
25	مقامِ افضل شہداء	37
26	عصمت ابوالفضل، مقام عصمت اور عطاء اعلام	38
27	حضرت عباس علیہ السلام عظمت بالاتر ہے	43
	باب سوم	
28	انصار سلطان کربلا کا مقام شامخ	48
29	عصمت عباسؑ معصوم کے امور کفن و دفن صرف معصومؑ ہی انجام دیتا ہے	50
30	حضرت زہراؑ کی نظر میں حضرت عباسؑ کا مقام	52
	باب چھارم	
31	مقامِ عصمت رخور شید شہادت	56

سیف العباس علیہ السلام

32	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد	56
33	امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں	58
34	سرکار شیخ مفیدؒ کا بیان	59
35	آیت اللہ علامہ حسین نوری قدس سرہ نے فرمایا	60
	باب پنجم	
36	وارثِ انبیاء	64
37	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل و کمالات	65
38	وارثِ انبیاء کا مقام	67
39	مردہ زندہ ہوگیا	69
40	گائے زندہ ہوگئی	69
41	آئمہ ہدیٰ علیہم السلام پرندوں کی زبان جانتے ہیں	70
42	ہر زبان کا علم	72
43	بھیڑے کی مشکل کشائی	75
44	کریم کربلا نے موت کے بعد زندہ کیا اور عمر بھی بڑھادی	78
45	کریم کربلا کا کرم	80
46	وارث کا مقام	80
	باب ششم	
47	برصغیر پاک و ہند پر نوازشات	96
48	ناصر کائنات امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشور قیس ہندی کی مدد کی	97

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

49	سید الشہداءؑ کا بمبئی میں ایک ہندو کو زندہ کرنا	99
	باب ہفتم	
50	سیف العباس علی اشرار الناس	102
51	مقام عبدیت	102
52	شرح معنوی مقامات	103
53	مظہر جلال کبریائی کا خطبہ عاشور	104
54	شرح خطبہ شب عاشور	105
55	آل اللہ کا معنی	111
56	ابوالفضل العباس مراد مظہر العجائب	112
57	حکمت امیر المومنین علیہ السلام	113
58	حکمت کیا تھی؟	114
59	حضرت عقیل علیہ السلام کا جواب	115
60	حضرت علمدار کا خطاب روز عاشور	116
61	حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کی ولایت تکوینی	117
62	حضرت سلمانؑ محمدی کی ولایت تکوینی	118
63	شانِ صحابہ اور مقامِ صحابہ	118
64	سلمانؑ محمدی خدمت گزار فرزندِ علی ہے	119
	باب ہشتم	
65	انوار المعاجز	122

سیف العباس علیہ السلام

66	تصرف تکوینی	122
67	زندگی دینے والا مددگار	126
68	پانی پر تصرف آج بھی ہے	128
69	اختیارات علمدار حیات و اموات	129
70	حضرت عباسؑ مددگار بھی ہیں اور مظہر جلال جبار و قہار بھی	129
	باب نہم	
71	شمس الضحیٰ	134
72	بڑا عالم کون تھا؟	137
73	مقام سلمانؑ محمدی	139
74	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یا علیؑ مدد	140
75	مشکل کشاء کائنات	142
	باب دھم	
76	احیاء الاموات	150
	باب یاذدھم	
77	باب الحوائج کا البانیا والوں کی نصرت فرمانا	160
	باب دواذ دھم	
78	زیارت نامہ	186
79	اختتام خیر ختام	190

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نذرانہ عقیدت

حضرت باب الحوائج کے پوتے سیدنا علی بن عبید اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ والسلام کے حضور اس عجالہ منیفہ (سیف العباس علیٰ اشرار الناس) بعجز انکسار اس سعی ناچیز کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔قم مقدسہ آپ کے حرم مطہر میں مَیں نے جو التجا کی باب الحوائج سردار نے پوری فرمائی۔

اب بھی التجا ہے کہ میرے مالک آئندہ بھی مجھ حقیر فقیر پر اپنا دست شفقت رکھیں اور غیبی امداد فرماتے رہیں تاکہ نشر فضائل نورانیہ زیادہ سے زیادہ کرسکوں۔آپ پر درود وسلام آپ کے اجداد پر درود وسلام ہوں

آپ کے در کا گداگر

السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

Shehroze Ali - 03306284348

سیف العباس علیہ السلام

انتساب

حضرت ابوالفضل العباس صلوٰۃ اللہ علیہ السلام کا ذکر جمیل وجلیل ہو اور شہزادی کونین فاتح دمشق کا ذکر نہ ہو یہ تو ممکن ہی نہیں اطاعت ولایت کا تقاضہ یہی ہے کہ اس گلدستہ اوراق (سیف العباس علی اشرار الناس) کو فاتح دمشق شہزادی مظلومہ سیدہ سکینہ بنت الحسین سلام اللہ علیہا کے نام مقدس سے منسوب ومعنون کررہا ہوں۔

کریمہ آل اللہ اس سعی ناچیز کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔باب الحوائج عم بزرگوار سے میری سفارش فرمائیں اور مشکلات کے بھنور سے مجھے نجات عطا فرمائیں۔آپ پر سلام اپنے والد بزرگوار پر لاکھوں درود وسلام۔

آپ کے دسترخوان کا خوشہ چیں

السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خطبۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بولایت ابو الفضل العباس الصلوٰۃ وسلام اللّٰہ علیٰ خیر الخلائق و اشرف الناس سیماء مکین الاساس و عظیم المراس و ساقی المومنین بالکاس، سید نا ومولانا و ھادینا وناصرنا و غوثنا و غیاثنا باب الحسین و باب الحوائج ابو الفضل العباس و لعنۃ اللّٰہ علیٰ حببت و طاغوت و الخناس

سیف العباس علیہ السلام

گذارش احوال واقعی

حضرت ابوالفضل العباس صلوٰۃ اللہ علیہ والسلام کے فضائل نورانیہ ومقامات معنویہ عندالشیعہ مسلّم ہیں کبھی حضرت علمدار صلوٰۃ اللہ علیہ والسلام کے مقام شامخ کا کسی شیعہ نے انکار کرنے کی جرأت و جسارت نہیں کی بحرحال یزیدی افواج کی حضرت سے عداوت روز روشن کی طرح واضح ہے۔اس سال محرم الحرام کی مجلس میں فاضل معاصر علامہ جلیل ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی حفظہ اللہ نے ایک مجلس میں حضرت باب الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ والسلام کے تصرف تکوینی کو بیان فرمایا تو اغیار کی انگیخت پر مقصرین ونواصب نے ایک جاہلانہ شوروغوغا شروع کر دیا۔جس کے منہ میں جو آیا ہر طرف برساتی مینڈک ٹرٹرانے لگے، چونکہ حریم مقدس تشیع کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت وپاسداری ہمارا منشور ہے لہٰذا چند نشستوں میں یہ اعتقادی مجموعہ تیار کیا اور اس موضوع پر ہر طرف سے پوری دیانت سے اہلبیتؑ کی دفاع میں قلم اٹھایا اور گلشن آل اللہ کی سیر کر کے ایک خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے۔واضح رہے کہ آج تک ہماری فاضل معاصر علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب سے نہ ملاقات ہوئی اور نہ ہی فون پر کبھی ہماری بات ہوئی مگر چونکہ موضوع بہت حساس تھا لہٰذا ہم نے راہوار قلم کو جولانی دی ہے اور دفاع مقدس کا فریضہ انجام دیا ہے۔ ہمارا منشور ہر صحیح العقیدہ اثنا عشری شیعہ ہر ذاکر، ہر عالم، ہر عزادار کی نصرت کی ہے ہم شروع سے ہی اپنی شرعی ذمہ داری نبھاتے آئے ہیں اور آئندہ بھی نبھاتے رہیں گے۔ ہمارا مطلوب سلطان کربلا کی خوشنودی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہے۔اس رسالہ شریفہ کو ''سیف العباس علی اشرار الناس'' کے عنوان سے منسوب کیا ہے۔

انشاء اللہ حضرت باب الحوائج کی امداد معنوی سے یہ رسالہ شریفہ عجالہ منیفہ اسم بامسمیٰ ثابت ہوگا اور مظہر جلال کبریائی، ھیبت الجبار کے اعداء جلد ذلیل وخوار ہوں گے اور جلال علمدار سے کبھی بھی نہ بچ سکیں گے۔

وما اريد الاعلى الاصلاح وما توفيقي الا بالله عليه توكلت و اليه انيب

خادم شریعت مطہرہ

السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

سیف العباس علیہ السلام

بحر فیوضات اور مومنین کے درمیان حائل منکرین پر لعنت

حضرت باب الحوائج کے مقام معنوی وتصرف تکوینی پر اعتراض اور واویلا لشکر یزید کا طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے۔علمدار کربلا کے دشمنان پر زیارت میں ہم خصوصاً لعنت کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

و لعن الله من حال بينك و بين ماء الفرات

اللہ کی ان پر لعنت ہو جو نہر فرات اور باب الحسینؑ علمدار کربلا کے درمیان حائل ہوئے ان پر لعنت اب بھی ہے جو حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے فضائل نورانیہ کے سمندر اور موالیوں کے درمیان شکوک وشبہات پیدا کر کے حائل ہو رہے ہیں۔ان مقصرین اور نواصب پر بھی لعنت ہے۔

سید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عباسؑ نامور

اختر چینوٹیؒ

عباسؑ نامور کے لہو سے دُھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

ہم شکل مصطفیٰؐ کے جو رخ سے نظر ہٹی
رنگ اجل حسینؑ دیکھا اڑا ہوا

اصغرؑ کو لے کے آئے ہیں میدان میں حسینؑ
ہاتھوں پہ ہے رسولؐ کے قرآن کھلا ہوا

اکبرؑ چلے بھی آؤ بہت دن گزر گئے
ہے آنسوؤں سے نامہ صغرأ لکھا ہوا

یہ لاشۂ حسینؑ ہے اے امت نبیؐ
تنہا ہے مصطفیٰؐ کا جنازہ پڑا ہوا

اکبرؑ کو لے کے آئے ہیں شۂ اس مقام پر
پائے خلیلؑ بھی ہے جہاں ڈولتا ہوا

سبطِ رسولؐ تیری شہادت نے بھر دیا
اسلام کی رگوں میں لہو کھولتا ہوا

اختر یہ بحث کیسی ہے چہرہ پہ شمر کے
ہے صاف لفظ قاتل محسنؑ لکھا ہوا

سیف العباس علیہ السلام

باب اوّل

Shehroze Ali - 03306284348

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب اول

ولایت مطلقہ تکوینیہ

حضرات محمد و آل محمد علیہم والسلام کے اذن امر سے احیاء اموات کی احادیث و روایات کتب معتبرہ سے زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

جہان ہستی کے تمام امور خواہ موت ہو یا حیات، خلق ہو یا رزق شفاء ہو یا امراض یا اجال غرض جمیع امور تکوین خلیفۃ اللہ کے دست مبارک سے انجام پاتے ہیں۔ یہ ذوات متعالیہ منجانب اللہ مشیت ربانی اور ارادہ صمدانی کے تحت نظام عالم چلا رہا ہے جہانِ ہستی ان ہی کے دست تصرف میں ہے۔(پارہ ۲۹، آیت ۱)

آیت اللہ المرحوم السید خمینی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں

ان هيولى عالم الامكان كان مسخره تحت يدى الولى يقلبها كيف يشاء

(ملاحظہ فرمائیں: مصباح الھدایہ ص ۱۱۱، مطبوعہ ایران)

ہیولی عالم امکان حضرت ولی اللہ الاعظم علیہ السلام کے دست مبارک میں ہے اور وہ اس کو جیسے چاہتے ہیں منقلب کرتے ہیں اور اس کو چلاتے ہیں، متصرف فی العوالم ہیں جمیع کائنات و مافیھا پر ان کی حکومت ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد برحق بنیاد

و الحمد لله الذى اختيار لنا محاسن الخلق و اجرى علينا طيبات الرزق و جعل لنا الفضيلته بالملكته علىٰ جميع الخلق فكل

خلقيته منقاده لنا بقدره و صائره الى طا عتنا بعزته

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے خلقت و آفرینش کی تمام خوبیاں ہمارے لئے منتخب کیں اور پاک و پاکیزہ رزق کا سلسلہ ہمارے لئے جاری کیا اور ہمیں غلبہ و تسلط دے کر تمام مخلوقات پر برتری عطا کی چنانچہ تمام کائنات اس کی قدرت سے ہمارے زیر فرمان اور اس کی قوت و سربلندی کی بدولت ہماری اطاعت پر آمادہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

صحیفہ کاملہ ۹۵، مترجم مفتی جعفر حسین مرحوم

یہ امام علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان ہے جس کا انکار خروج از ایمان کا باعث ہے اس پر ایمان لانا اور ولایت تکوینی کا اقرار کرنا واجب ہے جب کل کائنات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے تابع ہے تو ملائکہ موکلین ہوں یا مدبرات امور جبرائیلؑ و میکائیلؑ ہوں یا اسرافیلؑ و عزرائیلؑ تمام فرشتے خواہ علوی ہوں یا سفلی ارضی ہوں یا سماوی ان کی ڈیوٹی تخلیق پر ہو یا تقسیم رزق پر، حیات پر ہو یا موت پر سب مدبرات امور تابع امامؑ ہیں لہٰذا امامؑ جب چاہے اور جس وقت چاہے حیات و ممات پر تصرف فرماتا ہے۔ ملائکہ مدبرات امور ہمہ وقت ان ذوات مقدسہ کے اذن وامر کے پابند ہیں جیسا کہ احادیث شریفہ سے مستفاد ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنین سر اللہ فی العالمینؑ کا فرمان واجب الاذعان

انا حجة الله على خلقه من اهل سماواته و ارضه ولا فى السماء ملك يخطو قدماً عن قدم الا باذنى فى ير تاب المبطلون

میں اللہ کی مخلوق پر حجت ہوں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور آسمانوں پر کوئی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

فرشتہ ایک قدم بھی میرے اذن کے بغیر نہیں اٹھاتا

ملاحظہ فرمائیں:

القطرہ، ج۱، ص۹۴، مطبوعہ نجف

امام روح کائنات ہے

چون امام علیه السلام روح عالم است و عالم به منزله جسد اوست. پس چنانچه روح تدبیر جسد می کند و تصرف در او می نماید به آنچه از برای اوست از قوای رو حانیه و جسمانیه، هم چنین انسان کامل به توسط اسماء الهیه که خدا وند نزد او ودیعه گذارده وتعلیم نموده او را، به منزله قوای روح مقدس او هستند، تصرف می کند در عالم و به توسط ملائکه مدبرات که مامور حکم او هستند تدبیر در امور عالم کائنات می نماید. به بیان دیگر امام و انسان کامل سلطان و خلیفة اللّه است و ممکنات رعیت و رعایای او هستند و رعایت آنها به طور انسب و الیق براو لازم است

روح جہان ہستی

سرکار آیت اللہ شیخ محمد ابراہیم کلباسی نجفی طیب اللہ روحہ ارشاد فرماتے ہیں

علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ امام علیہ السلام روح عالم ہے اور عالم (کائنات) اس کے لئے بمنزلہ جسد ہے پس جس طرح روح جسم میں تدبیر کرتی ہے اسی طرح امام جہان ہستی کا مدبر اوراس میں متصرف ہے۔ انسان کامل اپنے قویٰ روحانیہ وجسمانیہ سے جو کہ اسماء الٰہیہ ہیں اور

خدا نے امام مبین میں ودیعت تعلیم فرمائے ہیں یہ امام کے لئے قوائے قدسیہ ہیں جن سے وہ جمیع عوالم امکانیہ میں تصرف فرماتے ہیں اور مدبرات امور ملائکہ امام برحق کے تابع حکم ہیں ان خدام (فرشتوں) کے ذریعہ امام علیہ السلام عوالم کی تدبیر فرماتا ہے اوراس میں تصرف کلی رکھتا ہے۔ دیگر الفاظ میں یہ کہ امام مبین انسان کامل سلطان جہان اور خلیفۃ اللہ ہے اور جمیع ممکنات اس کی رعیت ورعایا ہیں۔ سلطان جہاں پر لازم وواجب ہے کہ اپنی رعایا اور مملکت کے امور کو چلائے۔ (ملاحظہ فرمائیں: خصائص العباسیہ، ص۵۶، ۵۷، مطبوعہ ایران)

ایسا ہی استفادہ عالم ربانی مفسر آیاتِ قرآنی کاشف اسرار یزدانی حضرت محسن فیض کاشانی قدس ثراہ الشریف کی کتاب شریف علم الیقین قرۃ العیون والحقائق اوراستاد اخلاق آیت اللہ علامہ شیخ حسین مظاہری دام ظلہ نے معاد کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

فصلِ دوم

حضرات آئمہ ھدیٰ کے حاکم ملائکہ ہونے کے متعلق کثیر احادیث وارد ہیں جو ہم نے شواہد الولایت اور دلائل الولایت میں درج کی ہیں وہاں رجوع فرمائیں۔

تسخیر کائنات

عماد السالکین رئیس المحققین سرکار علامہ السید علی خان بن السید احمد حسینی قدس سرہٗ کا بیان حقیقت ترجمان

حضرت امام سجاد علیہ السلام کے مذکورہ بالا فرمان واجب الاذعان جعل لنا الفضیلة بالملکته علی جمیع خلقیة کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی میں خداوند عالم نے فرمایا: خلقت الاشیاء لا جعلک و

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خلقتك لا جلی کہ میں نے تمام اشیاء عالم کو آپؐ کے لئے خلق فرمایا ہے اور آپ کو صرف اپنے لئے خلق فرمایا نیز یہ فرمایا: لو لاك لما خلقت الا فلاك اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ اگر ہم نہ ہوتے خدا نہ آدمؑ کو خلق کرتا نہ حواہ، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ مخلوقات عالیہ، نہ مخلوقات سافلہ تمام عالم امکان انسان کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے سخر لکم الیل و النھار و الشمس والقمر مسخرات بامرہ ہم نے دن رات اور سورج چاند کو تمہارے تابع کر دیا ہے اپنے امر سے دوسری جگہ ارشاد فرمایا سبحانہ تعالیٰ ہے سخر لکم ما فی السموات و الارض اور جو کچھ زمین وسماوات میں ہے وہ سب انسان کامل بلکہ کامل واکمل اور اکمل تر (محمد وآلِ محمد علیہم السلام) کے تابع ہے۔

ملائکہ بھی تابع ہیں

پھر فرماتے ہیں

اور ملائکہ مدبرات امور سب کے سب ان ذوات نوریہ کے تابع اور خادم ہیں خواہ وہ آسمانوں پر موکل ہوں یا زمینوں پر ان ذوات قدسیہ کے مطیع ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں: ملخصاً ریاض السالکین، ص ۵۷، مطبوعہ مشہد مقدس، ایران

آیت اللہ میرزا محمد تقی اصفہانی فرماتے ہیں

الولایته التکوینه فھی عبارة عن تسخیر المکونات و الکائنات الا مکانیه تحت ارادتھم و مشیتھم بحیثیت تصیر فی طاعتھم اختیار ھم و ینفذ امر ھم فیھا

سیف العباس علیہ السلام

ولایت تکوینیہ اس سے عبارت ہے کہ جمیع کائنات و مکنونات عالم امکان ان ذوات قدسیہ کے ارادہ اور مشیت کے تابع ہے اور جہان ہستی میں ان کا امر نافذ ہے بحول اللہ و قوتہ جیسا کہ زیارت حجت ارواحنالہ الفداء میں وارد ہے مامنا شی الا وانتم لا السبب (زیارت ندبہ معروفہ بحار، ج ۱۰۲، ص ۹۳)

ہر شے کا سبب یہی ہیں اور حقیقت میں یہ ذوات قدسیہ علیہم السلام مظاہر اسماء و صفات خدا ہیں ان کا فعل اس کا فعل اور ان کا قول اس کا قول ہے اور یہ مرتبہ ولایت تکوینیہ ان کی ذات سے مختص ہے یہ ان کی ذوات نورانیہ نفوس کے تقاضے کے مطابق ہے اور کوئی اس پر فائز نہیں ہوسکتا۔

ملاحظہ فرمائیں:

ولایۃ الاولیاء، ص ۴۴/۴۵، مطبوعہ ایران شہادت ثالثہ مقدسہ، ص ۳۵۸، مطبوعہ ایران

حضرات محمد وآلِ محمد علیہم السلام اور ولایت تکوینیہ

اول: سرکار آیت اللہ السید حسن الحجت حوزہ علمیہ قم

ولایت تکوینی وتشریعی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ولایت تکوینی اور ولایت تشریعی دو جداگانہ خصوصیات ہیں اور کسی موقع پر بھی ولایت تشریعی کو ولایت تکوینی سے جدا نہیں کیا جا سکتا اس کی دلیل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی رسالت کے ثبوت میں معجزات سے کام لیتے ہیں اور معجزات ولایت تکوینی سے عبارت ہیں اسی بناء پر تکوینی اور تشریعی دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

(غالی وقالی کے بعد) تیسرا گروہ ان کا ہے جو افراط وتفریط دونوں سے دامن بچا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کر حدود وسط میں قائم ہیں۔صراط مستقیم پر گامزن ہیں یہ لوگ قرآن پاک کے منطقی دلائل اور حس وشہود کی بنیاد پر انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کو خدا کے بندے تسلیم کرتے ہیں۔لیکن یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار حق تعالیٰ کی طرف سے علوم نبوت وامامت کے دارا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بن کر بندوں کی ہدایت پر مبعوث ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے ولایت تکوینی کے بھی حامل ہیں جو تمام ممکنات کا جز ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی مادی وسیلے کے بغیر اللہ کی مخلوق اور موجودات پر تصرف فرماتے ہیں۔معنی یہ کہ تمام مخلوقات پر انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کا اقتدار وتصرف کا حق خدا کے حکم سے خدائے تعالیٰ کے حق تصرف کی طرح جاری رہتا ہے،اندھوں کو بینائی عطا کرتے ہیں، بیماروں کو شفا بخشتے ہیں،مردوں کو زندہ کرتے ہیں،غیب کی خبریں دیتے ہیں،زمان ومکان کا کوئی حجاب ان کے حق تصرف میں مانع نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنی موت کا علم بھی رکھتے ہیں اور دوسروں کے لئے ان کی موت کے اوقات اور نوعیت کی خبر بھی کرتے ہیں۔اسی بناء پر یہ کہنا حق ہے کہ یہ بزرگوار جو بھی اقتدار اور صلاحیت رکھتے ہیں وہ انہیں اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

اور یہ کہ یہ بزرگوار ایک لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور نہ حکم خدا سے سرتابی کرتے ہیں۔سرتابی کرنا تو درکنار سرتابی کرنے کا تصور بھی نہیں کرتے اور انبیاءؑ اپنی نبوت اور اوصیاء اپنی امامت کے دور ہیں۔خدا کی بارگاہ عظمت وعزت سے عطا کئے ہوئے دستور دین پر جو حکمت بالغہ الٰہیہ نے ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے مناسب اور مفید قرار دیا ہے عمل پیرا رہتے ہیں اور اس پر عمل کروانے میں کوشاں رہتے ہیں اور اپنی اس پُر خلوص کوشش میں ہمہ اقسام کے مصائب اور بلیات سے دوچار ہوتے ہیں۔چاہے اس کو ناقص عقل والے انسان پسند کریں یا نہ کریں۔خلاصہ یہ کہ اپنی ذات سے کوئی چیز رکھتے ہیں

اور نہ کوئی کام کرتے ہیں بلکہ اپنے مبداء اعلیٰ حضرت سبحانہ تعالیٰ سے ارتباط رکھنے کی وجہ سے ہر چیز رکھتے ہیں اور ہر قسم کی قدرت وطاقت کی بناء پر جسے ولایت تکوینی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور موجودات پر تصرف کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: دلائل الولایت،صفحہ ۱۳ تا ۱۴،مطبوعہ ایران

فصلِ دوم

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد حق بنیاد

و اللہ لا یکون الامام اماماً حتی یحییٰ الموتی أو ینزل من السمامطرآ، أویاتی بما یشاکل ذالک مما یعجز عنه غیره و فیکم من یعلم أنّی الکلمة التامة والآ یة الباقیة والحجة البالغه

"خدا کی قسم امام امام نہیں ہوسکتا جب تک مردے زندہ نہ کرے اور بارش نازل نہ کرے اور وہ امور کر کے نہ دکھادے جس سے تم عاجز ہو۔"

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔عیون المعجزات،ص ۳۹،مطبوعہ بیروت

۲۔بحار الانوار،ج ۵۷،ص ۴۹۰ تا ۴۹۲،مطبوعہ بیروت

۳۔مدینۃ المعاجز،ج ۱،ص ۲۳۶،۲۳۷

۴۔نوادر المعجزات،ص ۱۳۳،مطبوعہ بیروت

۵۔بحر المعارف،ج ۲،ص ۹۸،طبع جدید،مطبوعہ تہران

احیاء اماتت مردوں کو زندہ کرنا۔امام کی نشانیوں میں سے ہے اور ہمارے آئمہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہدیٰ علیہم السلام نے ہر دور میں مردے زندہ کر کے اپنا امام برحق ہونا ثابت کیا ہے۔ دراصل موت وحیات پر تصرف امام کا ذاتی تصرف ہے۔ جو باذن خدا ان کو حاصل ہے امام برحق ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ کا مالک ہے۔

اس کی ولایت تکوینی ہے اور جمیع امور تکوینیہ خواہ ان کا تعلق احیاء اماتت سے ہو یا شفا امراض واجال اور ارزاق کے ساتھ ہو تمام جہان ہستی کا نظام امام کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے اذن امر سے کائنات کے امور چل رہے ہیں۔

روایات میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ ان کے پاس اسم اعظم کے دو حرف تھے جو کہ خدا نے انہیں تعلیم عطا کیے تھے۔ یہ دو حروف اور ان کے ساتھ ستر حرف ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ ہدیٰ علیہ السلام کے پاس موجود ہیں۔ پس وہ مردہ انسان یا حیوان کو زندہ کرتے ہیں لیکن یہ اذن خدا سے وہ خلقت اول میں ہی ودیعت ہوا ہے۔

بعض اوقات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت دعا پڑھتے یا نماز پڑھتے اور اس کے بعد دعا کرتے۔

بعض اوقات اپنا قدم مبارک سے مردہ کو ٹھوکر مارتے اور فرماتے کہ زندہ ہو جا خداوند عالم کے نزدیک بنی اسرائیل کی گائے سے میرے قدم عظیم تر ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تیرے نزدیک امامت کی کیا علامت ہے....؟ اس نے عرض کیا: غائب کی خبر دے، مردہ کو زندہ اور زندہ کو مار سکتا ہو۔ آپؑ نے فرمایا: یہ میں کرسکتا ہوں۔ (اثبات الهداة، ج۶، ص۱۴۹)

قریش کا ایک گروہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور انہوں نے

سیف العباس علیہ السلام

عرض کیا کہ ہماری گذشتہ اجداد کو زندہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا آپ علیہ السلام ان لوگوں کے ساتھ قبرستان جائیں اور جن لوگوں کا یہ نام لیں انہیں با آوازِ بلند میں کہیں: اے فلاں، اے فلاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اور زندہ ہو جاؤ۔ اللہ کے حکم سے۔ پس آپؑ نے آواز دی اور وہ زندہ ہوگئے۔ قریش نے چند سوالات ان سے پوچھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں اور دیوانوں کو شفاء دیتے تھے۔ حیوانات، بندگان، جن، شیاطین، آپ سے تکلم کرتے تھے۔ (ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار باب جامع معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جاہلیت کے دور میں ایک شخص نے اپنی بیٹی کو زندہ دفن کیا۔ اس نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ اس کی بچی کو زندہ کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے ساتھ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا اے دختر زندہ ہو جاؤ اللہ کے حکم سے۔ وہ قبر سے باہر آئی اس نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں اگر تم چاہو تو تجھے ان کی طرف بھیج دوں۔ اس نے عرض کیا نہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

بحار الانوار باب جامع معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ المعاجز میں پچاس سے زیادہ احادیث نقل ہوئی ہیں۔ اثبات الهداة میں بھی کافی روایات موجود ہیں۔ اس سے ایک اور حدیث نازل ہوئی (قم باذن اللّٰہ و اذن جعفر ابن محمد) اللہ اور جعفر صادق علیہ السلام کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امامت کبریٰ اور امر کن

حضرت سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

فهم سر الله المخزون وا ولياء المقربون وامره بين الكاف والنون

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار جلد ۲۵، ص ۱۷۳، مطبوعہ بیروت

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ راز اور اولیاء مقرب اور کاف اور نون کے درمیان امر خداوندی ہیں:

اس لیے معصوم فرماتے ہیں نحن امر اللہ اور اسی امر الٰہی سے تکوین کائنات ہوئی

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ.

مقام کن کا مالک

سرکار آیت اللہ حسن زادہ آملی دام ظلہ فرماتے ہیں:

انسان کامل صاحب حکمت اور مالک مقام کن اور صاحب امر ہے اور ولایت تکوینی کا مالک ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: ماثر آثار جلد اول، ص ۱۲۳ مطبوعہ قم مقدسہ

ولایت مطلقہ تکوینیہ کے اثبات میں ہماری مندرجہ ذیل شہرہ آفاق کتب اہل ایمان سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ تفصیل ان میں ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً

۱۔ شواہد الولایت ۲۔ دلائل الولایت ۳۔ تجلیات ولایت

۴۔ احقاق الحق ۵۔ سبیل الرشاد وغیرہ

امیر المومنین علیہ السلام نے جلایا اور پھر زندہ بھی کیا

عمار ساباطی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ذلف بن منجم کسریٰ تھا جب زوال کا وقت آیا تو حضرتؑ نے فرمایا میرے ساتھ چلو اور ذلف کے ساتھ اہل ساباط کی جماعت بھی تھی حضرتؑ نے کسریٰ کے محل میں گھومنا شروع کیا۔

☆ اور حضرتؑ فرماتے جاتے تھے کسریٰ کا یہ مکان اس کام کے لیے مخصوص تھا راوی کا بیان ہے خدا کی قسم ذلف حضرتؑ کے کلام کی تائید کرتا جاتا تھا۔

☆ اس حالت میں حضرتؑ نے تمام محل کو ملاحظہ فرمالیا۔ ذلف اور ہمراہی کہتے جاتے تھے یا سیدی و مولای ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام چیزوں کو آپ نے ان مقامات پر رکھا تھا۔

حضرتؑ نے وہاں پڑی ہوئی بوسیدہ کھوپڑی کو ملاحظہ فرمایا ساتھی کو اس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ حضرت ایوان کسریٰ میں تشریف لاکر بیٹھ گئے۔ حضرتؑ نے ایک تھال طلب فرماکر اس میں پانی بھر کر اس میں بوسیدہ کھوپڑی ڈال دی پھر حضرتؑ نے فرمایا: اقسمت عليك يا جمجمة اخبرني من انا ومن انت فنطقت الجمجمة لسان فصيح فقال انت فى الظاهر والباطن واعظم من ان توصف واما انا عبد الله وابن امة الله كسرىٰ نوشيروان۔

اے کھوپڑی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے بتاؤ میں کون ہوں تم کون ہو کھوپڑی بزبان فصیح گویا ہوئی۔ آپ امیر المومنینؑ اور سید الوصیین ظاہر اور باطن میں متقین کے امام ہیں۔ آپ تعریف سے بہت بلند ہیں میں اللہ تعالیٰ کی بندی اور لونڈی کا بیٹا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کسریٰ نوشیروان ہوں، اہل ساباط اپنے وطن چلے گئے اور اپنے خاندان کو تمام واقعات کھوپڑی کے متعلق سنائے ان لوگوں نے سن کر حیرانگی ظاہر کی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حقیقت سمجھنے میں اختلاف پیدا کیا کچھ لوگ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ان لوگوں نے آپ کے متعلق آگاہ کر کے ہمارے دلوں کو لرزا دیا ہے بعض لوگوں نے حضرت کے متعلق ایسا کہنا شروع کر دیا تھا۔جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق کہا تھا اہل ساباط نے عرض کیا مولاؑ اگر آپ نے ان کو اپنی حالت میں چھوڑ دیا تو لوگ کافر ہو جائیں گے حضرتؑ نے سن کر ارشاد کر فرمایا: آپ لوگ کیا چاہتے ہیں میں ان کے ساتھ کیا کروں ان لوگوں نے کہا آپ ان لوگوں کو اس طرح آگ میں جلا دیں جس طرح عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں کو جلا دیا تھا۔

آپ نے لوگوں کو طلب کر کے فرمایا: تم میرے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ان لوگوں نے کہا ہم نے بوسیدہ کھوپڑی کو آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سنا ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔اس لیے ہم نے جو کچھ کہا ہے سو کہا ہے حضرتؑ نے فرمایا تم اپنی بات سے باز آجاؤ۔اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ان لوگوں نے کہا ہم اپنی بات سے باز نہ آئیں گے۔آپ نے جو کچھ کرنا ہے کر لیں۔حضرتؑ نے حکم دیا کہ ان کو آگ میں جلا دیا جائے،جب جل گئے تو حضرتؑ نے حکم دیا کہ ان کی راکھ کو ہوا میں اُڑا دیا جائے،چنانچہ ایسا کیا گیا۔ان کی راکھ پیس کر ہوا میں اُڑا دی گئی۔ان لوگوں کو جلے ہوئے تیسرا روز ہوا تھا کہ اہل ساباط سے لوگ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔اللہ اللہ دین محمدؐ میں یہ بات پیدا ہوگئی کہ جن لوگوں کو آپ نے جلا دیا۔وہ اپنے گھر میں واپس آگئے ہیں اور ان کی شکلیں پہلے سے

سیف العباس علیہ السلام

خوبصورت ہیں حضرتؑ نے فرمایا: الیس قد احرقتموھم بالنا د وسحقتموھم وذریتموھم فی الریح ۔کیا تم نے ان لوگوں کو جلایا نہیں تھا۔ان کی راکھ کو پیس کر ہوا میں اُڑایا نہیں تھا۔لوگوں نے عرض کیا بے شک جلایا بھی اور راکھ کو ہوا اُڑایا بھی تھا۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا احرقتھم واللہ احیاء ھم خدا کی قسم میں نے ان کو جلایا تھا میں نے ہی ان کو زندہ کیا ہے یہ سن کر ساباط کے رہنے والے حیران ہو کر واپس چلے گئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

۱۔فضائل ابن شاذان،ص ۷۰۔۷۱ مطبوعہ نجف اشرف،عراق۔

۲۔عیون المعجزات،ص ۲۳۔۲۶ مطبوعہ قدیم۔

۳۔بحار الانوار۔ج ۴۱،ص ۲۱۳،مطبوعہ بیروت

۴۔نوادر المعجزات،ص ۹۴ تا ۹۶،مطبوعہ بیروت

۵۔اثبات الهداة،ج ۲،ص ۴۹۱،فصل ۳۷،ح ۳۲،مطبوعہ ایران

۶۔مدینۃ المعاجز،ج ۱،ص ۲۴۰ تا ۲۴۱،مطبوعہ بیروت

۷۔صحیفۃ الابرار جلد دوم،ص ۸۴ مطبوعہ بیروت۔

اہل ساباط جب اپنے گھروں میں گئے تو یہ کہتے تھے لو لا ان تکون فیہ الربوبیت ماکان احرقنا فی النار ۔اگر امیر المومنین علیہ السلام کے وجود میں ربوبیت نہ ہوتی (معاذ اللہ خدا نہ ہوتے) تو ہمیں آگ میں نہ جلاتے،

ملاحظہ فرمائیں: القطرہ جلد اول ص،۱۵۸۔۱۵۹۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انوار اعتقادیہ

مندرجہ بالا روایت مبارکہ کو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہیں اس لیے کہ فضائل آل محمدؑ کا انکار کفر ہے اہل ساباط نے جس نظریے کا اظہار کیا وہ عوام الناس کے قلوب و اذھان پر گراں گذرا تو انہوں نے از خود ان کے لیے سزا تجویز کی کہ انہیں جلا دیا جائے جب کہ کتب فقہ میں کسی جرم کی سزا مجرم کو جلانا نہیں ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام وارث قرآن اور وصی پیغمبر خدا ہیں آپ کے علم میں تھا کہ حقیقت کیا ہے مگر بظاہر انہیں جلایا اور راکھ ہوا میں اڑائی تا کہ اہل ظاہر دیکھ لیں اور جب ان کی راکھ تک معدوم ہوگئی اور وہ لاشئ ہو گئے تو پھر خود ہی لاشئ سے شئ بنا دی ان کو زندہ کر کے اہل زمانہ پر ثابت فرمایا کہ موت و حیات ولی اعظم کے اختیار میں ہے، چاہے وہ بوسیدہ کھوپڑی سے کلام کرے یا زندہ کو مردہ کر دے اور پھر مردے کو زندہ کر دے عالم امکان پر ولی مطلق کا اقتدار کلی ہے۔

اللهم صلی علی محمد و آل محمد وعجل فرجهم۔

بار بار مارا بھی اور زندہ بھی کیا

علی حجازی سے مروی ہے کہ جب سرور غالب علی بن ابی طالبؑ عمارؓ یاسرؓ، نصیر اور دیگر اصحاب کے ہمراہ بغداد سے واپس ہو کر حلّہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرات کے کنارے پر پہنچے۔ نصیر کے دل میں خیال گزرا کہ ہم فرات کو کس راہ سے عبور کریں اور کون سے گھاٹ کی طرف متوجہ ہوں۔ شاہ ولایت نور فراست سے اس کے دلی خیال پر آگاہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے نصیر! فرات کے کنارے پر جا کر بلند آواز سے کہو کہ اے جُجمہ علی بن ابی طالبؑ دریافت کرتے ہیں کہ ہم کس گھاٹ کی طرف جائیں اور فرات کو کہاں سے عبور کریں۔ جب

نصیر نے دریا کے کنارے پر جا کر آواز دی اور جُجمہ کو پکارا۔ تو سات ہزار جُجمہ نام کے اشخاص نے جواب دیا کہ فرات میں جُجمہ نام کے اشخاص بہت ہیں۔ شاہ دلدل سوار کس جُجمہ کو چاہتے ہیں نصیر نے شاہ ولایت سے عرض کی۔ فرمایا: جُجمہ ابن کرکرہ کو چاہتا ہوں۔ نصیر نے پھر آواز دی۔ حضرت جُجمہ ابن کرکرہ کو طلب کرتے ہیں۔ فرات سے آواز آئی کہ کرکرہ بھی بیحد و بیشمار ہیں۔ کونسا کرکرہ جناب کو مطلوب ہے۔ نصیر نے جو سنا تھا عرض کیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: کہ کرکرہ بن مرمرہ کو چاہتا ہوں۔ جب نصیر نے جُجمہ بن کرکرہ بن مرمرہ کو پکارا تو ایک شخص نے لبیک کہا۔ اور بولا اے غلام بیان کر کہ امیر المومنینؑ کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں فرات کا گذرگاہ کہاں ہے اور خلق خدا کے عبور کرنے کا مقام کونسا ہے۔ بولا: اے لڑکے! کیا تیری عقل جاتی رہی ہے اور دیوانہ ہو گیا ہے بھلا! جو شخص میرا اور میرے باپ دادا کا نام جانتا ہے اسے اتنی خبر نہیں کہ فرات کا گھاٹ کہاں ہے۔ تو کس لئے اس کے حالات سے غافل ہے اور اپنی نادانی سے خوارج کی طرح جاہل ہے۔ اے نصیر! تجھ کو معلوم رہے کہ میں ایک ہزار سات سو برس سے اس دریا میں رہتا ہوں اور پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ نصیر نے جب یہ باتیں سنیں تو نہایت بے کل اور بیقرار ہوا اور حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ جُجمہ کے زندہ ہونے کی دعا فرمائیں۔ ابھی حضرت کی دعا ختم نہ ہوئی کہ جُجمہ زندہ ہو کر دریا سے نکلا اور آ کر حضرت کی رکاب کو بوسہ دیا۔ جب نصیر نے یہ عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا تو کافر ہو گیا اور بولا یا علی تو خدا ہے اور رہنما ہے اور رحیم و کریم تو ہی ہے اور جبار و ستار تو ہی ہے۔ امیر المومنینؑ نے کافر ہو جانے کی وجہ سے ذوالفقار کے ساتھ اس کا سر تن سے اڑا دیا اور پھر دعا فرما کر زندہ کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے ستر دفعہ نصیر کو قتل کیا اور پھر زندہ کیا۔ قاسم کاہی فرماتے ہیں:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ز لطف و قہر او بہر دو زندہ شد صدرہ

ہما نابود اعجازِ مسیحا کار واو یکسر

مؤلف عرض کرتا ہے کہ خطبۃ البیان سے امیر المومنینؑ کے کلام نصرت آیات کی شرح میں باب فضائل کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اقتل مرتین و احیی مر تین یعنی میں ہوں وہ شخص جو دوبار قتل کرتا ہوں اور دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔ یہاں ستر بار مروی ہے۔ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ جُمجمہ مذکور کے زندہ کرنے سے پہلے اس قسم کا معجزہ حضرت سے ظاہر ہوا ہوگا اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہوگا اور اگر یہی جُمجمہ مراد ہے۔ پس پہلا قول زیادہ ترجیح ہے کیونکہ آپ کا کلام معجزہ نظام اس پر حاوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقائق الامور

القصہ حضرت جُمجمہ سمیت فرات سے عبور کر کے کوفہ واپس آئے۔ راوی کہتا ہے کہ جُمجمہ ستر سال زندہ رہا۔ بعدازاں آخرت کو سدھارا۔

آمدی بازاز جراحت تازہ کر دی بینہ را

بار دیگر زندہ کر دی کشتۂ دیرینہ را

ملاحظہ فرمائیں: مناقب مرتضوی، ص۲۲۳ تا ۲۲۴، مطبوعہ لاہور

تین ہزار سال قدیم جلندی سے کلام فرمانا

حضرت عمار یاسرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ صفین کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں دریائے فرات آیا تو آپ وہاں رک گئے اور ساتھیوں سے فرمایا: کیا تمہیں اس کی گزرگاہ کا پتہ ہے کہ جہاں پانی کم ہو اور ہم وہاں سے گزر سکیں؟

حضرتؑ کے فوجیوں نے کہا: مولا! ہمیں اس کا پتہ نہیں۔

پھر آپؑ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا: تم اس ٹیلے کی طرف چلے جاؤ اور وہاں سے آواز دے کر کہو: جلندی! دریا کی گزرگاہ کہاں ہے؟

حضرتؑ کا فوجی اس ٹیلے پر گیا اور اس نے جلندی کے نام کی آواز دی۔ ٹیلے کے نیچے سے بہت سی لبیک کی آوازیں بلند ہوئیں اور ہر ایک نے کہا: میرا نام جلندی ہے۔ آپ کا ساتھی پریشان ہو کر واپس آیا اور کہا: مولا! وہاں تو بہت سے جلندی نام کے مُردے ہیں۔ آپؑ کسی ایک کو مخصوص کریں تاکہ میں اس سے دریا کی گزرگاہ کا معلوم کر سکوں۔

آپؑ نے اس مرتبہ اپنے غلام قنبر کو بھیجا اور فرمایا قنبر! تم جاؤ اور جلندی بن کرکر کے نام صدا دو اور اس سے پوچھو کہ گزرگاہ کس طرف ہے؟

حضرت قنبر ٹیلے پر گئے اور آواز دے کر کہا: جلندی بن کرکر! ہمیں بتاؤ دریا کا پانی کس جگہ سے کم ہے تاکہ ہم وہاں سے دریا کو عبور کر سکیں۔

اس صدا کے جواب میں صرف ایک آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا: تم پر افسوس ہے جو میرا نام جانتا ہے اور جو میرے باپ کا نام جانتا ہے جب کہ مجھے مرے ہوئے تین ہزار سال گزر چکے ہیں اور میری ہڈیاں تک گل سڑ چکی ہیں اور میرا کاسہ سر بھی مٹی ہو چکا ہے تو کیا اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ دریا کی گزرگاہ کہاں ہے؟ تم اس کی پیروی کرو اور جہاں سے وہ دریا کو عبور کرے تم بھی اس کے پیچھے دریا عبور کرو۔ وہ رسولؐ خدا کے بعد خدا کی نظر میں سب سے زیادہ محترم ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: ۱۔ فضائل شاذان، ص۱۴۰، مطبوعہ ایران

۲۔ مدینۃ المعاجز، ج اول، ص۱۰۳، ۱۰۴، مطبوعہ بیروت، طبع جدید

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اذن امیر المومنینؑ سے صحابی نے مردہ زندہ کردیا

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ساتھ عمار یاسر سے روایت کی ہے کہ صفین کو جاتے ہوئے جب امیر المومنین علیہ السلام فرات کے پاس ٹھہرے تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا این المخاض ؟ (دریا کو پار کرنے کا راستہ کہاں ہے؟) تو وہ بولے آقا و مولاؑ آپؑ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ حضرتؑ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ جا کر فلاں ٹیلے پر جا کر آواز دیں کہ اے جلند! پانی سے گزرنے کی جگہ کہاں ہے؟ پس وہ گیا اور اس نے ویسا ہی کیا۔۔ اس وقت زمین سے ایک عظیم الجثہ مخلوق برآمد ہوئی جسے دیکھ کر وہ شخص مبہوت ہو گیا اور اتنے حواس کھو بیٹھا کہ کوئی بات نہ کر سکا چنانچہ وہ واپس آیا اور حضرت کو سارا ماجراء کہہ سنایا۔

پھر حضرت نے قنبر کو بھیجا کہ جا کر کہہ دے اے جلند ابن کرکر! این المخاض پس وہ گیا اور اس نے ویسا ہی کیا۔ اس عظیم الجثہ آدمی نے جواب میں کہا: یا ویلکم من عرف اسمی و اسم ابی و ھولا یعلم این المخاض کہ تم پر ویل ہو مجھے مرے ہوئے تین ہزار سال ہوئے جب سے میں مٹی میں ہوا پڑا ہوں۔ تو جو شخص صدیوں پہلے شخص اور اس کے باپ کے بارے میں جانتا ہو کیا اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ دریا میں داخل ہونے کا راستہ کہاں ہے؟ واللہ یہ بات وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تم کتنے اندھے اور ضعیف الیقین ہو گئے ہو۔ جاؤ ان کی اتباع کرو۔ جہاں وہ جائیں ان کے پیچھے چلو۔ بعد رسولؐ وہی اشرف الخلائق ہیں۔

سید المحدثین سرکار علامہ نعمت اللہ موسوی جزائری قدس سرہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

کہ عیسیٰ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا اور یہاں آپ نے ملاحظہ کیا کہ اللہ نے علی علیہ السلام کے ایک بھیجے ہوئے شخص کے لئے مردے کو زندہ کیا، تو کجا عیسیٰ علیہ السلام اور کجا مرتبہ علی علیہ السلام

ثقۃ المحدثین سرکار علامہ جلیل سید محمد مہدی موسوی تنکابنی طاب ثراہ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس مردوں کو زندہ کرتے تھے اور وہ بھی دو تین دن کے مرے ہوؤں کو لیکن علی علیہ السلام نے اپنے ایک ایلچی کے ذریعے تین ہزار سالہ مردے کو زندہ کیا۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

پس مولاؑ کے علم وقدرت پر غور کریں جو خالق نے اسے عطا کیا اور اسی طرح ان کی پاک اولاد میں آئمہؑ کو عطا کیا۔

جب والی کائنات امیر المومنین علیہ السلام مردہ زندہ فرماتے ہیں تو پھر مظہر امیر المومنین حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے تصرف پر اعتراض کیوں؟

ثقۃ المحدثین سرکار علامہ جلیل سید محمد مہدی موسوی تنکابنی طاب ثراہ فرماتے ہیں کہ فان لم یکفیك ذالك فی معرفة شانھم فالنار یکفیك کہ شانِ اہل بیت سمجھنے کے لئے اگر تیرے لئے یہ بات کافی نہیں تو پھر تیرے لئے آگ ہی کافی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

انوار نعمانیہ، ج ۱، ص ۳۰، مطبوعہ تبریز، طوالع الانواص، ج سوم، ص ۱۴۵ تا ۱۴۷، مطبوعہ بیروت، طبع جدید

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عباس شھید

سید محسن نقویؒ

عباسؑ چرخ پر مہ کامل کا نام ہے
عباسؑ بحرِ شوق کے ساحل کا نام ہے
عباسؑ ضبطِ درد کے حاصل کا نام ہے
عباسؑ کارواں نہیں، منزل کا نام ہے
قرآن جب حسینؑ بنا، دین بن گیا
عباسؑ اس میں سورۂ یٰسین بن گیا

عباسؑ بے مثال دلاور کا نام ہے
عباس بحرِ حق کے شناور کا نام ہے
عباسؑ دین کے درد کے یاور کا نام ہے
عباسؑ صبحِ صبر کے خاور کا نام ہے
خالق تو لاشریک ہے اجرِ سوال دے
عباسؑ کی وفا کی بھی کوئی مثال دے

عباسؑ اہل تیغ بھی اہل قلم بھی ہے
عباسؑ وقفِ غم بھی علاجِ الم بھی ہے
عباسؑ کا دل ناز بھی دیں کا بھرم بھی ہے
عباسؑ تاجدار صریر و علم بھی ہے
عباسؑ کا کرم ہے خزانہ بہار کا
عباسؑ کا غضب ہے غضب کردگار کا

Shehroze Ali - 03306284348

باب دوئم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب دوم

فصل اول

مقامِ عبدیت

شہدائے کربلا مقامِ تسلیم پر فائز تھے اور وہ عبودیت کے حقیقی رتبہ پر پہنچے ہوئے تھے۔۔ واضح رہے کہ "عبد" ہونا بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی پہلی گفتگو میں یہ کہا تھا: انی عبد اللّٰہ ..... "میں اللہ کا بندہ ہوں"

عبدیت کا نتیجہ بلندی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے زندگی کا آغاز عبدیت سے کیا تو ان کا انجام یہ ہوا کہ خدا نے فرمایا: و رافعك الی ...... "عیسیٰؑ! میں تجھے اپنی طرف بلند کرنے والا ہوں۔" رسولِ خداؐ کی دو شانیں ہیں۔ پہلی شان عبدیت ہے اور دوسری شان رسالت ہے۔ ہر مسلمان آپؐ کی ان دونوں شان کی نماز میں گواہی دیتا ہے اور کہتا ہے:

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے عبد اور رسولؐ ہیں۔"

آنحضرتؐ کے مقامِ عبدیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے آپ کو معراج کرائی اور فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا

"وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے عبد کو رات کے وقت سیر کرائی۔" (سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱)

عبدیت کا ثمر عزت و شرف ہے۔ اس لئے حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے:

كفٰى بي عزًّا ان اكون لك عبدا

"میری عزت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔"

شہدائے کربلا حقیقی معنوں میں اللہ کے عبد تھے۔ حدیث قدسی ہے عبدی اطعنی اجعلك مثلی "اے بندے میری اطاعت کرحتیٰ کہ تجھے اپنے جیسا بنا دوں گا۔" شہدائے کربلا مثلِ اعلیٰ الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے کن کہے وہ ہو جاتا ہے۔ پس شہداء کربلا جب کن کہیں تو وہ شے فیکون ہو جاتی ہے۔

عابد حقیقی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۂ فتح، آیت ۲۹)

"اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے جانثار ساتھیوں کی تعریف اور صفات بیان فرما رہا ہے کہ وہ کافروں پر سخت اور آپس میں ہمدرد ہیں۔"

کثرت سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں میں نشانِ محراب پڑے ہوتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلا فرماتے ہیں:

افضل طبائع العقل العبادة

یعنی "عقل انسانی کا سب سے افضل مزاج اور فطرت عبادت ہے۔"

ثواب الاعمال میں شیخ صدوقؒ نے حضرت عباس علیہ السلام کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کے نشانات تھے۔

قاسم بن اصبغ بن نباتہ جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی و حواری تھے ان

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سے شہدائے کربلا اور حضرت عباس علیہ السلام کے سرہائے مبارک کو کوفہ لائے جانے کی خبر اور روایت نقل کی گئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بنی دارم قبیلہ کا ایک شخص آیا جو شہادتِ امام حسینؑ کے وقت کربلا میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سیاہ تھا جبکہ پہلے وہ خوبصورت اور سفید چہرے والا ہوا کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے چہرے کا رنگ اتنا بدل کیوں گیا ہے کہ مشکل ہی سے پہچانا جاتا ہے؟

اس نے کہا: اپنے سیاہ عمل اور جفا کاری کی پاداش میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں۔ میرے چہرے کے رنگ کا بدلنا اسی وجہ سے ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے روزِ عاشور کو میدان کربلا میں اصحاب حسینؑ میں سے ایک روشن چہرے والے مرد کو قتل کیا کہ جس کی دونوں آنکھوں کے مابین کثرت سجود کے نشانات تھے اور اس مقتول کا سر میں ہی ابن زیاد کے پاس کوفہ لایا۔ یعنی اس ملعون نے جس سفید و روشن چہرے والے شہزادے کو شہید کیا وہ ابو الفضل العباس علیہ السلام تھے جن کی پیشانی پر عبادتِ پروردگار کی کثرت کی وجہ سے نشانات تھے۔ قاسم بن اصبغ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ وہ شخص (قاتلِ حضرت عباسؑ) اپنے گھوڑے پر یوں بیٹھا ہے کہ اس کا سر گھوڑے کے سینے کی طرف لٹک رہا ہے۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ یہ شخص اسے اونچا کیوں نہیں کرتا، یہ اتنا جھکا ہوا ہے کہ گھوڑے کا گھٹنا اسے لگ سکتا ہے اور زخمی کر سکتا ہے۔

میرے والد نے مجھ سے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ بقول اس شخص کے کہ وہ اس سے بھی بڑی تکلیف اور عذاب میں گرفتار ہے۔ اس شخص نے میرے والد کو بتایا کہ جب میں نے عباسؑ بن علی علیہ السلام کو شہید کیا ہے ہر رات وہ میرے خواب میں آتے ہیں اور میرے

بازو سے پکڑ کر مجھے جہنم کے کنارے پر لے جا کر اس کے اندر پھینک دیتے ہیں اور صبح تک میرے ساتھ یہی کیفیت رہتی ہے۔

قاسم کہتے ہیں کہ میرے والد کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق اس ملعون کی ایک پڑوسی عورت نے بھی کی۔ ہم کچھ نوجوان اس عورت کے پاس گئے اور اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ شخص رات کو چیخ و پکار کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ہم بہت کم سو سکتے ہیں۔

نشانات عبادت دراصل نشانات حریت ہیں

سمة العبيد من الخضوع عليهم لله ان ضمتهم الاسحار فاذا
ترجلت الضحى شهدت لهم بيض الصوارم انهم احرار

''اللہ کے حقیقی عباد کے چہروں پر مسلسل شب بیداری اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجود کرنے کی وجہ سے نشانات و محراب پڑ جاتے ہیں لیکن جب دن چڑھتا ہے تو میدانِ جنگ (میدانِ عمل) میں ان کی چمکتی ہوئی تلواریں گواہی دیتی ہیں کہ حقیقی معنوں میں آزاد لوگ یہی تو ہیں۔''

سید حیدر حلّی نے اپنے ان اشعار میں بعض دوسرے محبّ شعرا کی طرح بہت خوبصورت اور اچھوتے انداز میں امام حسینؑ اور اہل بیت علیہم السلام و اصحاب امامؑ کی منقبت لکھی ہے اور یہ قصیدہ دومستانی سے اقتباس کیا گیا ہے جو امام المتقینؑ کے ایک خطبے سے لیا گیا ہے کہ جو انہوں نے متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اور وہ خطبہ آیت قرآنی کے مفہوم کی وضاحت ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ماسوا اللہ سے آزادی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کے مساوی ومترادف ہے اور عابد حقیقی معنی میں ایک مردِ حر ہوتا ہے وہ اللہ کی عبادت کر کے اس کی بارگاہ سے کرامت وخودداری، حریت وعزتِ نفس مانگتا ہے اور وہ کسی شے کے آگے خوف وطمع کی وجہ سے نہیں جھکتا اور نہ ہی ہوا و ہوس کو اہمیت دیتا ہے اور بڑے سے بڑے امتحانات وبلیات اور شدائد ومصائب بھی اگر اسے گھیر لیں تو اس کے عزم وعقیدہ میں کمزوری واقع نہیں ہوتی۔

اور واقعاً حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام ایسے ہی حقیقی عبادت گزار اور پُرخلوص زاہد تھے کہ ایک طرف کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کی پیشانی پر نشانات نمایاں تھے اور دوسری طرف ہر قسم کے خوف اور لالچ سے ماوراء عبادت گزار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میدان کربلا میں دشمنانِ اسلام وایمان کی طرف سے پیش کی جانے والی امان اور جاہ ومقام کی متعدد پیش کشوں کو لہجۂ انکارِ حسینؑ میں ٹھکرا دیا۔

کربلا والوں نے رہبانیت اور مادیت دونوں کی نفی کی ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ اسلام میں رہبانیت محض قطعاً نہیں ہے جیسا کہ نصاریٰ نے یہ بدعت اختیار کی ہے اور نہ ہی محض مادیت پرستی ہے جیسا کہ یہودی کی اختراع ہے بلکہ دین اسلام مادیات ومعنویات کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ دین، روح وجسم ہے۔ یہ دنیا وآخرت کے امتزاج کا نام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہل بیتِ اطہار علیہم السلام نے ان دونوں حقیقتوں کو ایک ہی وقت میں جمع رکھ کر لوگوں کے سامنے منشائے دین وخدا کو آشکار کیا۔ محمدؐ وآلِ محمدؑ وقتِ واحد میں دنیا سے منہ موڑنے والے اور زاہد وتقویٰ الٰہی اختیار کرنے والے بھی نظر آئے اور امور دنیا اور کاروبارِ زندگی میں سیاست چلانے والے بھی مدبر کے طور پر دیکھے گئے۔ اس صفت وخصلت میں ان کی اقتداء کرنے والوں میں حضرت عباس علیہ السلام صفِ اول میں

نظر آتے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے، دنیا کو ترک کرتے ہوئے ان کی ساری رات قیام ورکوع وسجود میں گزرتی تھی۔ تسلسل عبادات اور کثرت سجود کی وجہ سے وہ فرمان خداوندی سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۃ الفتح، آیت ۲۹) کے مصداق بن گئے اور جب دن چڑھا تو کبھی شیر خدا نظر آئے کبھی لشکر حسینؑ کے سپہ سالار دکھائی دیے۔ جب سے عہد طفولیت سے باہر قدم رکھا تب سے لے کر عاشورائے کربلا تک پرچم حسینؑ انہی کے شانوں پر لہراتا ہوا نظر آیا۔

حضرت سید الشہدا علیہ السلام نے ساری رات عبادتِ خدا، نماز، استغفار، دعا اور مناجات میں گزاری اور اسی طرح ان کے اصحاب نے بھی نماز ودعا واستغفار کرتے ہوئے رات بسر کی اور ہر خیر کی منزل میں حضرت عباس علیہ السلام ان سب اصحاب وانصار امامؑ میں پیش پیش تھے اور ساتھ ساتھ خیام حسینیؑ کی محافظت اور پاسبانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب ''اللھوف'' میں لکھا ہے کہ امام حسینؑ اور اصحابِ امامؑ نے آخری تمام رات رکوع وسجود، قیام وقعود میں گزاری اور ان کے خیام سے عبادت پروردگار کی مسلسل آوازیں آتی تھیں کہ جیسے شہد کی مکھیوں کے چھتے کے پاس آواز لگاتار آتی ہے اور اس کو سن کر لشکر ابن سعد سے بتیس خوش بخت انسانوں نے درسِ عبرت کیا۔ حقِ امامؑ کو پہچانا اور گمراہی وجہنم کی راہ کو چھوڑ کر فوجِ حسینیؑ میں شامل ہو گئے اور یوم عاشور نصرتِ امامؑ میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور ابدی حیات پا گئے۔ ان اصحاب باوفا کی آواز مناجات میں سے ایک قوی ترین اور متاثر کن آواز حضرت عباسؑ کی بھی تھی جس نے ان کے افراد کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا اور انہیں اس وقت بیدار کر دیا جب وہ اجل کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جو عابد حقیقی ہے وہی مطیع خدا ہے

السلام علیک ایھا العبد الصالح المطیع اللہ و الرسولؐ

زیارت منقولہ کے یہ الفاظ جو حضرت امام صادق علیہ السلام نے حضرت ابوالفضل عباسؑ کے لئے فرمائے یہ واقعی ایک بہت بڑا تمغہ اور اعزاز ہیں۔ یقیناً امام جعفر صادق علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کے ہاتھوں میں آسمانوں کے ترازو ہیں۔

وہ عدل وانصاف کو اس کے پورے حق کے ساتھ قائم کرنے والے ہیں۔ وہ کسی کو بھی اس کے استحقاق سے ذرا بھی زیادہ عطا کرنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرتؑ کو فقط عابد نہیں کہا بلکہ عبودیت خدا کی صفت کو صدق وصلاح کی صفت کے ساتھ مقرون کرکے آپ پر اطلاق کیا ہے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک جو عبودیت پسندیدہ ہے اور نبیؐ اور ان کے اوصیاؑ کے نزدیک جو عبودیت ممدوحہ ہے وہی ہے جو صدق وصلاح، پاکیزگی وپاکدامنی سے مزین ہو۔ اسی لئے امامؑ نے عبدِ صالح کے ساتھ المطیع للّٰہ ولرسولہ ولا میر المومنین و الحسن و الحسین صلوات اللہ علیھم کے الفاظ کی تاکید ذکر فرمائی کیونکہ خالص وصادق عبادت خداوندی خدا اور رسولؐ اور آئمہ اہلِ بیتِ رسولؐ کی اطاعت ہی کا نام ہے جس کا افضل نمونہ اور اعلیٰ مثال حضرت ابوالفضل نے پیش کی۔

فصل دوم

گزشتہ بیان پر ایک نظر۔۔۔تمغہ عبودیت در قرآن

عبادتِ خداوندی چونکہ اللہ اور عبد کے مابین ربط قائم کرتی ہے۔ غیر خدا سے اسے منقطع کرتی ہے اور غیر اللہ یعنی ہوس وشہواتِ نفس اور طاغوت وشیاطین کی عبادت اور ان

کے آگے جھکنے سے روکتی ہے۔ لہٰذا یہ سب سے بڑا تمغہ اور اعلیٰ ترین نشان ہے جس کا حصول صرف عطائے خداوندی سے ممکن ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمغہ واعزاز اپنی مخلوق میں سے پسندیدہ ترین اور منتخب افراد ہی کو دیا ہے اور وہ افراد انبیاء ہیں اور ان میں سرفہرست ومقدم سرکار رسالت مآب ہیں کہ جن کے صدقے اور جن کے اہل بیتؑ کی محبت میں اللہ نے اس کون ومکان کو وجود بخشا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب اور مبرم خطاب میں اپنے حبیب مصطفٰیؐ کے واقعہ معراج کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا (سورۂ بنی اسرائیل، آیہ ۱) "وہ اللہ (ہر عیب سے) پاک وپاکیزہ ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (آسمانی مسجد) تک کی سیر کرائی جس کے چوگرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ اس کو اپنی (قدرت) کی نشانیاں دکھائیں۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر اپنے نبیؐ کے وصفِ عبادت اور ان کے ہاتھ پر جنات کے قبول اسلام کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ یَدۡعُوۡہُ کَادُوۡا یَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡہِ لِبَدًا (سورۂ جن، آیہ ۱۹) "اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی عبادت کو کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس کے گرد ہجوم کرکے گرے پڑتے ہیں۔"

اور جیسا کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنی نمازوں کے تشہد میں گواہی دیں کہ اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ، یعنی ہم حضورؐ کے دو اوصاف واعزازات میں عبودیت کا ذکر پہلے کریں اور اسے رسالت پر مقدم کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یعنی عبد ہونا رسالت سے بھی بڑا اعزاز ہے (اور مولا امیرؑ کی مناجات کا یہ جملہ بھی اس کا مؤید ہے کہ):

الهی کفی بی عزا ان اکون لك عبدا "اے اللہ! میری عزت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ میں تیرا عبد ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد پروردگار ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ (سورۂ قمر، آیہ ۹) "ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے (خاص) بندے (نوح) کو جھٹلایا اور کہنے لگے: یہ تو دیوانہ ہے اور ان کو جھڑکیاں بھی دی گئیں۔"

فرمانِ الٰہی ہے:

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ (سورۂ ص، آیہ ۴۵) اور (اے رسولؐ) ہمارے بندوں میں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو یاد کرو جو قوت اور بصیرت والے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ (سورۂ ص، آیہ ۱۷) "اور ہمارے بندے داؤدؑ کو یاد کرو جو بڑے قوت والے تھے (مگر صبر کیا) بے شک وہ (ہماری بارگاہ میں) بڑے رجوع کرنے والے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ وَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ (سورۂ ص، آیہ ۳۰) "اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ (جیسا بیٹا) عطا کیا، (سلیمانؑ بھی کیا اچھے بندے تھے بے شک وہ (ہماری طرف) رجوع کرنے والے تھے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ (سورۂ ص، آیہ ۴۱) "اور (اے رسولؐ) ہمارے (خاص) بندے ایوبؑ کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھ کو شیطان نے بہت اذیت اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔" اور حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کی بات کی روایت کرتے ہوئے قرآن یوں گویا ہوا:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (سورۂ مریم، آیہ ۳۰) "(اس پر وہ بچہ قدرت الٰہی سے) بول اٹھا کہ میں بے شک اللہ کا بندہ ہوں مجھے اسی نے کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا۔"

ان مذکورہ بالا آیات و روایات کے علاوہ بھی اور بہت ساری آیات واحادیث ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ عبودیت کی منزل اور اعزاز صرف انبیاءؑ واوصیاءؑ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو حضرت عباسؑ کی طرح انبیاءؑ واوصیاءؑ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ یہ مقام عبدیت ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

عبدی اطعنی حتیٰ اجعلك مثلی

اے بندے میری اطاعت کر حتیٰ کہ میں تجھے اپنا جیسا بنادوں گا۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح دعاء صباح، ص ۸۰، مطبوعہ ایران

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ابوالفضل العباس وہ آئینہ خداوندی ہیں جیسا چاہیں تصرف فرمائیں یہ ان کا اپنا اختیار ہے۔

فصل سوم

مقام شہید اور اجرِ شہادت

اللہ کے نزدیک شہداء کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ اب ہم اس حوالے سے کچھ آیات و احادیث پر نظر ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۳ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ (سورہ صف، آیہ ۴) "بے شک اللہ ان لوگوں سے الفت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔"

دوسری جگہ سورہ ال عمران میں فرماتا ہے:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ○ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ وَیَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضۡلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (سورہ ال عمران، آیہ ۱۶۹ تا ۱۷۱) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں انہیں مردہ ہرگز نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ جیتے (جاگتے موجود) ہیں۔ اپنے پروردگار کے ہاں سے وہ ((طرح طرح کی) روزی پاتے ہیں اور اللہ نے جو فضل ان پر کیا ہے اس (کی خوشی) سے پھولے نہیں سماتے اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ

گئے اور ان میں آ کر شامل نہیں ہوئے ان کی نسبت یہ (خیال کر کے) خوشیاں مناتے ہیں کہ (یہ بھی شہید ہوں تو) ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل (وکرم) اور اس بات کی خوش خبری پا کر اللہ مومنین کے ثواب کو برباد نہیں کرتا وہ تو نہال ہو رہے ہیں۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

اشرف الموت قتل الشهادة "سب سے افضل واشرف موت شہادت کی موت ہے۔"

حدیثِ پیغمبرؐ ہے

فوق كل بر حتى يقتل الرجل فى سبيل الله فا ذا قتل سبيل الله عزو جل فليس فوقه بر "ہر نیکی سے اوپر ایک نیکی ہے لیکن جب کوئی (مومن) راہ خدا میں قتل (شہید) ہو جائے تو اس سے اوپر کوئی نیکی نہیں۔"

ختمی مرتبتؐ کی حدیث ہے

ان اول من قاتل فى سبيل الله، ابراهيم الخليل حيث اسرت الروم لوطا، فنفر ابراهيم، و استنقذه من ايديهم "اللہ کی راہ میں سب سے پہلا جہاد حضرت ابراہیمؑ نے کیا۔ جب رومیوں نے حضرت لوطؑ کو اسیر کر لیا تو حضرت ابراہیمؑ جلدی سے گئے اور ان کے ہاتھوں سے حضرت لوطؑ کو چھڑایا۔"

ایک اور حدیثِ پیغمبرؐ ہے

ما من قطرة احب الى الله من قطرة دم فى سبيل الله او قطرة

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دمع فی جوف اللیل من خشیۃ اللہ ''کوئی قطرہ اللہ کو اتنا پسند نہیں کہ جتنا اللہ کی راہ میں بہنے والے خون کا قطرہ یا آدھی رات کو خوفِ خدا سے ٹپکنے والا آنسو کا قطرہ (اللہ کو پسند ہے)۔''

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث ہے

اجود الناس من جاد بنفسه وماله فی سبیل الله ''سب سے زیادہ سخی شخص وہ ہے جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ راہِ خدا میں سخاوت کرے۔''

اور مولائے کائنات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا قول ہے کہ

''سب سے پہلے شخص جس نے راہ خدا میں جہاد کیا وہ حضرت ابراہیمؑ تھے۔ جب رومیوں نے حضرت لوطؑ کی بستی میں لوٹ مچائی اور انہیں قید کر لیا تو حضرت ابراہیمؑ جلدی سے گئے۔ ان پر غلبہ پالیا اور ان کی قید سے حضرت لوطؑ کو نجات دلائی۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہی سب سے پہلے علم بنایا، ان پر افضل سلام ہو۔''

شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں حضرت امام علی بن الحسینؑ سے ایک حدیث رقم کی ہے جوانہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے نقل فرمائی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

للشهيد سبع خصاله من الله ''اللہ کی طرف سے شہید کے لئے سات خصائل اور انعام مقرر ہیں۔''

اول: جب شہید کے خون کا پہلا قطرہ بہتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

دوم: شہید کا سر زمین پر نہیں گرتا بلکہ خوبصورت آنکھوں والی حور کی گود میں آتا ہے جو اس کی

زوجہ ہوتی ہے، جو اس کے سر سے گرد و غبار صاف کرتی ہے اور اسے خوش آمدید اور مرحبا کہتی ہے اور شہید بھی اسے یہی الفاظ کہتا ہے۔

سوم: شہید کو جنتی لباس پہنایا جاتا ہے۔

چہارم: جنت کے خزانہ دار ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے ہر قسم کی طیب خوشبو لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بھی آپ کو پسند ہو وہ رکھ لیں۔

پنجم: وہ جنت میں اپنا مکان اور منزل دیکھ لیتا ہے۔

ششم: شہید کی روح سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح چاہو جنت میں گھومو پھرو۔

ہفتم: شہید اللہ کے چہرہ کی زیارت کرتا ہے، یعنی اس پر اللہ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (یہ ایسا انعام ہے) جس سے ہر نبی اور شہید کے دل کو راحت اور ٹھنڈک ملتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: خصائص علمدار، ص ۲۱۵ تا ۲۲۳، مطبوعہ لاہور

مقامِ افضل الشہداء

حضرت ابوالفضل عباس علیہ السلام کا مقام کتنا بلند ہوگا جو ان تمام اصحاب کے جرنیل ہیں اور قیامت کے دن تمام شہداء ان پر رشک فرمائیں گے۔

جمیع شہداء کائنات کا عباس علمدار علیہ السلام پر رشک کرنا

جس ذات پر شہداء اولین و آخرین رشک فرمائیں اس ذات اقدس اعلیٰ کو ابو الفضل العباس علیہ السلام کہتے ہیں۔ پھر یقیناً دست کبریائی کی منزل پر اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں تو جب وہ صفات ربوبی سے متصف ہیں تو پھر زندہ کو مردہ کرنے اور مردہ کو زندہ کرنے پر بے شک و شبہ قادر ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنا دستِ بازو بنایا ہے پھر وہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

وادی نیپال کیا وہ تو کل کائنات پر تصرف کلی رکھتے ہیں۔

صلى الله عليك يا ابو الفضل العباس

سید الشہد اعلیہ السلام کے اصحاب کے خصائص کی طرف اشارات

حکم اور وظیفہ کا دار و مدار:

امام گناہ سے معصوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ لوگ بھی گناہ سے معصوم ہوں جیسے کہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو قتل ہونے کے لئے تیار تھے۔

دوستوں کی عصمت

آیت اللہ شیخ محمد تقی جحت قدس سرہ

نبی اور وصی نبی میں عصمت شرط ہے۔ لیکن یہ نسبت صرف نبی یا وصی نبی میں پائی جاتی ہے کسی اور میں نہیں۔ اس پر دلیل نہیں ہے ہم احتمال رکھتے ہیں کہ زید بن علی ابن حسین علیہ السلام میں عصمت موجود تھی۔ اس طرح حضرت ابوالفضل عباس علیہ السلام، حضرت علی اکبرؑ اور سید الشہداء علیہ السلام کے دوسرے اصحاب میں بھی عصمت کا احتمال ہے بلکہ احتمال سے آگے بڑھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان میں واقعتاً عصمت پائی جاتی تھی۔ اسی طرح حضرت سلمان و ابوذر وغیرہ میں جو تقویٰ اور پرہیز گاری کے جو پیکر تھے عصمت پائی جاتی تھی۔ کیا ان میں ہم عصمت کا انکار کر سکتے ہیں؟ بلکہ ہمارے اس زمانے کے نزدیک کچھ ایسے علماء و فضلاء گزرے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

ملاحظہ فرمائیں: رحمت واسعہ، ص ۴۶، مطبوعہ لاہور

عصمت ابوالفضلؑ

مقام عصمت اور علماء اعلام

آیت اللہ علامہ سید عبدلرزاق الموسوی المقرم طاب ثرہ کا بیان حق ترجمان

حضرت باری تعالیٰ کے لئے ممکن ہے کہ وہ ایک ایسی مخلوق کو پیدا کرے جس میں کسی طرح کا نقص و عیب نہ ہو یا ایسا انسان پیدا کرے جس میں عصمت پائی جاتی ہو، یعنی ہر طرح کے رجس و گناہ س ءمبرا ہو۔

جیسا کہ آیت تطہیر میں اہل بیت علیہم السلام سے ہر قسم کے رجس و گناہ کے دور رکھنے کا تذکرہ کر رہا ہے۔ اس آیت کریمہ کے لئے ارباب حدیث و رجال نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اس سے مراد پنجتن پاک ہیں۔

لیکن بعض سنی اہل قلم نے اس آیہ مبارکہ کے ذیل میں ایسی بات لکھی ہے جس کو سن کر مادر داغدار بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انہی خرافات کی وجہ سے غیروں کو اسلام کی عیب جوئی کا موقع ملا ہے۔

یہ قلم کار حضرات لکھتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ آپؐ کی پرورش کے لئے اپنے قبیلہ میں لے گئی تھیں۔ آپ کو دو سال کا سن تھا، بچوں کے ہمراہ تھے کہ دو سفید پوس نمودار ہوئے۔ ایک کے پاس سونے کا ایک طشت تھا جس میں برف بھری ہوئی تھی دوسرے سفید پوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اطہر کا چاک کیا اور اس نقطۂ سیاہ کو نکال لیا جو شیطان کے وسوسہ کا مرکز تھا۔

اس ابلہانہ بیان کے بعد یہ قلمکار اظہار خوشی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خدا کا لطف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاملِ حال ہوا ہے کہ انہیں اس مادہ فساد سے پاک و پاکیزہ کر دیا۔

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ دو سالہ بچے پر کیسے اس آپریشن کو انجام دیا گیا۔ نہ درد ہوا نہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خون ریزی۔

اگر دو سال کے بعد خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نقطہ سیاہ کو آپریشن کے ذریعے برطرف کرسکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نقطہ سیاہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتا؟

یقیناً خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقطہ سیاہ سے محفوظ رکھ سکتا تھا بلکہ رکھا۔ آپؐ کو اپنے نور سے خلق فرمایا اور اپنے جلال و کبریائی کا مظہر قرار دیا۔ سارے انبیاءؑ پر فضیلت و برتری بخشی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اللہ نے مجھے نورِ مخصوص سے خلق فرمایا، مجھے آواز دی تو میں نے لبیک کہا"

آیا اس حدیث کے بعد تصور کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے وجودِ اقدس میں کسی قسم کا عیب و نقص رکھا ہوگا۔ اُس کی ذات اس سے بلند و برتر ہے۔

تلك نفس عزت على الله قدرا
فارتضاها لنفسه واصطفاها
حاز من جوهر التقدس ذاتا
تاهت الانبياء فى معناها
لا تجل فى صفات احمد فكرا
فهى الصورة التى لن تراها

"اللہ کے نزدیک آپؐ کی بہت قدر و منزلت تھی۔ آپؐ کو اس نے اپنے لئے منتخب و مخصوص فرمایا:

آپؐ کو اس جوہرِ قدس سے خلق فرمایا کہ انبیاء اس حقیقت کے ادراک سے قاصر

ہیں۔

"اپنی فکر کو احمد مرسلؐ کی صفات کے ادراک میں مشغول نہ کرو وہ ایک ایسی حقیقت ہیں جو قابلِ فہم نہیں ہے۔"

اس آپریشن کی توجیہہ مختلف دانشمندوں نے کی ہے۔ انہی میں "سبکی" بھی ہے، وہ لکھتا ہے:

"خدا کو گوارا نہیں تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضائے جسم اور لوگوں سے کم ہوں، لہٰذا وہ نقطۂ سیاہ پیدا کردیا لیکن اس کی موجودگی شیطان کے وسوسہ کا سبب تھی لہٰذا بعد میں آپریشن کے ذریعہ برطرف کردیا۔"

تعجب ہے کہ "سبکی" نے اس نقطۂ سیاہ کو عضو بدن قرار دیتے ہوئے ابتدائے خلقت میں اس کو ضرور سمجھا تا کہ آنحضرتؐ باعتبارِ خلقت لوگوں کے برابر ہوسکیں، درآنحالیکہ خود "سبکی" نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

اگر یہی چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعتبار خلقت لوگوں کے برابر ہیں تو ختنہ شدہ بھی نہیں پیدا کرنا چاہیے تھا۔ چونکہ مساوات باقی نہیں رہتی، لہٰذا جب خدا نے ظاہر بظاہر نبیؐ کے جسم میں کمی کردی تو اگر سینہ کے اندر ایک نقطۂ سیاہ کو خلق نہ فرماتا تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

اگرچہ حلبی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ خدا نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی آپ کے مقامِ مستور پر نگاہ پڑے لہٰذا مختون پیدا کیا لیکن یہ جواب "سبکی" کے "قانونِ مساوات" کو حل نہیں کرتا۔ (حلبی، ج۱، ص۵)

بہر حال یہ ثابت ہے کہ خداوندِ قادر کے لئے ممکن ہے کہ وہ گناہوں سے پاک و

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پاکیزہ انسان کو خلق فرمائے جو اپنی عصمت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان اُس کی حجت قرار پا سکے۔۔ اُس کے حجتوں کے لئے یہ عصمت واجب ہے تا کہ انسانوں کو ہدایت مل سکے لیکن جن لوگوں کو اُس نے اپنی حجت قرار نہیں دیا ہے اُن کے لئے عصمت کا ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ضروری نہ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محال ہے۔

ممکن ہے کہ خداوندِ عزیز نے کچھ ایسے بندے پیدا کئے ہوں جو اپنی طہارت باطنی، اخلاص اور تقویٰ میں یگانہ روزگار ہوں اور اُن لوگوں کو اُن سے کم تر افراد پر پیشوا قرار دیا ہو۔ ایسے صالح افراد باعتبار مرتبہ انبیاء سے کم ہوتے ہیں۔

یہ افراد اگر ہمیشہ ذکر وفکرِ الٰہی میں غرق ہوں اور کبھی بھی خدا کی نافرمانی نہ کی ہو، اس کے باوجود طرزِ زندگی و بندگی میں نبی کے محتاج ہوں گے۔ لہٰذا جن لوگوں کے لئے عصمت حتمی و قطعی ہوتی ہے جیسے ہمارے معصومین علیہم السلام، ان کی عصمت کو عصمت استکفائیہ یعنی عصمتِ بے نیاز کہا جاتا ہے۔

اس خود کفائی و بے نیازی کی وجہ علمِ لدنی ہوا کرتا ہے۔ اس علم کی وجہ سے صاحبِ عصمت اپنی دنیوی و اُخروی زندگی میں کسی کی رہنمائی کا محتاج نہیں ہوا کرتا ہے لیکن جو لوگ طرزِ زندگی و بندگی کے لئے کسی راہنما کے محتاج ہوتے ہیں ان کی عصمت عصمت غیر استکفائیہ ہوتی ہے۔

یہ دونوں صاحبانِ عصمت اپنی عصمتوں کے باوجود مذکورہ فرق کی وجہ سے اپنے علم و یقین میں بھی تفاوت رکھتے ہیں۔ قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ اپنی پاکیزگی وطہارت کے ساتھ ساتھ عصمت کے مرتبہ پر فائز تھے۔

شیخ الطائفہ شیخ محمد طٰہٰ قدس سرہ نے اپنی کتاب اتقان المقال (ص ۷۵) میں اس کا اعتراف فرمایا ہے وہ کہتے ہیں:

"حضرت عباسؑ کی عظمت اس قسم کی گفتگو سے بالا تر ہے، مناسب ہے آپ کو حضرات آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔"

شیخ الطائفہ شیخ محمد طٰہٰ قدس سرہ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عباس علیہ السلام کو خاندانِ وحی میں شمار کیا جائے بلکہ صاف وصریح لکھا ہے کہ حضرات آئمہ طاہرینؑ میں شمار کیا جائے۔

علامہ مرزا محمد علی اردوآبادی نے اپنے قصیدہ میں اسی نظریہ کو نظم فرمایا ہے:

اجل عباس الکتاب والهدیٰ
والعلم والدین و اصحاب العبا
عن ان یطیش سهمه فینثنی
والاثم قد اثقل منه منکبا
لم نشترط فی ابن النبیؐ عصمة
ولا نقول انه قد اذنبا
ولا اقول غیر ما قال به
"طه الامام" فی الرجال النجبا
فالفعل منه حجة کقوله
فی الکل یروی عن ذویه النقبا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت عباس علیہ السلام عالمِ قرآن ہیں، راہ ہدایت اور علم و دین سے باخبر ہیں اور پنجتن پاکؑ میں شامل ہیں۔

وہ ایسے پاک و پاکیزہ کردار کے حامل ہیں جس میں کسی طرح کی آلودگی نہیں جس طرح سچے نشانہ باز کا تیر خطا نہیں کرتا ہے، میں مثل امام حسنؑ و حسینؑ ان میں عصمت کو شرط نہیں سمجھتا لیکن ان کے لئے کسی گناہ کا بھی قائل نہیں ہوں۔

برگزیدۂ عباس علیہ السلام کے لئے میرا بھی وہی نظریہ ہے جو شیخ الطائفہ امام طہٰ نے اختیار کیا ہے۔

حضرت عباس علیہ السلام کا فعل بھی قول کی طرح حجت ہے۔آپؑ نے ہر جگہ آئمہ اطہار علیہم السلام کے اقوال کو نقل کیا ہے۔"

کسی بھی صاحب تحقیق جید علماء شیعہ نے عصمت حضرت عباسؑ کا انکار نہیں کیا ہے آیت اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین اصفہانی قدس سرہ نے آپ کی مدح میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں حضرت عباسؑ کی جس عظمت و منزلت کا تذکرہ کیا ہے وہ قمر بنی ہاشم کو عصمت سے بھی بالاتر مقام تک پہنچاتی ہے۔

سقائے سکینہ کی عصمت کی مستحکم دلیل وہی ارشاد امام جعفر صادق علیہ السلام ہے جس کو گذشتہ صفحات پر نقل کر چکا ہوں جس میں حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے آپؑ کو شہید کر کے حرمتِ الٰہی کو ضائع کیا۔

یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ مسلمان خواہ کتنا ہی باعظمت کیوں نہ ہو اور اسلام کی خواہ کیسی ہی خدمت کیوں نہ کی ہو اُس کے چلے جانے سے اسلام کی آبرو ضائع نہیں ہوتی،

اسلام کی آبرو فقط اور فقط امام معصوم سے مخصوص ہے لہٰذا جب تک حضرت عباسؑ کو علم و عمل میں حضرات آئمہ طاہرینؑ کا ہم مرتبہ تسلیم نہ کیا جائے اس وقت تک ان الفاظ سے مخاطب نہیں کیا جا سکتا۔صرف فرق یہ ہے کہ آپؑ کی عصمت، عصمت غیر واجب تھی۔

مزید حضرت عباسؑ کی عصمت کے اثبات کے لئے امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے:

"چچا عباسؑ کی جو منزلت ہے وقیامت کے دن تمام شہداء اُس پر غبط کریں گے۔"

امام زین العابدین علیہ السلام کے اس ارشاد میں "جمع الشہداء" نے ہر شہید کو شامل کر لیا ہے لہٰذا خود حضرت علی اکبرؑ معصوم بھی اس میں شامل ہو گئے۔اگر حضرت عباس معصوم نہ ہوتے تو کیا صاحبِ عصمت علی اکبر علیہ السلام ان کے مرتبہ کی تمنا کر سکتے تھے۔ معصوم اپنے جیسے مرتبہ کو دیکھ کر غبط نہیں کرتا چہ جائیکہ اپنے سے پست کے مرتبہ و منزلت پر غبط کرے گا۔

ان تمام پہلوؤں کو دیکھ کر یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرات آئمہ طاہرینؑ کے بعد حضرت عباس علیہ السلام عصمت کے اعلیٰ وارفع مرتبہ پر فائز تھے۔آپ کے علاوہ کوئی شہید اس مرتبہ پر فائز نہیں تھا۔اسی لئے قیامت کے دن شہداء اس مرتبہ کو پانے کی تمنا کریں گے۔

ملاحظہ فرمائیں: العباس، ص ۲۳۳/۲۳۹، طبع لاہور

عارف بزرگوار آیت اللہ شیخ محمد تقی بہجت طاب ثراہ کا بیان حق ترجمان

سید الشہداء علیہ السلام کے اصحاب کے خصائص کی طرف اشارہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حکم اور وظیفہ کا دارومدار

امام گناہ سے معصوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ لوگ بھی گناہ سے معصوم ہوں جیسے کہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو قتل ہونے کے لئے تیار تھے۔

دوستوں کی عصمت

نبی اور وصی نبی میں عصمت شرط ہے۔لیکن یہ نسبت صرف نبی یا وصی نبی میں پائی جاتی ہے اور کسی میں نہیں۔اس پر دلیل نہیں ہے ہم احتمال رکھتے ہیں کہ زید بن علی ابن حسین علیہ السلام میں عصمت موجود تھی۔اسی طرح ابوالفضل العباس علیہ السلام، حضرت اکبر علیہ السلام اور سید الشہداء علیہ السلام کے دوسرے اصحاب میں بھی عصمت کا احتمال ہے۔بلکہ احتمال سے آگے بڑھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان میں واقعتاً عصمت پائی جاتی تھی۔اسی طرح حضرت سلمان وابوذر رضی اللہ عنہم میں وغیرہ میں جو تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر تھے عصمت پائی جاتی تھی۔کیا ان میں ہم عصمت کا انکار کر سکتے ہیں؟ بلکہ ہمارے زمانے کے نزدیک کچھ ایسے علماء وفضلاء گزرے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

چُن لی خیال نے جو ازل سے علیؑ کی عین
"ب" بضعۃ الرسولؐ کی عصمت کا زیب و زین
"الحمد" کے "الف" کا سراپا دلوں کا چین
والناس کی یہ سین یہ نطق دل حسینؑ
ہر حرفِ کائنات کا عکاس بن گیا
دیکھا جو غور کر کے تو عباسؑ بن گیا

Shehroze Ali - 03306284348

باب سوئم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب سوئم

فصل اول

انصار سلطان کربلا کا مقام شامخ

دست کبریائی و ید عمالہ الٰہی

سلطان کربلا کریم نینوا والی کونین حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوٰت اللہ علیہ السلام کے اصحاب سلام اللہ علیہم کا مقام شامخ ادراک بشری سے مافوق ہیں تمام اصحاب وانصار شاہ کربلا دست خداوندی اور ید اعمالہ ایزدی کے مقام رفیع پر فائز ہیں۔

سلطان الوجود جل جلالہ کا ارشاد حق بنیاد

قال الحسين عليه السلام : اما اذا رغبت بنفسك عنا فلا حاجة لنا فی فرسك (٢) ولا فيك وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا وانی انصحك كما نصحتنی ان استطعت ان لا نسمع صراخنا ولا تشهد وقعتنا فافعل فوالله لا يسمع واعيتنا احد ولا ينصرنا الا اكبه الله فی نار جهنم

ملاحظہ فرمائیں:

مقتل الحسینؑ، ص ٢٢٥، مطبوعہ قم مقدسہ،

امالی صدوق، ص ٩٤، مجلس ٣٠

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم ہماری نصرت اور مدد کرنے میں

دلچسپی نہیں رکھتے ہو تو ہمیں تمہارے گھوڑے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اب تمہاری کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی میں گمراہ لوگوں کو اپنا قوتِ بازو بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں جیسا کہ تم مجھے نصیحت کر رہے ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہماری چیخ و پکار نہ سنو اور ہمارے اس المناک سانحہ کے گواہ نہ بنو تو فوراً یہاں سے دور چلے جاؤ۔ خدا کی قسم! جس نے بھی ہماری چیخ و پکار اور استغاثہ کو سنا لیکن وہ ہماری مدد کے لئے آگے نہ بڑھا تو خدا ایسے شخص کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں پھینک دے گا۔

فرمان یزدانی:

وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا (سورہ کہف، آیت ٥٠)

کہ ہم گمراہوں کو اپنا دست بازو نہیں بناتے۔

فرمان ذیشان حقیقت ترجمان کا منطوق یہ ہے کہ جن کو ید اعمالہ اپنا دست قدرت بنایا ہے وہ سب ھادی برحق ہیں یعنی فرمان وحی ترجمان کا خلاصہ ہے کہ جو سید الشہداء روحی و ارواح العالمین لمقدمہ فداء کے اصحاب و انصار ہیں وہ سب ھادی بھی ہیں اور معصوم بھی اور دست کاملہ قدرت ہیں جب تمام انصار ید خداوندی کی منزل پر فائز ہیں تو حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کا مقام کتنا بلند ہوگا جوان تمام اصحاب کے جرنیل ہیں اور قیامت کے دن تمام شہداء ان پر رشک فرمائیں گے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

رحم الله عمی العباس بن علی فلقد آثر و ابلی و فدی اخاه بنفسه حتی قطعت يداه، فابدله الله بجنا حين يطير بهمامع

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

الملائكة فی الجنة، كما جعل لجعفر بن ابی طالب
و ان لعباس عند الله تبارك و تعالیٰ منزلة یغبطه علیها جمیع الشهداء
القیامة

"خدا چچا عباسؑ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنے بھائی کے لئے شایانِ شان جنگ کی، جذبہ فداکاری کا مظاہرہ کیا اور اپنے کو حضرتؑ پر قربان کر دیا اور اپنے دو بازوؤں کو نثار کیا، اللہ نے اس کے عوض انہیں دو بازو عطا کیے جس سے وہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ محوِ پرواز رہیں گے۔

چچا عباسؑ کی خدا کے نزدیک وہ منزلت ہے کہ تمام شہداء قیامت کے دن اس منزلت ومرتبہ پر غبط کرتے ہوئے اس کے پانے کی آرزو کریں گے۔"

(ملاحظہ فرمائیں: خصال، ج۱، ص۳۵، باب خصال وددگانہ)

ارشاد امام زین العابدین علیہ السلام میں لفظ "جمیع الشہداء" وارد ہوا ہے۔ اس لفظ "جمیع میں" سارے شہداء کے ساتھ ساتھ خود جناب حمزہؑ و جعفر طیارؑ بھی شامل ہیں، لہٰذا اس لفظ جمیع سے یہ اندازہ ہوا کہ جناب عباسؑ کو جو منزلت ومرتبہ حاصل ہوا ہے اس پر جناب جعفرؑ وحمزہؑ بھی فائز نہیں ہیں۔ اگرچہ جناب حمزہ و جعفر خود ایک عظیم مرتبہ پر فائز ہیں اور تمام انبیاءؑ کی رسالتوں کے شاہد ہیں۔

عصمت عباس علیہ السلام

معصومؑ کے امورِ کفن و دفن صرف معصومؑ ہی انجام دیتا ہے

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے باباؑ اور ان کے جانثاروں کے اجساد طاہرہ کو دفن

کرنے کے لئے شہادت کے بعد تیسرے دن کا انتخاب کیا اور بطریق معجزہ کربلا میں تشریف لائے جب کہ بظاہر اس دن آپؑ کوفہ میں مخدراتِ خانوادۂ عصمت کے ساتھ ابن زیاد کی اسیری میں تھے۔ آپؑ نے تیسرے دن کا انتخاب اس لئے فرمایا کیونکہ آپ کو علم تھا اسی دن قبیلہ بنی اسد کے نوجوان اور عورتیں مقتل شہداء میں آئیں گی اور اجساد طاہرہ کو دفن کرنے کی کوشش کریں گی اور وہ اس عظیم امر اور شرعی فریضے کی انجام دہی کے لئے بہترین معاون ہوں گے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے باقی شہداء کے اجسادِ طاہرہ دفن کرنے میں بنی اسد کی فقط رہنمائی اور معاونت فرمائی لیکن امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کی لاشوں کی تدفین یہ کہہ کر کہ ان معی من یعیننی میرے ساتھ مدد کرنے والے ہیں یعنی رسولِ خدا، حضرت علیؑ اور امام حسنؑ نے خود بنفس نفیس انجام دی۔

جہاں تک امام حسینؑ کے جسدِ اطہر کی تدفین کا معاملہ ہے وہ تو بہت واضح ہے کہ معصومؑ کی تدفین ایک معصومؑ ہی کر سکتا ہے کوئی اور نہیں۔ امام حسینؑ بھی معصومؑ اور امام سجادؑ بھی معصوم۔ لیکن امام سجادؑ کا چچا کے جنازے کو تنہا دفن کرنا اس بات کو ظاہر اور واضح کرتا ہے کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم مقام اور بلند رتبہ رکھتے ہیں اور اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک بھی اتنی قدر و شان رکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عباسؑ کو صفِ معصومینؑ میں شمار کیا ہے۔ ان کی تدفین کے وقت ان کو مثلِ امامؑ معصوم انفرادیت دی گئی۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے غسل و کفن میں بھی آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مشارکت فرمائی۔ وہ امر بھی حضرت عباسؑ کی عزت و شرف کی بلندی کا ثبوت ہے کیونکہ کسی معصومؑ کو کوئی معصومؑ ہی غسل دے سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور شاید یہی وجہ ہے کہ مرجع وفقیہ عالی قدر الشیخ محمد طٰہٰ نجفی نے اپنی کتاب 'الاتقان' میں لکھا: "عباس ابن امیر المومنین علی ابن ابی طالب" اس سے بلند ہیں کہ انہیں یہاں (یعنی غیر معصومین میں) ذکر کیا جائے بلکہ مناسب ہے کہ ان کا تذکرہ آئمہ معصومینؑ کے ساتھ کیا جائے۔

حضرت زہراؑ کی نظر میں حضرت عباسؑ کا مقام

اسرار الشہادۃ میں کچھ کتبِ مقاتل کے حوالے سے لکھا ہے: جب قیامت کا دن ہو گا اور لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے رسولِؐ خدا، حضرت علیؑ کو حضرت خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے پاس بھیجیں گے تاکہ بی بی مقام شفاعت پر آئیں۔ حضرت امیر المومنینؑ جائیں گے اور صدیقہء کبریٰؑ کو ان کے والد کا پیغام پہنچائیں گے۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام صدیقہء کبریٰؑ سے فرمائیں گے: فاطمہؑ! اس سخت ترین دن کے لئے آپؑ نے کون سے اسبابِ شفاعت کو اپنے لئے ذخیرہ کیا ہے؟

حضرت فاطمہؑ یہ جواب دیں گی: یا امیر المومنین ! کفانا لاجل هذا المقام اليدان المقطوعتان من ابنى العباس

"امیر المومنینؑ! مقامِ شفاعت پر کھڑے ہونے کے لئے ہمارے لئے میرے فرزند عباسؑ کے دو کٹے ہوئے بازو کافی ہیں۔"

صرف خدا ہی جانتا ہے مقام عباسؑ کیا ہے؟

شیخ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوالفضل العباسؑ کی دہلیز کو بوسہ دیتا ہوں اور حضرت عباسؑ کی دہلیز کا بوسہ تمام معصومینؑ کی دہلیز کے بوسے کے برابر ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آپؑ صرف حوائج کا دروازہ نہیں ہیں بلکہ آپؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کا بھی دروازہ ہیں۔ یہاں تک کہ ہم نے حضرت عباسؑ کی عظمت کو بیان کیا ہے جب کہ حضرت عباسؑ کی مکمل عظمت کو صرف خدا ہی جانتا ہے۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر صلی اللّٰہ علیك یا ابو الفضل العباس

اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں حضرت ابوالفضلؑ کی زیارت سے مشرف فرمائے اور ہمیں آخرت میں آپؑ کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین!

وسعت جری میں گردش دوراں کی باگ ہے
عباسؑ کی وفا میرے دیں کا سہاگ ہے

عباسؑ کے کرم کی سند ہے وہ بہشت
عباسؑ کا غضب ہی جہنم کی آگ ہے

نوبت بجی سجی وہ خیالوں کی انجمن
پیدا ہوئی جبیں تخیل پہ اک شکن

بکھری شفق میں ڈھل کے نکھرتی ہوئی کرن
پہنا عروس وقت نے غیرت کا پیرہن

ابھرا ہے ماہتاب جو ام البنینؑ کا
ملتا ہے آسمان سے مقدر زمین کا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عباس شہید

سید محسن نقویؒ

عباسؑ حُسنِ دینِ پیمبرؐ کی آبرو
عباسؑ کی وفا کا تسلط ہے کوبکو
باطل کے سامنے ہو یہ کیونکر نہ سرخرو؟
اسلام کی رگوں میں ہے عباسؑ کا لہو
جب بھی کسی جری کو حسینؑ تخت و تاج دے
عباسؑ کی وفا کو زمانہ خراج دے

عباسؑ حرب و ضرب کی دنیا کا تاج ور
عباسؑ دینِ حق کے لئے مژدۂ سحر
کھیلے نہ کیوں قضا کے سلاسل سے بے خطر
عباس پنجتن کی دعاؤں کا ہے اثر
اس کو جھکا سکے گا کوئی کیسے فرش پر
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے عرش پر

توقیر بابِ علم و فقیہِ فلک مقام
تاثیر دستِ حیدر و تزئینِ صبح و شام
ادراکِ انبیاءؑ میں دھڑکتا ہوا کلام
پانی سے بے نیاز ہے عباسِؑ تشنہ کام
عباسؑ ہے انا کا سمندر بنا ہوا
دریا تو شرم سے ہے زمیں پر بچھا ہوا

سیف العباس علیہ السلام

Shehroze Ali - 03306284348

باب چہارم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب چہارم

مقامِ عصمت رخورشید شہادت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

"خدا چچا عباسؑ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنے بھائی کے لئے شایانِ شان جنگ کی، جذبہ فداکاری کا مظاہرہ کیا اور اپنے کو حضرتؑ پر قربان کر دیا اور اپنے دو بازوؤں کو نثار کیا، اللہ نے اس کے عوض انہیں دو باز و عطا کیے جس سے وہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ محوِ پرواز رہیں گے۔

و ان لعباس عند الله تبارك و تعالىٰ منزلة يغبطه عليها جميع الشهداء القيامة

چچا عباسؑ کی خدا کے نزدیک وہ منزلت ہے کہ تمام شہداء قیامت کے دن اس منزلت و مرتبہ پر رشک کرتے ہوئے اس کے پانے کی آرزو کریں گے۔"

(ملاحظہ فرمائیں: خصال، ج۱، ص۳۵، باب خصال و دوگانہ)

ارشاد امام زین العابدین علیہ السلام میں لفظ "جمیع الشہداء" کا استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ "جمیع میں" سارے شہداء کے ساتھ ساتھ خود جناب حمزہؑ و جعفر طیارؑ بھی شامل ہیں، لہٰذا اس لفظ جمیع سے یہ اندازہ ہوا کہ جناب عباسؑ کو جو منزلت و مرتبہ حاصل ہوا ہے اس پر جناب جعفرؑ و حمزہؑ بھی فائز نہیں ہیں۔ اگر چہ جناب حمزہ و جعفر خود ایک عظیم مرتبہ پر فائز ہیں اور تمام انبیاءؑ کی رسالتوں کے شاہد ہیں۔

صاحب الکبریت احمر نے اپنی کتاب میں نہایت استدلال سے یہ ثابت کیا ہے کہ

مرتبہ، حضرت عباسؑ تک کوئی شہید نہیں پہنچ سکتا۔ (خصائل، ج۳، ص۴۷)

شہدائے کربلا کی تمام شہداء پر برتری کی تائید زیارتِ امام حسین علیہ السلام کے اس فقرے سے بھی ہوتی ہے:

السلام عليكم ايها الربانيون، انتم لنا فرط، و نحن لكم تبع وانصار، وانتم سادة الشهداء فی الدنيا والآخرة

"سلام ہو تم پر اے اللہ والو! تم مجھ سے سبقت لے گئے، ہم لوگ بھی تم لوگوں سے ملنے والے ہیں اور تمہارے یار و انصار ہوں گے تم لوگ دنیا و آخرت میں شہداء کے سید و سردار ہو۔"

ملاحظہ فرمائیں: مزار بحار الانوار، ص۱۴۹

"جس سرفروشی کا تم لوگوں نے ثبوت پیش کیا ماضی و مستقبل میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔" (منتخب طریحی)

معصوم علیہ السلام کے ان فقرات میں شہدائے کربلا کی تمام شہداء پر برتری واضح کر دی۔ چونکہ حضرت ابوالفضلؑ کربلا کے شہداء میں ایک فرد ہیں لہٰذا آپؑ میں دو اعتبار سے فضائل جمع ہو گئیں۔ ایک تو ذاتی فضیلت تھی جس کا تذکرہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا دوسری سلسلہ شہدائے کربلا کے فرد ہونے کی حیثیت سے۔

حضرت عباس علیہ السلام اپنی انہیں عظمتوں کی وجہ سے آلِ محمد علیہم السلام کے اہم امور میں شریک رہے ہیں، لہٰذا جس وقت امام حسن علیہ السلام کو غسل دیا جا رہا تھا، امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباس علیہ السلام کو اپنے ہمراہ رکھا۔

ملاحظہ فرمائیں:

ذخائر العقبیٰ، ص۱۴۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امامت ایک ایسا عظیم مرتبہ ہے جس کی حقیقت تک پہنچنا ناممکن ہے۔امامؑ کو غسل صرف امام ہی دے سکتا ہے۔ حضرت عباس علیہ السلام کی وقتِ غسل امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ موجودگی واضح کرتی ہے کہ آپ حضرات آئمہ طاہرینؑ کے بعد عالمِ امکان کے اہم ترین فرد ہیں۔

رحلت کے بعد ہر کس و ناکس نہ امام معصوم کے جنازے کے قریب ہوسکتا ہے اور نہ اس پر نظر ڈال سکتا ہے کیونکہ امام ملکوت اعلیٰ کی طرف سیر کناں ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جسے "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" کہتے ہیں جہاں سید الملائکہ جبرئیلؑ تک کی رسائی نہیں ہے۔

نبوت و رسالت وحی تشریعی کے علاوہ جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات میں حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام برابر کے شریک ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پروردگار عالم نے جو مرتبہ ظاہری و باطنی مرحمت فرمایا تھا، ہم اہل بیتؑ اس میں شریک ہیں۔ صرف نبوت اور بیک وقت نو شادیاں حضرت کے امتیازات میں سے ہے۔"

رحلت کے بعد حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کا رشتہ عالمِ وجود سے منقطع ہو کر معبودِ ازلی و سرمدی سے متصل ہو جاتا ہے۔

اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب امیر المومنین علیہ السلام غسل دے رہے تھے تو فضل بن عباس بن عبدالمطلب آپ کے جسم اطہر پر پانی ڈالتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے کیونکہ پیکر حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتے تھے

اور اگر نظر پڑ جاتی تو نابینا ہو جاتے۔

جنازہ تو جنازہ ضریح مطہر ختم مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر نظر کرنے سے اندھے ہونے کا خوف ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کو انسانی عقول درک نہیں کرسکتی ہیں لہٰذا ان روایات کا انکار نہیں کرنا چاہیے بلکہ روایات تو یہاں تک بتاتی ہیں کہ اہل بیت علیہ السلام شہادت کے بعد ایسے مراحل میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں غیر از معصومؑ پہنچ نہیں سکتا ہے۔

حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اجسادِ طاہرہ زمین میں فنا نہیں ہوئے بلکہ تدفین کے بعد آسمان کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور وقت ضرورت اپنے جسم اصلی میں زندہ ہو جاتے ہیں۔

یہ سب وہ چیزیں ہیں جو عقلاً ناممکن نہیں ہیں بلکہ دلیل نقلی اس کی تائید کرتی ہے اور علمائے اعلام نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

سرکار شیخ مفیدؒ کا بیان

مرحوم شیخ اپنی کتاب مقالات میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی آل محمد علیہم السلام کی ضریحوں کے پاس مناجات کرتا ہے وہ حضرات ان کو سنتے ہیں اور حکمِ الٰہی سے شیعوں کے حالات سے باخبر ہیں۔

مرحوم کراجکی، مرحوم مجلسی اور مرحوم کاشف الغطاء نے اس عقیدہ کی تائید کی ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں:

کنز الفوائد، مراۃ العقول، ج۱، ص۳۷۳، منہج الرشاد، ص۵۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت اللہ علامہ نوریؒ نے فرمایا ہے

کہ زمین پر آلِ اطہار علیہم السلام کا گوشت و پوست حرام ہے۔ دفن کے تین دن بعد جسد اطہر ملاء اعلیٰ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں:

دار السلام، ج۱، ص۲۸۹

شیخ الاعظم قدوۃ السالکین مرحوم فتح علی سلطان آبادی نے نقل کیا ہے:

میں نجف اشرف میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا زیارت کے بعد کربلا آ گیا، یہاں پہنچ کر خیال آیا کہ کیوں نہ علمائے نجف اشرف سے اجساد طاہرہ آل محمد علیہم السلام سے متعلق سوال کروں کہ آیا زمین میں باقی رہتے ہیں یا فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ خیال تھا جو گزر گیا۔ اسی شب خواب دیکھتا ہوں کہ صحن امام حسین علیہ السلام میں حصیر پر ایک تر و تازہ جنازہ رکھا ہے جس سے خون جاری ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا جنازہ ہے؟ کسی نے کہا: امام حسین علیہ السلام کا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ اہلبیت علیہم السلام کے جنازے زمین کے اثرات سے متاثر نہیں ہوتے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے رہا تھا تو ملائکہ کو دیکھا کہ جبرائیلؑ کے ساتھ زمین پر آئے اور قبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھودنے اور غسل دینے میں میری مدد فرمائی اور جب میں نے جسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں رکھا تو ملائکہ بھی اسی قبر میں روپوش ہو گئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور جس وقت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام، امیر المومنین علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے تو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں آئے اور شہزادوں کی مدد کی اور جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام کو سید الشہداءؑ غسل دے رہے تھے۔ آپ کی نصرت کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تھے اور جس وقت امام محمد باقر علیہ السلام حضرت سید سجاد علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے تو اس وقت حضرت مرسلِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حسنین علیہم السلام زمین پر تشریف لائے تھے۔

بہر حال یہ بات ثابت ہے کہ جس وقت روح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے تو یہ حضرات عالمِ قدس کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ ان حقائق کو ہم درک نہیں کر سکتے ہیں خواہ اطاعت و بندگی کے اعلیٰ مدارج ہی پر کیوں نہ پہنچ چکے ہوں۔

اس کے برخلاف حضرت عباس علمدار علیہ السلام ایک عبد صالح کی حیثیت سے سید الشہداءؑ کے ساتھ کھلی آنکھوں سے امام حسن علیہ السلام کے غسل میں شریک رہے۔ گزشتہ روایت کی روشنی میں وقتِ غسل صرف امام حسین علیہ السلام ہی نہیں تھے بلکہ حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنینؑ اور جبرائیل علیہ السلام و ملائکہ بھی موجود تھے۔ اس وقت حضرت عباسؑ کا ہونا ان کی عظمت و مرتبت کو اور نمایاں کر دیتا ہے۔ اسی لئے امام جعفر صادق علیہ السلام نے زیارت کرتے وقت ''عبد صالح'' سے خطاب فرمایا ہے جو انبیاء، مرسلین اور مقربین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی جلالت وعظمت اس کی شاہد ہے کہ وہ اس نفسِ قدسی وملکوتی کے مالک ہیں جو ہمارے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس ہے۔

اسی وجہ سے روزِ قیامت سارے شہداء، صدیقین اور صلحاء حضرت عباس علیہ السلام کے مقام ومرتبہ پر غبط کرتے ہوئے ان کے کے مرتبہ کی تمنا کریں گے۔

شجاعت کا صدف مینارہ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے ترسیں
اسے ارض و سماء والے سخی عباسؑ کہتے ہیں

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو
اس کو خطاب کوفی و شامی دیا کرو
جب بھی مقابلے میں صفیں ہوں یزید کی
عباسؑ کے علم کو سلامی دیا کرو

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخ گیتی کی سر عرش تلک ہے
یہ کہہ کے گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل
بجلی تیرے عباس کے لہجے کی کڑک ہے

Shehroze Ali - 03306284348

باب پنجم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب پنجم

وارث انبیاءؑ

زیارات مبارکہ میں وارد ہے۔

اسلام علیك یا وارث علم الاولین و الآخرین

(بحار، ج۱۰۰، ص۲۹۹)

اسلام علی وارث علم النبین

(بحار، ج۱۱۰، ص۳۰۳)

زیارت امیرالمومنین علیہ السلام

اسلام علیك یا وارث عیسیٰ روح اللّٰہ

(بحارج۱۰۰، ص۲۲۴)

زیارت امیرالمومنین علیہ السلام

اسلام علیك یا وارث عیسیٰ روح اللّٰہ

(بحار، ج۱۰۰، ص۳۲۸)

اسلام علیک یاوارث جمیع اوصیاء انبیاء اللہ

اسلام علیك یا وارث الانبیاء و خاتم الانبیاء

(بحار، ج۱۰۰، ص۳۳۲)

یہ وارث انبیاء علیہم السلام کے فقرات کئی زیارات میں وارد ہوئے ہیں۔ جب آئمہ اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین جمیع انبیاء کے وارث ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ان تمام کمالات و معجزات کے بھی وارث ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے ہیں جس پر قرآن شاہد عدل ہے تو پھر وارث انبیاء علیہ السلام یقیناً مردے زندہ فرماتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

ولایت تکوینیہ، ص۱۵۷، ۱۶۰ تا ۱۶۲، مطبوعہ لاہور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل وکمالات

حق تعالیٰ فرماتا ہے: واتینا عیسی ابن مریم البینت و ایدنه بروح القدوس "یعنی ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح دلیلیں اور معجزات ظاہر و مدلل عطا کئے اور روح مقدس ومطہر سے ان کی تائید کی۔" بعض کا قول ہے روح مقدس وہ روح ہے جسے خدا نے خلق فرما کر عیسیٰ میں پھونکی اور احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ وہ روح مقدس جبرئیلؑ ومیکائیلؑ اور تمام ملائکہ سے بلند تر ایک مخلوق ہے جو پیغمبران اولوالعزم اور آئمہ معصومینؑ سے تعلق رکھتی ہے اور وقت ولادت سے آخری عمر تک ان کی معین و مددگار اور معلم رہتی ہے۔ خداوند عالم دوسرے مقام پر فرماتا ہے اذ قال اللّٰہ یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك و علی والد تك "اور وہ وقت یاد کرو اور وہ وقت یاد کرو جو ہم نے تم کو اور تمہاری والدہ کو عطا کیں۔ اذ ایدتك بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکلها واذ علمتك الکتاب و الحکمة والتورئة و الانجیل "جبکہ میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی کہ تم گہوارہ میں کلام کرنے لگے اور عالم پیری میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتاب وحکمت اور توریت وانجیل کی تعلیم دی۔" واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بـاذنی فتـنفخ فیها فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی واذ تـخـرج الـموتی باذنی ''جبکہ تم میرے حکم سے مٹی سے طائر بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے درحقیقت طائر بن جاتا تھا اور اندھے ومبروص کو میرے حکم سے شفا بخشتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔'' مشہور ہے کہ جس پرندہ کو آپ نے بنایا تھا وہ چمگادڑ تھی اور حدیث امیر المومنین علیہ السلام میں بیان ہو چکا ہے کہ چھ جانور ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ایک ان میں چمگادڑ ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے بنایا اور وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اڑ گئی اور وہب بنمنبہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ پچاس ہزار بیمار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوتے اور ان میں سے جو نہیں آسکتا تھا حضرت خود اس کے پاس جاتے تھے اور اس شرط پر اس کو اچھا کرتے کہ وہ حضرت پر ایمان لائے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ اول آپ کا ایک دوست عاذر تھا اس کے مرنے کے تین روز بعد حضرت نے اس کی بہن سے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چل وہاں پہنچ کر فرمایا کہ اے خدائے ہفت آسمان و زمین تو نے مجھے بیشک بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کو تیرے دین کی طرف بلاؤں اور ان کو آگاہ کروں کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں لہٰذا عاذر کو زندہ کر دے تو وہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس کی اولادیں ہوئیں۔ دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا کہ جس کا تابوت لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے لے جا رہے تھے۔ حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گیا اور تابوت میں اٹھ کر بیٹھ گیا پھر لوگوں کی گردنوں پر پیر رکھ کر نیچے اُتر آیا اور اپنے کپڑے (منگا کر) پہنے اور اپنے گھر چلا گیا پھر اس کے بھی اولادیں ہوئیں۔ تیسرے ایک دختر عشار تھی کہ لوگوں نے حضرت سے فرمایا کہ کل فوت ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیجئے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہوگئی اور اس کے بعد لڑکے پیدا ہوئے۔ چوتھے پسر نوحؑ سام کو اسم اعظم الٰہی سے زندہ کیا۔ سام ابر سے باہر نکلے اُن کے سر کے آدھے بال سفید تھے۔ سام نے کہا شاید قیامت برپا ہوگئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں نے خدا سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی کہ تم کو زندہ کردے۔ سام پانچ سو برس تک دنیا میں زندہ رہے تھے اور ان کے بال سفید نہ ہوئے تھے مگر اس وقت اس ہول سے کہ شاید قیامت آگئی ان کے بال سفید ہوگئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا مر جاؤ سام نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ خدا سکرات موت سے پناہ میں رکھے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور وہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

حیات القلوب، ص ۳۰۷ تا ۳۱۷

وارث انبیاء کا مقام

ائمہؑ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں، مادرزاد اندھے اور برص زدہ کو ٹھیک کرتے ہیں

حدیث 1:

ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابو جعفر علیہ السلام کے پاس گیا۔ میں نے کہا آپؑ لوگ رسولؐ اللہ کے وارثان ہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے کہا: رسولؐ اللہ انبیاءؑ کے وارثان ہیں اور آپؑ نے وہ سب جان لیا جو انہوں نے جانا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: آپؑ اس بات پر قدرت رکھتے ہیں کہ آپؑ مردوں کو زندہ کردیں اور آپؑ مادرزاد اندھے اور

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کوڑھ زدہ کوٹھیک کردیں؟ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں! اللہ کے اذن سے۔ پھر فرمایا: اے ابومحمد! میرے قریب ہو جاؤ۔ آپؑ نے میری آنکھوں اور چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا تو میں نے سورج، آسمان، زمین، مکانات اور ہر چیز کو گھر میں ہی دیکھ لیں پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے لئے اس طرح کا (سب کچھ) ہو اور روزِ قیامت تمہارے حق میں وہ ہو جو لوگوں کے حق میں ہے اور تمہارے خلاف وہ ہو جو ان کے خلاف ہے یا تم اس حالت پر لوٹ جاؤ جس پر تم تھے اور تمہارے لئے خاص جنت ہو؟ میں نے کہا: میں جیسے تھا اس (حالت) پر لوٹتا ہوں۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ پھر آپؑ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں اسی حالت پر لوٹ گیا جس پر میں تھا۔ علی (ایک صحابی) کہتے ہیں میں نے یہ واقعہ ابن ابی عمیر سے بیان کیا انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً یہ حق ہے جس طرح بلا شبہ چڑھا ہوا دن حق ہے۔

حدیث 2:

ابوحمزہ الثمالی روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام علی بن الحسینؑ سے کہا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں آپؑ سے تین باتوں سے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اس کے متعلق آپؑ مجھ سے تقیہ کو دور کریں آپؑ نے فرمایا پوچھو میں نے کہا میں آپؑ سے فلاں اور فلاں کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ فرمایا: ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کی تمام لعنتوں کے ساتھ اللہ کی قسم! وہ دونوں اس حال پر مرے کہ دونوں کافر تھے اور اللہ عظیم کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے تھے۔ پھر میں نے کیا آئمہؑ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، مادر زاد اندھے اور کوڑھے کو ٹھیک کرتے ہیں اور پانی پر چلتے ہیں؟ فرمایا: اللہ نے جس نبی کو جو کچھ بھی عطا کیا وہ ان کے پاس نہیں تھا۔ میں نے کہا: ہر وہ چیز جو رسولؐ اللہ کے پاس تھی وہ امیر المومنینؑ کو بھی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عطا کی؟ فرمایا: ہاں پھر ان کے بعد حسنؑ اور حسینؑ کو پھر روز قیامت تک ہر امامؑ کو بھی مزید عطاؤں کے ساتھ جو ہر ماہ و ہر سال میں نئی آتی ہیں۔ ہاں اللہ کی قسم! ہر گھڑی میں۔ ائمہؑ نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز سادس، باب ۳، ص ۲۶۹، مطبوعہ ایران

حدیث 3:

مردہ زندہ ہو گیا

جمیل بن دراج سے روایت ہے کہ میں امام ابو عبد اللہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک عورت آئی اور ذکر کیا کہ وہ مردہ حالت میں اپنے بچے پر چادر ڈال کر چھوڑ آئی ہے۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: شاید وہ فوت نہ ہوا ہو گھر واپس جاؤ، غسل کرو دو رکعت نماز ادا کرو اور دعا میں کہو۔ "اے وہ ذات جس نے مجھے تب یہ (بچہ) عطا کیا جبکہ میرے پاس کچھ نہ تھا اے میرے معبود! مجھے پھر یہ نئے سرے سے تحفہ میں دے دے" یہ کہہ کر اسے ہلانا اور اس کی خبر کسی اور کو نہ دینا۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے ایسا ہی کیا اور اسے ہلایا تو وہ رونے لگا۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز سادس، باب ۴، ص ۲۷۲، مطبوعہ ایران

گائے زندہ ہو گئی

حدیث 5:

عبد اللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ عبد صالح (امامؑ) منیٰ میں ایک عورت کے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پاس سے گزرے جو خود بھی رو رہی تھی اور اس کے اردگرد اس کے بچے بھی رو رہے تھے جب کہ اس کی گائے مرگئی تھی وہ ان کے قریب گئے اور اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے بچے یتیم ہیں اور میری اور میرے بچوں کی معیشت یہی گائے تھی یہ مرگئی ہے اور ہم سے منقطع ہوگئی ہے ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ آپؑ نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! اسے تمہارے لئے زندہ کردوں؟ راوی کہتا ہے اسے الہام کیا گیا کہ اس نے کہہ دیا۔ جی ہاں اے اللہ کے بندے۔ پس آپؑ ایک طرف الگ ہوئے دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور ہونٹوں کو حرکت دی پھر کھڑے ہوئے اور گائے کے پاس سے گزرے تو اسے ایک چھڑی سے اشارہ کیا یا اپنے پاؤں سے مارا تو وہ زمین پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ جب عورت نے دیکھا کہ گائے کھڑی ہوگئی ہے تو وہ چیخ پڑی۔ ربِ کعبہ کی قسم! یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں گھل مل گئے اور ان کی بستی میں ان کے ساتھ چلے گئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ششم، باب ۴، ص ۲۷۲/۲۷۳، مطبوعہ ایران

صلی اللہ علیہ و آلہ و آبائہ الطاهرین

ائمہؑ پرندوں کی زبان جانتے ہیں

حدیث6:

فضیل بن یسار سے انہوں نے امام ابوعبداللہؑ سے بیان کیا کہ راوی کہتا ہے میں آپؑ کے پاس تھا کہ میں نے دیکھا ایک نر کبوتر مادہ کبوتری کو "کوکو" کرتا ہے۔ آپؑ نے مجھ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کہتا ہے اے میری آرائش، میری کبوتر دلہن تجھ سے زیادہ پیاری چیز کوئی پیدا ہی نہیں ہوئی مگر میرے مولا جعفر بن محمدؑ۔

حدیث 7:

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ ایک دن ہم امام ابو جعفر علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھے اور ہم آپؑ سے سوال کر رہے تھے آپؑ جواب دے رہے تھے پھر اچانک آپؑ اٹھے جب دیوار کی طرف ہوئے تو ہم نے وہاں نر کبوتر اور مادہ کبوتر کا جوڑا دیکھا نر نے تھوڑی دیر مادہ کی طرف ''کوکو'' کی پھر اٹھے اور اڑ گئے۔ میں نے کہا: میں قربان جاؤں یہ پرندوں کی کیا حالت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابن مسلم! اللہ ہر چیز کو سننے اور جاننے والا ہے یہ قمری نر نے اپنی مادہ کے خلاف بدگمانی کی تو اس نے اس کے لئے قسم کھائی کہ اس نے یہ کام نہیں کیا تو نر نے اس کی قسم نہ مانی اور مؤنث نے کہا کہ کیا تو امام محمد بن علیؑ کی بات پر راضی ہوگا؟ وہ دونوں مجھ سے راضی ہو گئے۔ پس میں نے اسے بتایا کہ وہ مذکر اپنی مؤنث پر ظلم کر رہا ہے تو اس کے مذکر نے مؤنث کی تصدیق کر دی۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ششم، باب ۴، ص ۳۴۲، مطبوعہ ایران

حدیث 8:

ابی حمزہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں امام علی بن حسینؑ کے پاس تھا اور چڑیاں سامنے دیوار پر چیخ رہی تھیں تو فرمایا: اے ابوحمزہ! کیا تجھے معلوم ہے یہ کیا کہتی ہیں؟ یہ کہتی ہیں کہ ان کا ایک وقت جس میں یہ اپنے لیے اپنی روزی مانگتی ہیں۔ اے ابوحمزہ! طلوع

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

شمس سے پہلے نہ سویا کرو کیونکہ میں اس کو تمہارے لیے پسند نہیں کرتا کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق بانٹتا ہے اور ہمارے ہاتھ سے تقسیم کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث، ص ۴۷

ہر زبان کا علم

حدیث 9:

زرارہ نے امام ابوعبداللہ سے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ابن عباس سے فرمایا: ہم پرندوں کی زبان جانتے ہیں جس طرح وہ سلیمانؑ کو سکھائی گئی اور خشکی اور تری کے ہر چوپائے کی زبان بھی ہم جانتے ہیں۔

ترنم سے پڑھنے والا پرندہ

حدیث 10:

امام محمد بن جعفر علیہ السلام سے وہ اپنے والد گرامیؑ سے آپؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا: صائنات یعنی خطاف پرندے سے اچھا سلوک کرو وہ لوگوں سے زیادہ مانوس رہنے والا پرندہ ہے پھر رسول اللہؐ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے صائنیہ پرندہ کیا کہتا ہے جب وہ ترنم سے پڑھتا ہے تو کہتا ہے: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ یہاں تک کہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے جب آخری ترنم سے پڑھتا ہے تو کہتا ہے وَلَا الضَّآلِّيۡنَ

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ہفتم، باب ۱۴، ص ۳۴۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چوپائے کی زبان

حدیث 11:

ابو بصیر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں امام علی بن حسینؑ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا جب ہم نے ابواء سے کوچ کیا تو آپؑ اپنی سواری پر تھے اور میں پیدل چل رہا تھا تو کچھ بکریوں کو دیکھا کہ ایک بکری دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی اور وہ سخت آواز دے رہی تھی اور ادھر ادھر جھانک رہی تھی اور ایک بکری کا بچہ اس کے پیچھے آواز کر رہا تھا اور اس کا طلب کرنے میں دوڑ رہا تھا جب بھی بچہ کھڑا ہو جاتا تو بکری آواز کرنے لگتی تو بچہ اس کے پیچھے چلا جاتا۔ امام علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا: اے عبدالعزیز پتہ ہے یہ بکری کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کہتی ہے بکریوں کے ساتھ مل جا کیونکہ تیری بہن پچھلے سال اسی جگہ پیچھے رہ گئی تو بھیڑیا اس کو کھا گیا تھا۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ہفتم، باب ۱۴، ص ۳۴۷

حدیث 12:

سالم بن ابی سلمہ نے امام ابو عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ امام علی بن الحسینؑ مکہ کے راستے میں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ تھے تو ایک لومڑ گزرا اور وہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے تو انہیں امام علی بن الحسینؑ نے کہا: کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہ دوں کہ تم اس لومڑ کو نہ چھیڑنا کہ یہ میرے پاس آئے گا تو انہوں نے اس کی قسم کھائی۔ آپؑ نے فرمایا: اے لومڑ! آ جاؤ میرے پاس۔ لومڑ آیا اور آپؑ کے سامنے بیٹھ گیا تو اس کی طرف ایک ہڈی پھینکی گئی وہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اسے لے کر چلا گیا اور اسے کھانے لگا تو آپؑ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ تم اسے بلاؤ گے وہ آ جائے گا تو اسے کچھ دو گے۔ وہ آیا تو ایک آدمی نے تیوری چڑھائی تو وہ دوڑتا ہوا نکل گیا پھر علی بن الحسینؑ نے فرمایا: تم میں سے کس نے میرے وعدے کو توڑ دیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ کے بیٹے میں نے چہرے پر تیوڑی چڑھائی اور مجھ کو معلوم نہ ہو سکا تو میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں، آپؑ خاموش ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ہفتم، باب ۱۴، ص ۳۴۹

حدیث 13:

احمد بن ہاروں بن موفق غلام امام ابوالحسنؑ سے روایت کیا اور ہاروں بن موفق ابو الحسنؑ کے غلام تھے۔ انہوں نے کہا میں امام ابوالحسینؑ کے پاس انہیں سلام کہنے گیا تو آپؑ نے مجھے سے فرمایا: سوار ہو جاؤ ہم اپنے باغات سے ہو آئیں لہٰذا میں ایک چھتری لایا جو پانی کے پرنالے پر لگائی گئی تھی آپؑ نے باغات کی سیر و تفریح کی میں نے امامؑ کے لئے چھتری لگائی آپؑ اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر واپس آ گئے تو میں نے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا آپؑ اترے تو میں نے آپؑ کے گھوڑے کی لگام پکڑی تا کہ لگام کی رسی کھولوں تو انہوں نے انکار کر دیا اور خود رسی پکڑ لی اور اس کو رسی کی طنابوں میں سے ایک طناب میں لٹکا دیا اور بیٹھ کر مجھے سے میرے آنے کے متعلق پوچھا اور یہ کام مغرب کے وقت کیا تو میں نے اپنے محل سے آنے کے متعلق بتایا، پھر گھوڑا ہنہنانے لگا تو آپؑ ہنس پڑے اور فارسی میں کہنے لگے اور اس کی لگام پکڑی پھر فرمایا: جاؤ رفع حاجت کرو۔ گھوڑا کچھ دیر بعد واپس آیا آپؑ نے اس کی لگام کی رسی اٹھا لی اور نالوں سے پار گزرنے لگے اسی طرح کھیتوں کو عبور کر کے صاف کھلی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

زمینوں میں چلے گئے اور واپس آئے تو مجھے دیکھا تو فرمایا: داؤد اور آل داؤد کو وہ کچھ نہ ملا جو محمد اور آپ کی آلؑ کو اس سے کہیں زیادہ ملا۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جز ہفتم، باب ۱۴، ص ۳۵۰

بھیڑے کی مشکل کشائی

حدیث 14:

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں امام جعفرؑ کے ساتھ مدینے کے درمیان تھا میں اپنے ایک گدھے پر چل رہا تھا اور وہ اپنی خچر پر تھے پہاڑ کی چوٹی سے اچانک ایک بھیڑیا آتا دکھائی دیا اور وہ ابو جعفرؑ کے پاس آ گیا آپؑ نے خچر روک لی وہ قریب آ گیا تو اس نے اپنا ہاتھ زین کے بلند حصے پر رکھا اور گردن لمبی کی اور ابو جعفرؑ کے قریب ہو گیا۔ پھر آپؑ نے اپنے کان اس کے قریب کئے تھوڑی دیر بعد فرمایا: ٹھیک ہے میں نے اسی طرح کر دیا ہے تو وہ تیزی سے چلا گیا۔ میں نے کہا: میں قربان جاؤں میں نے عجیب ماجرا دیکھا۔ فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ اس نے کیا کہا ہے۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اس نے مجھے کہا: اے رسولؐ اللہ کے بیٹے میری مؤنث اس پہاڑ میں ہے اس کا بچہ ہونے والا ہے اور وہ تنگ ہے تو اللہ سے دعا کریں کہ اس کے لئے آسانی کرے اور غلامی سے اور ہماری نسل سے کوئی آپؑ کی نسل کے شیعوں پر کبھی مسلط نہ ہو۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے دعا کر دی ہے۔

قارئین گرامی حدیث پر غور فرمائیں کہ بھیڑیا ایک درندہ ہے وہ بھی مشکل میں امام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مبین سے مدد مانگ رہا ہے اور ایک طرف منکر مقصر ہے جو مدد سے روک رہا ہے۔ اس مدد کے منکر سے بھیڑیا افضل ہے جو تصرف امام پر یقین رکھتا ہے اور اور وہ درندہ ہے جسے کوئی شعور نہیں

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جلد ۷، ص ۳۵۱

عذاب قبر

انبیاء کی پیروی سے زبن قبر میں بدل گئی

حدیث 15:

عیسیٰ بن شلقان سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علیؑ کا بنومخزوم میں ننھالی رشتہ تھا۔ ان کا ایک نوجوان آپؑ کے پاس آیا اور کہا: اے ماموں! میرا بھائی اور میرے باپ کا بیٹا فوت ہو گیا ہے مجھے اس پر بڑا صدمہ ہے۔ فرمایا: کیا تو اسے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ پس آپؑ اس حال میں نکلے کہ آپؑ کے پاس رسولؐ اللہ کی مستجاب چادر تھی۔ جب وہ قبر تک پہنچے تو آپؑ کے ہونٹ تیزی سے حرکت کرنے لگے۔ پھر آپؑ نے قبر کو ٹھوکر ماری تو وہ رمیکا کہتا ہوا اپنی قبر سے باہر نکل آیا۔ حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا کیا تم عرب کی حیثیت سے فوت نہیں ہوئے تھے: کہنے لگا کیوں نہیں۔ لیکن ہم فلاں اور فلاں کے طریقے پر فوت ہوئے تھے لہٰذا ہماری زبانیں بدل گئیں۔

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، جلد ۶، ص ۲۷۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بکری زندہ کردی

کریم سے روایت ہے کہ میں نے یریہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسولؐ اللہ بیٹھے تھے کہ گوشت کا تذکرہ ہوا تو اس کی شدید خواہش ظاہر کی۔ ایک انصاری شخص تھا جس کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا وہ اپنی بیوی کی طرف گیا اور اس سے کہا کہ کیا غنیمت لینا چاہتی ہو؟ سے کہنے لگی کیسی غنیمت؟ کہا: میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ انہیں گوشت کی خواہش ہے وہ کہنے لگی پھر اسے پکڑو۔ ان کا حال یہ تھا کہ ان کے پاس اس کے سوا اور بکری نہ تھی اور رسولؐ اللہ اسے جانتے تھے۔ جب وہ اسے لے آئے اس کو ذبح کیا گیا اور بھونا گیا پھر رسولؐ اللہ کے سامنے اسے رکھ دیا گیا۔ رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا: اسے کھاؤ لیکن اس کی ہڈی نہ توڑنا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ انصاری جب گھر واپس گیا تو بکری اس کے دروازے پر کھیل رہی تھی۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، جلد ۶، ص ۲۷۳

امام نے داؤد بن کثیر الرقی کے ساتھی کی بیوی کو زندہ کر دیا

داؤد بن کثیر الرقی سے روایت ہے کہ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے حج کیا۔ وہ امام ابو عبداللہ کے پاس آیا تو کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں میری اہلیہ فوت ہو گئی ہے اور میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ ابو عبداللہ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے محبت تھی؟ کہا: جی ہاں! میرا نفس آپؑ پر فدا ہو۔ فرمایا: گھر واپس جاؤ۔ جب تم گھر واپس جاؤ گے تو وہ کچھ کھا رہی ہو گی۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں صبح واپسی پر اپنے گھر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بیٹھی کچھ کھا رہی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

بصائر الدرجات، ج ۶، ص ۲۷۴، مطبوعہ ایران

موت کے بعد زندہ ہونا

کریم کربلا نے آقا شیخ محمد حسین قمشہ ای کی ۳۰ سال زندگی بڑھا دی

سرکار آیت اللہ دستغیب شیرازی طاب ثراہ فرماتے ہیں:

آقا میرزا محمود مرحوم سے سنا کہ نجف اشرف میں مرحوم آقا شیخ محمد حسین قمشہ ای جو فضلاء اور مرحوم سید مرتضی کشمیری کے شاگردوں میں سے تھے ان کے بارے میں مشہور ہو گیا تھا کہ وہ قبر سے بھاگے ہوئے ہیں اور اس شہرت کا سبب جیسا کہ خود میں نے انہیں مرحوم سے سنا یہ تھا کہ وہ اٹھارہ سال کے سِن میں قمشہ کے اندر چیچک کے مرض میں مبتلا ہوئے اور ان کا یہ مرض روز بروز سخت ہوتا گیا۔ اتفاق سے وہ انگور کی فصل تھی اور جس کمرے میں ان کا قیام تھا اس میں کثرت سے انگور جمع کیے جاتے تھے چنانچہ وہ بغیر کسی کو بتائے ہوئے ان میں سے انگور کھاتے رہے اور مرض بڑھتا رہا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

جو لوگ وہاں موجود تھے وہ گریہ وزاری کرنے لگے اور جب ان کی ماں پہنچیں اور اپنے فرزند کو مردہ دیکھا تو کہا جب تک میں واپس نہ آجاؤں کوئی شخص میرے بیٹے کے جنازے کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس کے بعد فوراً قرآن مجید اٹھایا اور مکان کی چھت پر جا کر بارگاہِ خداوندی میں تضرّع وزاری شروع کی اور قرآن مجید اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کو

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

شفیع اور وسیلہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ جب تک میرا بیٹا واپس نہ ملے گا میں آپ سے دستبردار نہ ہوں گی۔

ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ آقا محمد حسین کے جسم میں جان واپس آ گئی انہوں نے چاروں طرف دیکھا تو اپنی ماں کو نہ پایا تو کہا، میری والدہ سے کہو کہ آیئے خدا نے مجھے حضرت عبد الحسینؑ کو بخش دیا ہے۔ میری ماں کو خبردار کر دو کہ تمہارا بیٹا زندہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنی سرگزشت بیان کی کہ جب میری موت کا وقت آیا تو دو سفید پوش نورانی شخص میرے پاس آئے اور کہا کہ تمہیں کیا پریشانی ہے؟ میں نے کہا میرے تمام اعضاء درد کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے میرے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تو پاؤں کی تکلیف دور ہو گئی۔ اسی طرح جس قدر اوپر کی طرف ہاتھ بڑھتا رہا بدن کا درد ختم ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ گھر کے سب لوگ رو رہے ہیں۔ میں نے ہر چند انہیں سمجھانا چاہا کہ اب مجھ کو آرام ہے لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ بالآخر دونوں نے مجھے عالم بالا کی جانب حرکت دی۔ اس وقت میں بہت خوش و خرم تھا۔ اثنائے راہ میں ایک نورانی صورت بزرگ تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو مزید تیس (۳۰) سال کی زندگی عطا کی ہے اور چونکہ اس کی ماں نے میرا وسیلہ اختیار کیا ہے لہٰذا اسے واپس لے جاؤ۔ وہ لوگ مجھے تیزی کے ساتھ واپس لائے۔ اب میں نے آنکھیں کھولیں تو میرے گرد و پیش لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کا توسل مقبول ہوا اور مجھے تیس سال کی عمر عطا ہوئی ہے۔ نجف اشرف کے اکثر حضرات جنہوں نے خود ان سے آپ بیتی سنی تھی۔ تیس سال پورے ہونے پر ان کی موت کے منتظر تھے اور یہی مقررہ مدت تمام ہونے پر نجف اشرف میں ان کا انتقال ہوا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کریم کربلاؑ کا کرم

اسی سے ملتا جلتا ہوا واقعہ وہ ہے جو کتاب دار السلام کے آخر میں دوبارہ زندہ فرما دیا کربلائے معلّٰی کے مجاور مرد صالح اور متقی ملا عبد الحسین سے منقول ہے۔ یہ ایک طولانی داستان ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملا عبد الحسین کا لڑکا گھر کے بالا خانے سے گر کر ہلاک ہو گیا اور اس کا باپ اس پریشانی میں نالہ و فریاد کرتا ہوا بے اختیار حرم حضرت سید الشہداؑ میں پناہ گیر ہوا، اپنے بیٹے کی زندگی طلب کی اور عرض کی کہ جب تک مجھ کو میرا بیٹا نہ دیں گے میں حرم سے باہر نہ جاؤں گا۔ بالآخر جب ہمسائے انتظار کے بعد باپ کے آنے سے مایوس ہو گئے تو آپس میں طے کیا کہ اب جنازے کو اس سے زیادہ روکا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ مجبوراً میت کو غسلخانے لے گئے اثنائے غسل میں شفاعت حضرت سید الشہداؑ سے اس کی روح جسم میں واپس آ گئی اور وہ اپنا لباس پہن کر اور اپنے پاؤں چل کر حرم میں واپس آیا اور اپنے باپ کے ساتھ گھر واپس آیا۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ایسے معجزات کثرت سے ہیں جن سے کچھ کتاب مدینۃ المعاجز میں بھی مذکور ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

حیرت انگیز واقعات، ص ۲۰، مطبوعہ لاہور

عارف بصیر مخدوم المخارم سید جعفر زمان قدس سرہ کا بیان حق ترجمان

اے متلاشیان وارث حقیقی

شہنشاہِ معظم سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسمائے مبارکہ پہ میں نے ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور ایک ایک کر کے ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جب میں نے اس سلسلہ کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کو بتایا تھا کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسمائے مبارکہ کی تعداد چار سو کے قریب ہے اور یہ بھی ہماری تلاش کی کمی و کوتاہی ہے ورنہ ان کے اسمائے مبارکہ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور میں آج آپ کو بتا رہا ہوں کہ اب تک میں 600 سے زیادہ اسماء والقابِ مبارکہ تلاش کر چکا ہوں مگر یہ بھی کوئی حتمی تعداد نہیں ہے۔

آج ہمارے سامنے جو اسم مبارک ہے وہ ہے الوارث عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ اسم مبارک مفرد بھی آیا ہے اور مرکب بھی آیا ہے یعنی کئی دیگر الفاظ سے ترینی حالت میں بھی آیا ہے جیسا کہ

☆ وارث الانبیاءؑ عجل اللہ فرجہ الشریف ☆ وارث المرسلینؑ عجل اللہ فرجہ الشریف

☆ وارث المظلومین عجل اللہ فرجہ الشریف ☆ وارث آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ الشریف

وارث المومنین عجل اللہ فرجہ الشریف

آج ہم اسم مبارک الوارث عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں گے کیونکہ جب وارث مطلق کے بارے میں گفتگو ہوگی تو سارے اسمائے مبارک کی تشریح خود بخود ہو جائے گی۔

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ وارث کا مادہ وارث ہے اس کے معنی کو سمجھانے کے لئے عرض کروں گا کہ عربی میں دو لفظ استعمال ہوتے ہیں ایک ہے مالک اور دوسرا ہے وارث۔ ان میں فرق یہ ہے کہ مالک کسی چیز کے مالک اول کو کہتے ہیں اور مالک اول کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

☆ پہلی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے بازار سے کوئی چیز خریدی ہے اس کی قیمت اس نے خود

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ادا کی ہے تب جا کر وہ اس کا مالک ہوا ہے۔

☆ کسی شخص نے ایک چیز خود بنائی ہے کیونکہ اسے اس نے خود ہی بنایا ہے اس لئے اس کا مالک اول وہی بنانے والا ہی ہے۔

اب یہی چیزیں اس کی زندگی میں یا اس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی اولاد کو ملتی ہیں وہ بھی ان چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔ مگر انہیں مالک نہیں کہا جاتا بلکہ انہیں وارث کہا جاتا ہے اگرچہ ہیں یہ بھی مالک اول نہیں بلکہ انہیں یہ چیزیں وراثت میں ملی ہیں۔ والد یا کسی عزیز کے میراث میں اسے ملی ہیں۔ اس کی ذاتی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں اس نے نہ ہی خریدی ہیں اور نہ ہی اس نے خود بنائی ہیں۔

امید ہے اب مالک اور وارث کے مابین جو فرق ہے وہ آپ سمجھ گئے ہوں گے اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔ دوستو جو جو چیزیں انسان کو میراث میں ملتی ہیں ان کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ یعنی وہ کئی قسم کی ہوتی ہیں مثلاً

☆ مال متروکہ: یعنی منقولہ و غیر منقولہ جائداد، اثاث البیت، مال و دولت، زمین، غلام، کنیزیں الغرض دنیا کی ہر وہ شے جسے ملکیت کہا جاتا ہے۔ وہ وراثت میں ملتی ہے اور اس کے لئے ہر مذہب کے اندر ان کی فقہ میں تقسیم میراث کے قوانین موجود ہیں کہ پس ماندگان کو مال متروکہ میں سے کتنا حصہ آتا ہے اس میں طبقات ہوتے ہیں کئی رشتہ دار طبقہ اولیٰ میں آتے ہیں وہ زیادہ حصہ پاتے ہیں اور کئی کم حصہ پاتے ہیں۔

اسی طرح کئی چیزیں تقسیم نہیں ہوتیں بلکہ بڑے بیٹے ہی کو دی جاتی ہیں اور کئی لوگوں کو وصیت کی وجہ سے طبقہ اولیٰ میں شامل کیا جاتا ہے یہ علم الفقہ کے مسائل ہیں جن میں آپ کو نہیں الجھانا چاہتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

☆ یہ نہیں کہ انسان کو وراثت میں صرف مال و دولت ہی بلکہ کئی اور چیزیں بھی ملتی ہیں مثلاً دوستیاں، دشمنیاں، قرضے، ادائیگیاں، نفرتیں، ذلتیں یعنی کسی نے اپنے اعمال سے کسی سے بلاوجہ دشمنی خرید لی تو یہ اولاد کو بلاوجہ وراثت میں مل جاتی ہے۔ انسان نے کوئی ایسا کام کیا کہ جو بدنام کرنے والا تھا تو اس سے اس کی اولاد کو نفرتیں اور ذلتیں بن مانگے مل جاتی ہیں۔ کچھ لوگوں نے اچھے کام کئے ہوتے ہیں تو معاشرے میں انہیں والدین سے وراثت میں نیک نامیاں بھی ملتی ہیں جس طرح وراثت میں بادشاہوں کو تاج ملتا رہا ہے اسی طرح بعض لوگوں کو غلامی بھی وراثت میں ملتی رہی ہے۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وراثت میں جہاں عزتیں اور عظمتیں ملتی ہیں اسی طرح ذلتیں اور بدنامیاں بھی ملتی رہتی ہیں اور یہ بھی وراثت کی ایک قسم ہے۔

آج جدید سائنس نے جینز E پر تحقیق کے بعد ایک قانون وضع کیا ہے جس کا نام قانون وراثت یا (Law of Inheritance) انسانی جینز کے مسلسل مطالعہ کے بعد پتا چلا ہے کہ انسان شکل وصورت، رنگ، روپ، خدوخال اور پورا (Body Structure) بھی وراثت میں پاتا ہے یعنی کسی آدمی کے ماں باپ کی آنکھوں کا رنگ سیاہ تھا مگر اس کی آنکھوں کا رنگ نیلا ہے تو یہ لازماً اس کے والدین کے آباؤ واجداد میں سے کسی نہ کسی سے وراثت میں آیا ہے۔ جیسا کہ امام صادق علیہ السلام کا ظہورِ اجلال ہوا تھا تو انہیں جب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے لختِ جگر کو پیار کیا اور ان کی پاک آنکھوں کی طرف نگاہ فرمائی تو ان کا رنگ نیلگوں پایا تو فرمایا یہ رنگ انہوں نے اپنی جدہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے خاندان سے پایا ہے کیونکہ شہنشاہانِ ایران کے پورے خاندان کی آنکھوں کا رنگ نیلگوں تھا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اسی طرح انسان کو بیماریاں بھی وراثت میں ملتی ہیں اور آج جینز کی سٹڈی کے بعد بتایا جا سکتا ہے کہ اس آدمی کی اولاد میں فلاں فلاں بیماریاں وراثت میں منتقل ہوں گی یعنی ایسی کئی چیزیں بھی وراثت میں ملتی ہیں اور انسان کا اس کا وارث بننا پڑتا ہے کسی طرح کی جسمانی روحانی و ذہنی بیماریاں انسان کو وراثت میں ملتی ہیں۔

ان وضاحتوں کے بعد اب ہم واپس اپنے موضوع پر آتے ہیں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا اسم مبارک ہے وارث عجل اللہ فرجہ الشریف یعنی یہ اللہ کے بھی وارث ہیں، انبیاءؑ کے بھی وارث ہیں، آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بھی وارث ہیں، مومنین کے بھی وارث ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے بھی وارث ہیں۔

اب دیکھیں کہ یہ اپنے اجداد طاہرین علیہم السلام کے بھی وارث ہیں تو انہیں وراثت میں کیا کیا ملا ہے؟

شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے مالک اول ہیں، سارے عرض وسماء کے مالک ہیں، جملہ عالم موجود کے مالک ہیں، پھر ان کی وراثت میں ہر چیز ان کی پاک آل اطہار علیہم السلام کی طرف منتقل ہوئی اور اسی طرح چلتے چلتے آج اس ہر چیز کے وارث شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں۔

جو بھی شیعہ ہے وہ اس مسلمہ عقیدے سے انکار نہیں کر سکتا کہ دونوں جہاں یعنی دنیا و عقبٰی، ساتوں بہشت سمیت ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے حق میں دیئے گئے تھے اور وہ ان کی مالکہ تھیں۔ اس لئے قانون وراثت کے لحاظ سے آج ان ساری چیزوں کے ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف وارث ہیں۔

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حق مہر ہمیشہ اپنے ذاتی مال میں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سے ادا کیا جاتا ہے یعنی اس مال سے ادا کیا جاتا ہے کہ جس کا وہ مالک ہو اور یہ بھی ہے کہ حق مہر ہمیشہ شوہر پر واجب ہوتا ہے اور فرمایا یہ گیا ہے کہ یہ دنیا، عقبیٰ، ساتوں آسمان، ساری دنیا کے دریا، یہ سب کچھ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا حق مہر ہے تو ثابت ہوا یہ ملکیت تو امیر المومنین علیہ السلام کے تھے مگر انہوں نے حق مہر میں یہ سب کچھ دے دیا۔

مالک اول کے لئے تین شرائط ہوتی ہیں یا تو وہ اس چیز کا خود بنانے والا ہو یا پھر اس چیز کا خرید کرنے والا ہو یا وہ چیز اسے بخش دی گئی ہو۔

اب امیر المومنین علیہ السلام جو ان چیزوں کے مالک تھے تو ان تین شرائط کے ساتھ تھے یا تو یہ مانیں کہ دنیا، عقبیٰ، ساتوں بہشت، یعنی دونوں جہانوں کو انہوں نے خود اپنے دست مبارک سے بنایا تھا اسی لئے وہ ان کے مالک تھے اگر یہ ساری چیزیں انہوں نے خود بنائی ہیں تو پھر یہ خود سوچیں کہ خالق کائنات کون ہے؟ خالق ارض وسما کون ہے؟ خالق انبیاء ورسل کون ہے؟

کہیں نصیریوں کا عقیدہ درست تو نہیں ہے؟

اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ ساری چیزیں انہوں نے خریدی ہوئی ہیں اور اسی لئے یہ ان کے مالک ہوئے ہیں تو خرید وفروخت کی طریقے رائج ہیں ان میں سے ایک ہے زر کے بدلے مال، دوسری ہے مال کے بدلے مال، تیسری ہے محنت کے بدلے مال۔ اب اگر ہم یہ کہیں کہ انہوں نے یہ ساری چیزیں خریدی ہوئی ہیں تو کیا انہوں نے کوئی زر دی ہے کہ جس کے بدلے میں خریدی ہیں؟ یا انہوں نے کوئی مال دیا ہے کہ جس کے بدلے میں انہوں نے یہ ساری چیزیں لی ہیں؟

یا پھر انہوں نے کوئی محنت کی ہے جس کے بدلے میں انہوں نے یہ ساری چیزیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خریدی ہیں؟

یہاں یہ بھی تو سوچنا ہوگا کہ انہوں نے یہ ساری چیزیں کس سے خریدی ہیں کوئی بائع ہی نہ ہو تو مشتری کیا خرید سکتا ہے اس لئے لازم ہے کہ انہوں نے یہ ساری چیزیں کس سے خریدی ہیں؟ یا اللہ سے خریدی ہیں یا تو اپنے نور اول سے خریدی ہیں؟ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے اس لئے یہاں ہم ایک عام آدمی کی طرح سوچ لیتے ہیں اور فرض کر لیتے ہیں کہ انہوں نے یہ ساری چیزیں اللہ جل جلالہ سے خریدی ہیں۔ تو یہاں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ انہوں نے کون سی زر دولت دی ہے۔ جس کے بدلے میں یہ ساری چیزیں ملی ہیں یعنی ان کے پاس کوئی ایک دولت ایسی ضرور موجود تھی کہ جس کے بدلے میں یہ ساری چیزیں خریدی گئی ہیں وہ دولت کیا تھی؟ کہ جو اتنی قیمت کی حامل تھی کہ جس سے اللہ جل جلالہ کی ساری ملکیت خریدی جاسکتی تھی وہ جو بھی تھی لیکن تھی ضرور

اب کوئی قرآن کریم کی ایک آیت کو یہاں لا کر پیش کر سکتا ہے جس میں ہے کہ ومن الناس من یشری...... الخ کی انہوں نے اپنی جان دے کر یہ ساری چیزیں خریدی ہیں۔

یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ یہ جان کے بدلے رضا کا جو سودا ہوا ہے یہ تو اس عالم ظہور کے بعد کا ہے ازل کا نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ سودا بہشتوں کا نہیں اللہ جل جلالہ کی رضا کا ہے اور یہ ساتوں بہشت دونوں جہاں تو جب سے خلق ہوئے ہیں اسی روزِ اول سے ان کی ملکیت تھے یہ سودائے رضا تو بہت بعد کی بات ہے۔ بہر حال یہ ازل ہی سے کسی دولتِ عظیم کے دھنوان ضرور تھے۔

اگر ہم فرض کر لیں کہ اللہ جل جلالہ نے انہیں یہ ساری چیزیں بخش دی تھیں یعنی دونوں جہاں جہاں انہیں اللہ نے بغیر کسی وجہ کے بخش دیئے تھے تو اس نظریے سے یہ تو پتہ چلتا ہی ہے کہ جنہیں کوئی چیز بخش دی جاتی ہے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اس بات کو ہم ایک اور طرح سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کئی باتیں ایسی ہیں جن کا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے رہتے ہیں جیسا کی ایک زمیندار کی وراثت میں اس کے ایک بیٹے کو ساری جائداد، زمینیں۔ مال، خزائن، پالتو جانور وغیرہ ملتے ہیں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹا ان چیزوں پر اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا رہتا ہے کوئی زمین کا پلاٹ بیچ دیتا ہے کوئی کسی کو بخش دیتا ہے، کسی جانور کو ذبح کر دیتا ہے، کسی کی خوراک بڑھا دیتا ہے، کسی کی خوراک گھٹا دیتا ہے۔ اسی طرح جب ہم یہ مان لیں کہ اللہ جل جلالہ نے ساری کائنات بخش دی ہے تو پھر یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ رزق دینا ان کی ڈیوٹی نہیں، مارنا، جلانا ان کی ڈیوٹی نہیں ہے کیونکہ مملوکہ جانداروں کو کھانا پلانا مالک کی ڈیوٹی میں شامل ہوتا ہے۔

اپنے غلاموں کنیزوں کو اسباب حیات مہیا کرنا مالک کی ڈیوٹی میں شامل ہوتا ہے اور اس کے سوا کسی کی یہ ڈیوٹی اور ذمہ داری ہوتی ہی نہیں ہے ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس ڈیوٹی کو کسی اور کے سپرد کر دے مگر یہ نیابت میں ہوگی نہ کہ حقیقی ہوگی اب اگر عزرائیلؑ موت دیتا ہے یا میکائیلؑ رزق دیتا ہے تو یہ سب خود غلاموں میں شامل ہیں اور سارے کام اپنے مالک کی نیابت میں کرتے ہیں نہ کہ وہ ذاتی طور پر اس مقام پر فائز ہیں ان کی ڈیوٹی ایسی ہے جیسے کوئی اپنے غلام سے کہہ دے کہ تم میرے دوسرے غلاموں میں کھانا تقسیم کر دو یا میرے جانوروں کو پانی پلا دو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بھی ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو بھی وارث ہوتا ہے وہ All in All ہوتا ہے۔ جو چیز جسے چاہے بخش دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اسی طرح اگر ہم یہ ساری کائنات بخشی ہوئی سمجھیں تو یہ مالک ہیں چاہے جنت میں اصحاب کہف کے کتے کو داخل کر دیں یا جناب سلمان محمدیؑ کے کتوں کو داخل کر دیں انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ اسی لئے تو جنت اور عرش و کرسی کے اوپر ہر جگہ ان کا نام پاک لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص دھوکہ نہ کھائے کہ یہ ہمیں کوئی اور دے رہا ہے بلکہ پتہ چلے کہ اصل مالک کون ہے۔

پھر ایک دور آیا کہ انہوں نے یہ سب کچھ حق مہر میں جناب ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کو بخش دیا اور یہ بطور وراثت منتقل ہوتا ہوا کہاں پہنچا ہے؟ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک اور اس دور میں وہی ان ساری چیزوں کے وارث ہیں کیونکہ یہ محمدؐ و آلِ محمدؑ کے کلی وارث ہیں۔

اگر یہ فرمایا جائے کہ لیلۃ القدر میں یہی شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف اس کائنات میں موجود مخلوق میں سے جس کا چاہتے ہیں رزق بڑھا دیتے ہیں جس کا چاہتے ہیں گھٹا دیتے ہیں تو اعتراض کیسا؟

اگر یہ فرمایا جائے کہ یہ اس کائنات میں موجود مخلوق کے رزق و اولاد و موت و حیات و صحت و سقم کے فیصلے خود فرماتے ہیں تو انکار کیوں؟ کیا انہیں وارث آلِ محمد بھی نہیں مانتے؟

ان کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک وارث الآئمۃ علیہم الصلوات والسلام۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی ایک ایک چیز کے اکیلے وارث ہیں یہ ان کی جائداد و ملکیت کے وارث ہیں یہ ان کی دستارِ فضیلت کے وارث ہیں یہ ان کی مسند امامت کے وارث ہیں یہ ان کے جملہ تبرکات کے وارث ہیں یہ ان کے خصائصِ حسنہ کے وارث ہیں، یہ ان کے

اختیارات اور اقتدار کے بھی وارث ہیں۔

اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جو وارث ہوتا ہے وہ با اختیار ہوتا ہے اپنی ملکیت کو جب چاہے اور جسے چاہے بخش سکتا ہے عطا کر سکتا ہے ختم بھی کر سکتا ہے۔

اور ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف منصب امامت کے وارث و مالک ہیں یہ تو جسے چاہیں اور جب چاہیں امام بنا سکتے ہیں اسی لئے تو آپ نے اپنے ظاہری ظہور اجلال کے روزِ اول ظاہر ہوتے ہی یہ اعلان فرمایا تھا

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

ہمارا ارادہ یہ ہے کہ جن لوگوں (یعنی مومنین) کو اس روئے زمین پر کمزور کر دیا گیا تھا ہم ان پر احسان کریں اور انہیں اس زمین پر منصبِ امامت عطا فرمائیں اور انہیں (اپنا) وارث بنائیں یعنی جب شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظاہراً راج ہوگا تو اس وقت مومنین کو وہ اپنی نیابت میں اپنی وراثت میں شامل فرما کر امامت کے اختیارات سپرد فرما دیں گے اور خود وارث اللہ بن کر حکومت کا قیام فرمائیں گے۔

قرآم کریم میں آیت ہے

وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

یعنی میراثِ زمین و آسمان اللہ کے لئے ہے یعنی اللہ ہی نے سب کا وارث ہونا ہے۔ اسی طرح ارشاد ہے

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ

یعنی ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی وارثین ہیں اس

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں دیکھیں جمع کا صیغہ آیا ہے وارث نہیں آیا بلکہ وارثین کا لفظ آیا ہے۔

اسی طرح جناب نوحؑ نے عرض کیا تھا۔ (حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ

اسی طرح کی کئی آیات ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ بھی وارث ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وراثت تو مالک سے وارث کی طرف میراث کی صورت میں منتقل ہوتی ہے تو اللہ جل جلالہ تو مالک ہے اسے وارث کہنا جائز ہی نہیں کیونکہ پاک انوارِ الٰہیہ ازلیہ علیہم الصلوات والسلام اس کے وارث تو ہو سکتے ہیں وہ ذات کسی کی کیسے وارث ہو سکتی ہے وہ کس کی کس طرح میراث پا سکتی ہے؟

جب کہ ہم یہی دیکھتے ہیں کہ بعض ظالمین کی بستیوں کی بربادی کا ذکر فرمانے کے بعد خالق فرماتا ہے و کنا نحن الوارثین یعنی ہم ہی ان کے وارثین تھے۔

اس آیت میں دو باتیں ہیں ایک تو اللہ جل جلالہ ظالمین کی بستیوں کا کس طرح وارث ہوا اور اس کے ساتھ اس وراثت میں کون کون شامل تھے کہ اس نے جمع کے صیغے استعمال کئے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے وارث ہونے کا کیا مطلب ہے؟

دوستو حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے جملہ ملکیت کا وارثِ حقیقی حجت دوراں کی ذات ہوتی ہے جیسا کہ یہ ساری زمین اللہ کی ملکیت ہے مگر اس پر وارث زمانے کے حجت اللہ علیہ السلام کو بنایا گیا ہے جب بھی کسی قوم نے نافرمانی پر کمر کس لی تو انہیں اس طرح برباد کر دیا گیا کہ ان کی وراثت ظاہری پانے والا بھی کوئی نہ چھوڑا اور یہ جملہ حکومتوں کا قانون ہے کہ جب کوئی ایسا آدمی مر جائے جس کا کوئی قانونی وارث موجود نہ ہو تو اس کی جملہ وراثت حکومت کی

ملکیت قرار دی جاتی ہے۔ اسی طرح جب ظالمین کی تباہی ہوئی ان کی جائداد و اموال سب بحق سرکار ضبط ہو جائیں گے۔ کیونکہ سرکار کی طرف سے پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کو وارث قرار دیا جا چکا تھا اس لئے وراثت کی آیت میں جمع کے صیغے لائے گئے کہ ہم سب وارث ہوئے اور جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ فلاں چیز کا اللہ وارث ہوا تو وہ وراثت اس طرح تھی کہ وہ ایک طرح سے تو مالک ہی تھا مگر جب اس کے ورثاء کو دنیا کی ظاہری وراثت بھی منتقل ہوئی تو اس نے ''ہم'' کہہ کر ان کی شرکت فی الوراثت کا اعلان بھی فرما دیا اور سب سے آخر میں جب سارے ظالمین سے صحن ہستی کو پاک کیا جائے گا تو اس وقت بھی شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اس پر مالک و متصرف و وارث قرار پائیں گے اور اللہ جل جلالہ کا اس گھر سے کچھ ایسا قریبی تعلق ہے کہ وہ ان کی ہر بات کو اپنی ذات کی طرف منسوب فرماتا رہتا ہے جیسا کہ یہ پتھر ماریں تو وہ کہتا ہے کہ میں نے مارا ہے اور یہ کسی کو فی النار کریں تو وہ فرماتا ہے کہ میں نے فی النار کیا ہے۔ اس لئے جب ان کی حکومت کا قیام ہوگا تو وہ اس کے بارے میں فرماتا ہے وہ اللہ کی حکومت ہوگی اور اس وقت اس زمین کا وارث اللہ ہی ہوگا حالانکہ وہ حکومت ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ہوگی اور انہیں اللہ کا وارث قرار دیا جائے گا اور ان کی وراثت بھی بلا واسطہ نہیں بلکہ وہ حقیقتاً اپنی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے حوالے و واسطے سے وارثِ ارض و سماء قرار پائے ہیں اور ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے وارث ہونے کی وجہ ہی سے یہ اللہ کے بھی وارث ہیں۔

ظالمین کے وارث اس لئے ہیں کہ یہ وارث حقیقی ہیں انہوں نے نعماتِ دنیا ان کو بخش دیئے اور ان کی شرکشی کی وجہ سے سلب نعمات ہوا کہ جیسے مجرم کی جائداد حکومت قرق کرتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مومنین کے وارث اس معنی میں ہیں کہ غلام کا وارث مالک ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ جن جن چیزوں کا مالک ہے یہ اس کے وارث ہیں یعنی جن جن چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے یا خریدا ہے یہ اس کے مالک ہیں۔

دوستو یہ تو اس دنیا کا ہر مسلمان مانتا ہے کہ اس کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں سوائے شر کے جسے اللہ نے پیدا نہ کیا ہو اب جس جس چیز کے بارے میں آپ سوچتے جائیں کہ یہ اللہ نے پیدا کی ہے اس کے بارے میں میں صرف اتنا اور بڑھاتے جائیں کہ اس کے وارث اس دور میں ہمارے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں۔

دوستو میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ نے جس جس چیز کو بنایا ہے یا خریدا ہے اس دور میں اس کے مالک و وارث ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہی ہیں اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ایک سوداشبِ ہجرت کیا تھا یعنی اپنے نور اول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان کے بدلے میں رضا دی تھی اس کے بعد ان کی جان کا مالک اللہ جل جلالہ ہوا اور اللہ کی رضا کے مالک جناب امیر المومنین علیہ السلام ہوئے اگر ہم اس مقام پر غور کرتے ہیں تو ہر طرح سے سودا ہمارے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہی گھر میں آتا ہے کیونکہ ایک طرف یہ اللہ جل جلالہ کے وارث ہونے کے ناطے سے اپنے جد اطہر علیہ الصلوات والسلام کی جان کے وارث بھی ہو گئے اور دوسری طرف امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے وارث ہونے کے ناطے سے اللہ جل جلالہ کی رضا کے بھی وارث ہو گئے۔

اب یہاں یہ مناسب ہوگا کہ ہم سب مل کر اس گھر اطہر کے کلی وارث کو دعا کریں کہ ان کی ابدی حکومت اور شان وجلالت الٰہیہ کا جلدی اظہار ہو۔ اس دنیا سے ظالمین کا نام و نشان مٹا دیا جائے اور ان کے اجدادِ طاہرین علیہم الصلوات والسلام پر ہونے والے جملہ

سیف العباس علیہ السلام

مظالم کا ازالہ ہو اس گھر کے ہر ایک اقدس فرد کی جھولی ابدی مسرتوں کے پھولوں سے اس طرح بھر جائے کہ ہر آغوش چمنستان بن جائے اور ان کی ابدی مسرتوں کے پھولوں میں سے ایک پھول بھی کبھی نہ مرجھائے اب یہاں میں میر انیس مرحوم کے ایک شعر کے ساتھ اس دعا کا اختتام کروں گا۔

یارب بتولؑ کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ پھولوں سے گودی بھری رہے

عباسؑ علیؑ شیرِ نجف ہے
تابندہ دُرِ تاج سلیمانِ نجف ہے
سروِ چمنِ بیابانِ نجف ہے
آئینۂ روئے مہِ کنعانِ نجف ہے
طفلی سے اسے عشقِ امامؑ دو سرا تھا
شہؑ اُس پہ فدا تھے ، وہ شہؑ دیں پہ فدا تھا

عباسؑ علیؑ گوہرِ دریائے شرف ہے
سو لعل نہ پہنچیں جسے وہ دُرِ نجف ہے
غازیؑ کی وفا داری کا غل چار طرف ہے
کیوں شیر نہ ہو شیرِ الٰہی کا خلف ہے
حق کہ زمانے میں بہادر نہیں ایسا
اس نُہ صدفِ برج میں اک دُر نہیں ایسا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عباس شہید

سید محسن نقویؒ

قصرِ شعور دیں میں ہے عباسؑ وہ چراغ
جس کے مقابلے میں ہے سورج بھی داغ داغ
عباسؑ کی مہک سے مہکتا ہے جاں کا باغ
شبیر دل ہی دل ہے تو عباسؑ ہے دماغ
اس کی عطا سے نبضِ مودّت رواں ہوائی
عباسؑ کے کرم سے شریعت جواں ہوئی

چہرہ ہے یا فلک پہ چمکتا ہے آفتاب
نقشِ قدم کی خاک میں چھپتا ہے انقلاب
عباسؑ کی رگوں میں جو ابھرا ہے اضطراب
سہمی ہوئی ہے موت تہِ سایۂ رکاب
عباسؑ جب بھی اذنِ روانی عطا کرے
دریا مچل کے شکر کے سجدے ادا کرے

جرأت کی ابتداء بھی یہی انتہا بھی ہے
عباسؑ دو جہاں میں میرا آسرا بھی ہے
تاثیر التماس دعا بھی، دعا بھی ہے
بندہ بھی رب کا ہے یہی ربِ وفا بھی ہے
ہے دین اس کے در کا نمازی بنا ہوا
ہو کر شہید بھی ہے یہ غازی بنا ہوا

سیف العباس علیہ السلام

Shehroze Ali - 03306284348

باب ششم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب ششم

برصغیر ہندو پاک پر نوازشات

ناصر کائنات امام حسین علیہ السلام کا بروز عاشور قیس ہندی کی مدد کرنا

بروز عاشور 61ھ ہندوستان کا بادشاہ قیس ہندی جنگل میں شکار کھیلنے گیا اور دوران شکار وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اچانک ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا۔ جیسے ہی شیر نے حملہ کیا تو قیس ہندی نے پکارا کہ اے حسینؑ ابن علیؑ میری مدد کو پہنچو۔ جیسے ہی اس نے ندا دی یکا یک حضرت کریم کربلا امام حسین علیہ السلام اپنے ذوالجناح پر سوار ہندوستان کے اس جنگل میں ظاہر ہوئے اور اپنی تیغ آبدار سے شیر کو دولخت کر دیا۔ قیس ہندی حضرتؑ کے ذوالجناح کے قدموں پر گرا اور بولا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے تو آقا و مولا حسینؑ ابن علیؑ کو پکارا تھا۔

کریم کربلاؑ فرمانے لگے۔ قیس! میں غریب کربلا حسینؑ ہوں۔

قیس ہندی: مولاؑ آپ مدینے سے یہاں تشریف لائے ہیں؟

فرمایا: نہیں میں دشت کربلا سے یہاں آیا ہوں۔ اس وقت میرے انصار دشمنانِ دین سے برسر پیکار ہیں اور میں بھی ابھی کچھ دیر کے بعد قتل کر دیا جاؤں گا۔ قیس ہندی نے امامؑ کے ہاتھوں پہ اسلام قبول کیا اور کہا کہ مولاؑ میں اور میرے ساتھی آپؑ کی نصرت کے لئے کربلا جائیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: نہیں تم اپنے علاقے میں ہی دین کی نصرت کرو۔ یہ فرما کر اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: 1: انوار المجالس باب پنجم مجلس نہم ص ۱۰۶، مطبوعہ ایران

2: لسان الواعظین، ص ۳۴۶، مطبوعہ ایران

3: تذکرۃ الشہداءؑ، ج ۲، ص ۱۱۱، مطبوعہ ایران

4: جواہر الاخبار، آیت اللہ خوانساری، باب ۲۴، مطبوعہ ایران

5: الذریعہ، ج ۲۶، ص ۲۶۱، مطبوعہ بیروت

6: طوفان البکاء، ص ۵۸۳، طبع جدید ایران

سید الشہداءؑ کا بمبئی میں ایک ہندو کو زندہ کرنا

بمبئی (ہندوستان) میں ایک ہندو نے اپنی چند اشیاء فروخت کیں اور رقم لے کر جا رہا تھا۔ ناگاہ اس کے تعاقب میں دو اشخاص جو کہ مسلمان تھے روانہ ہوئے تا کہ اس ہندو سے رقم چھین لیں۔ ہندو نے محسوس کیا کہ اس کے تعاقب میں دو اشخاص آ رہے ہیں۔ ہندو تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے گھر پہنچ کر گھر میں لگے درخت پر چڑھ گیا۔ وہ دونوں ڈاکو بھی گھر میں داخل ہوئے اور اس کی بیوی سے کہنے لگے کہ وہ ہندو کہاں ہے بیوی نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے۔ انہوں نے ہندو کی بیوی کو زدوکوب کرنا شروع کیا تو ہندو کی بیوی نے کہا کہ آپ کو حسین علیہ السلام کا واسطہ مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے اس عورت کی ایک نہ سنی اور مارتے رہے تو ہندو عورت نے بتا دیا کہ اس کا شوہر درخت پر ہے۔ ہندو درخت سے اتر آیا تو انہوں نے اس سے رقم چھیننے کے بعد ہندو کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ہندو کی بیوی نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگی کہ حسین علیہ السلام میرے ساتھ ظلم ہوا ہے آپؑ میری مدد کریں۔ اچانک امام حسین علیہ السلام وہاں ظاہر ہوئے اور سید الشہداء علیہ السلام نے انگلی کا اشارہ کیا تو دونوں مسلمان ڈاکوؤں کے سر تن سے جدا ہو گئے اور پھر مولاؑ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نے ہندو کے سر کو تن سے جوڑا تو ہندو زندہ ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد ہندو کے تمام اہل وعیال شیعہ مسلمان ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: فلسفہ عزاداری آیت اللہ علامہ اسداللہ محمدی نیا ص ۹۰، مطبوعہ قم مدسہ ایران

یہ واقعہ ازخود دلیل ہے کہ ذوات مقدسہؑ ہر دور میں ہر جگہ، ہر علاقہ میں بلاتفریق مذہب وملت، رنگ ونسل عوام الناس کی راہنمائی ومشکل کشائی کے لئے ظاہر ہوجاتے ہیں اور ہمیشہ سے ہر جگہ حاضر وناظر بھی ہیں اور ہر ایک پر شاہد بھی ہیں اور اس قدر کریم ہیں ہیں کہ وہ اس بات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتے کہ یہ مرد ہے یا عورت، ہندو ہے یا عیسائی، مسلم ہے یا غیر مسلم پس جہاں جس نے بھی ان کو جس انداز سے مدد کے لئے پکارا فوراً مشکل کشائی کے لئے پہنچتے ہیں۔

مگراب مقصروں کی مقصریت کو کیا کہیے کہ جو ان کو حاضر وناظر ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جب کہ یہ ایک ہی نہیں بلکہ ہزاروں اثبات موجود ہیں کہ یہ ہستیاں حاضر فی الکائنات ہیں ناظر الموجودات ہیں۔

اسم علیؑ اعظم وہ اسم اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

مقصرین سے تو بمبئی کی یہ ہندو عورت بہتر ہے۔ جس کو یقین ہے کہ اس ہستی کو پکارا جائے تو یہ مدد کے لئے پہنچ جائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی مفضلؓ سے انوار خمسہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی معرفت بیان کرتے ہوئے فرمایا "اے مفضلؓ جان لو کہ وہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کو جانتے ہیں چاہے وہ نسل در نسل پیدائش ہو یا عدم سے ہو اور وہ کلمہ التقویٰ ہیں اور وہ

آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، ریت کے ذروں اور سمندروں کی زبان اور خزانوں کو جانتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آسمانوں میں ستارے اور فرشتے کتنے ہیں اور پہاڑوں کے وزن کو اور سمندروں میں پانی کی مقدار کو اور نہروں اور چشموں میں پانی کی مقدار کو اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر ان کے علم میں ہوتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے اور وہ ان کے علم میں ہے اور یقیناً اس کو جانتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: القطرۃ من بحار مناقب النبی والعترۃ از آیت اللہ سید احمد المستنبط، ج ۱، ص ۶۲

مالک عزاداری کے وقت خود مدد فرماتے ہیں

کچھ ہندو لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہت عزاداری کرتے ہیں۔ ماتمی دستے لے کر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ عزاداری کرنے والے مومنین کو عاشورہ محرم میں پیشے دیتے ہیں۔ اس غرض سے کہ وہ عزاداری کا انتظام کریں۔ سبیل وغیرہ لگائیں، اور دوسرے کام کریں۔

کہتے ہیں کہ ایک ہندو تھا۔ جس نے منت مانی تھی کہ اپنے گھر میں امام حسین علیہ السلام کے لئے عزاداری کریں۔ ہر سال عزاداری کے ایام میں اپنے گھر کا ایک طبقہ مختص کر دیتا تھا کہ یہ عزاداری کے لئے ہے اور کہتا تھا کہ مکان کے اس حصے کو تم جس طرح بھی استعمال کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ اس کو دھو لو یہاں کھانا پکاؤ اور عزاداری کا جو کام بھی کرنا چاہتے ہو کرو اس کے علاوہ وہ پیسے بھی دیتا کہ مجالس اور عزاداری کے تمام انتظامات خود کرنے ہیں۔ میرا اس کے ساتھ کوئی سروکار نہیں۔ عزاداری کے لئے جو رقم دیتا تھا تقریباً ایک لاکھ روپے ہوتی تھی۔ اتنی رقم دیکھ کر اس کے دوست اسے کہتے تھے کہ تم جو مسلمانوں کو عزاداری کے لئے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اتنی بڑی رقم دیتے ہو یہ بہت زیادہ ہے۔اتنی دینے کی کیا ضرورت ہے؟اس سے آدھی دے دیا کرو۔اس زمانے میں ایک لاکھ روپے بہت زیادہ تھے۔

اس شخص نے جب اپنے دوستوں کی باتوں کو سنا تو شک میں پڑ گیا کہ رقم کم کروں یا نہ؟اسی شک کے عالم میں اس کے کارخانے کا افتتاح ہونا تھا۔یہ اپنے کارخانے کو چلتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کا لباس کارخانے کے ایک پہیے کے اندر چلا گیا اور لباس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اس پہیے کے اندر جا رہا تھا۔وہاں سے اس کا بچنا مشکل تھا۔اچانک اس کے اطراف میں کھڑے لوگوں میں سے ایک نے اسے کھینچ کر دور پھینک دیا۔جب باہر گرا تو اس کو اٹھایا گیا اور پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا تھا؟اس نے کہا میں تو پہیے کے نیچے چلا گیا تھا۔اس وقت کوئی آیا جس نے مجھ کو پکڑ کر باہر نکال دیا۔میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جس نے مجھے نکالا ہے۔تو اس نے کہا میں وہی ہوں جس کی عزاداری میں تو ایک لاکھ روپیہ خرچ کرتا ہے۔بس جب سے میں نے پہیے سے باہر نکلے اور گرنے کے بعد ہوش سنبھالا میں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ایک لاکھ نہیں بلکہ دو لاکھ خرچ کے لئے دوں گا۔لوگ اسے کہتے تھے کہ رقم آدھی کر دے وہ کہتا تھا نہیں بلکہ دو لاکھ دوں گا۔

اس طرح کی کرامات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے البتہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ اگرچہ کوئی ہندو ہی کیوں نہ ہو۔اس طرح کہ کام کرنے سے اسے ایک فرصت دی جاتی ہے تا کہ وہ حق کو پہچان کر مسلمان ہو جائے اور اگر مسلمان نہ بھی ہوا تو اس کے عذاب میں کمی واقع ہو گی۔کیونکہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جہنم میں جتنے لوگ ہیں عذاب کے لحاظ سے برابر ہیں۔اس میں شک نہیں کہ جو اہل طاغوت ہیں اور جہنم کے طبقات ہیں۔کچھ جہنمی بعض جہنمیوں سے زیادہ برے ہیں اوپر طبقے والے جہنمی نیچے طبقے والوں سے نفرت کرتے ہیں کہ اس میں خدا ہمیں نہ ڈال دے کیونکہ اوپر والے طبقہ کا عذاب نیچے والے طبقے کے لئے رحمت شمار ہوتا ہے۔

Shehroze Ali - 03306284348

باب ہفتم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب هفتم

سیف العباس علیٰ اشرار الناس

زیارت حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام میں وارد ہے

السلام علیك ایها العبد الصالح

اب دیکھنا ہے کہ مقام عبدیت کیا ہے اس کے انوار اور اسرار کیا ہیں؟

مقام عبدیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد

و حروف العبد ثلاثه (ع ب د)

عبد کے تین حروف ہیں عین، با، دال

فالعین علمه الله

اس کا علم ذات خداوندی سے براہ راست ہے یا اللہ کا علم اس کو خو عطا فرماتا ہے۔ اس کو علم کو علم الٰہی کہتے ہیں

اللہ کے سوا اس کو کسی کی احتیاج نہیں اللہ کے سوا اس کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں

و الدال دلوه من الله تعالیٰ بلا کیف ولا حجاب

پروردگار عالم کے ساتھ اس کا تعلق بلا کیف اور بغیر حجاب کے ہے۔ (بلا فصل)

ملاحظہ فرمائیں:

مصباح الشریعت، ص۸، مطبوعہ بیروت

شرح معنوی مقامات

اب ہم اختصار کے ساتھ ان تین جلیل القدر معنوی مقامات کی شرح کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

اولاً مقام عین: علمه بالله یعنی عبد خداوندی کا علم اللہ کا علم ہے اور علم الٰہی لامحدود ہے۔ علم ربانی محیط کل علی الکل ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

اللہ کے علم پر کوئی احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

عبداللہ کے علم پر بھی کوئی احاطہ تو درکنار اس کے علم کا ادراک بھی نہیں کیا جاسکتا ان کا علم علمِ حضوری شہودی ایمانی ہے۔ بلکہ وہ فرماتا ہے انا علم الله میں ہی اللہ کا علم ہوں۔ علم پروردگار ارادی نہیں بلکہ شہودی اعیانی ہے۔ جو علم اللہ اس کا مقام ادراک سے ماوریٰ ہے۔

ثانیاً والباء: عبداللہ کو اللہ کے سوا کسی کی احتیاج نہیں وہ اللہ کے سوا کسی کو طلب نہیں کرتا۔ وہ توحید کے بحر انوار میں ہر وقت غوطہ زن ہے۔ تجلیات الٰہیہ سے متجلی اور صفات ربانی سے متصف ہے۔ وہ ذات خداوندی صفات ایزدی، کمالات ربانی و افعال الٰہیہ کا مکمل آئینہ ومظہر کامل ہے۔ اس کا اپنا وجود ہی نہیں ہے وہ ہیکل توحید اور اللہ کی صفات حمید ہے۔ اس کا اللہ کے علاوہ کسی سے کوئی رشتہ نہیں اس عبداللہ کی زیارت میں سے

السلام علیك یا ال الله وانصاره ظلال الله و انوارهِ

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج۱۰۲، ص۲۰۸۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ثالثاً: پروردگار عالم سے اس کا تعلق بلا کیف ہے۔ وہ کسی واسطے کا محتاج نہیں بلکہ حضرت وہاب سے بلا حجاب ہے۔ سابقہ سطور میں یہ حقیقت قلمبند کر چکے ہیں۔ جس طرح شعاع آفتاب سے آفتاب بلا فصل اور بلا حجاب ہیں۔ یہ بھی پروردگار عالم سے بغیر حجاب کے ہے۔ اس کو کسی واسطہ اور وسیلہ کی ضرورت نہیں بلکہ ماسوائے اللہ کو اللہ تعالیٰ کا فیض براہ راست لے کر تمام مخلوقات کو دے رہا ہے۔ یہ باب اللہ کا مقام ہے۔

مظہر جلال کبریائی کا خطبہ

الحمد للّٰه مبدع الانوار و ملج اليل فى النهار اما بعدايها الا خيارو يا انصار آل الله الابرار ....

لا تفر عو امن مبعدم الكفار، ولا تفشلوا من كثرة الاشرارلا نهم كلب النار و فراش الاثار فكيف يقاو مدا من بزاة الاخيار؟

لقد اختار كم اللّٰه فى الذر الاول لنصرة وليه و فرحة نبيه ....

انتم لب البريه و خلاصه الخليفة التم هر فونى؟

انا هيبة الجبار ....

انا طلبة الكرار ....

انا سيف صاحب ذو الفقار ....

واللّٰه لو كنت وحدى لا حاجى عن السيد الكريم و اذكر كم غداً زلازل يوم عظيم ....

غداً و الله احير جبرائيل ....

غداو الله ارهش عزرائيل ....

لا هل الشام احفر حفراً بعا ضر فرسى ولو اذن يى الامام لع جعل اصابيض سيفى و السماء ترس

فلما بلع الى هنا اخبر واحد من اصحاب الى عبد الله العينؑ ان واحدا من عسكر اهل شام يتجعس حول الخيام و الخندق، فوثب كالبث المغضب و ركب على مطن فرسه بغير مر جلے وو قف امام ابعيوش و نادى:

يا نسمه الفجد و يا رضعاء الغمور ......

كداب ابائكم فى اليلة الهجده تنفوة نائما ......فكيف بكم و على ليلة العاشور يقظانا!! فتنصر عواليربكم ان بطبل عليكم الليل سرمدا الى يوم القيامة، فان لكم فيه الامان و اذا طلع السحرو الصبح اسفر فتنادون بالويل والهوان، وليس لكم الامان۔ يا جند ابليس و يا جنرب الشيطان ......

انا العباسؑ ابن علیؑ بن ابى طالبؑ .....

ترجمہ خطبہ شب عاشور

حمد ہے اس اللہ کی جو انوار کا ظاہر کرنے والا ہے اور جورات کو دن میں داخل کرتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

امابعد

اے چُنے ہوئے لوگو!

اے اللہ ابرار کے انصارو!

کفار کے ہجوم سے مت گھبراؤ

اوران کی کثرت سے مت ڈرو

کیونکہ یہ جہنم کے کتے ہیں

اور یہ زنازادے ہیں

یہ لوگ کس طرح چنے ہوئے لشکر کا مقابلہ کر پائیں گے؟

اللہ نے عالم ذر اول سے ہی تم لوگوں کو اپنے ولی کی نصرت کے لئے چُن لیا تھا اور آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرحت وخوشی کا باعث قرار دیا۔

آپ ہی مخلوق کی حقیقت اور خلقت کا خلاصہ ہو۔

کیا تم مجھے نہیں جانتے؟

میں پروردگار جبار کی ہیبت ہوں

میں کرار (حیدر کرارؑ) کی طلب ہوں

میں صاحب ذوالفقار کی تلوار ہوں

اللہ کی قسم اگر میں اکیلا بھی ہوتا تو سید کریم (کربلا) کا دفاع کرتا اور کل میں یوم عظیم (قیامت) والے زلزلے کی تمہیں یاد دلا دوں گا۔

اللہ کی قسم عزرائیل بھی جنگ دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائے گا۔کل ایسا حملہ کروں گا کہ جبرائیلؑ حیرت میں پڑ جائیں گے۔اگر امام وقت نے مجھے لڑنے کی اجازت دی اپنے

ہاتھوں کو تلوار بنادوں گا اور آسمان کو ڈھال بنادوں گا۔

خطبہ یہاں تک پہنچا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو کسی صحابی نے آکر خبر دی کہ اشقیاء میں سے ایک ملعون خندق اور خیام کے گرد جاسوسی کر رہا ہے۔

پس حضرت عباس بن علی علیہ الصلوات والسلام غضب ناک شیر کی طرح دوڑے اور گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہو گئے اور لشکر اشقیاء کے سامنے آکر کے اور بلند آواز سے کہا۔

کفار وفجار!

اے شراب خورو!

تم اپنے اجداد کی طرح تجسس کر رہے ہو جس طرح وہ شب ہجرت میں بیت النور کے گھر کی تلاشی لینے کا سوچ رہے تھے اور وہ اس جاسوسی میں کامیاب نہیں ہوئے تھے اور گھر کی دیواریں نہیں پھلانگ سکے کیونکہ علی مولاؑ سوئے ہوئے تھے اور شب عاشور تم خیام کی جاسوسی میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہو جبکہ عباسؑ بن علیؑ جاگ رہا ہے۔

پروردگار سے التجا کرو کہ یہ رات تمہارے لئے طویل ہو جائے اور کبھی نہ ختم ہونے والی رات میں تبدیل اور تا قیامت یہ رات ختم نہ ہو کیونکہ تم اس رات میں امان میں ہو جب صبح ہوگی تو تم چیخو گے چلاؤ گے اور آہ وفریاد کرو گے اور کل تمہارے لئے امان نہیں ہوگا۔اے لشکر ابلیس، اے حزب شیطان جان لو کہ میں عباسؑ ہوں۔

نجوم من کلام شہید المظلوم

حضرت ابوالفضل العباس صلوات اللہ علیہ والسلام اسلام کے کلام معرفت انضمام جو در اصل لہجہ ازلی کی آبشار ہے فصاحت و بلاغت کا ایسا شاہکار جس کی مثال ناپید ہے۔اپنی مائیگی کا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اعتراف ہے۔من انم کہ راخم کے مصداق اپنی بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے چند سطری شرح کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔خریداران یوسف میں نام درج کرانے کا شرف حاصل کرتے ہیں

☆ایها الخیار و یا انصار آل اللہ الابرار

اے چنے ہوئے منتخب شدہ لوگو اے اللہ آل اللہ کے مددگارو

یہاں انصاران سید الشہد اء روحی اللہ لہ الفد کی منزل اصطفائیت بیان فرمارہے ہیں کہ یہ عام سپاہی نہیں، عام فرد نہیں بلکہ اللہ کے چنے ہوئے برگزیدہ افراد ہیں، شہداء کربلا دراصل الٰہی انسان اور ملکوتی افراد ہیں۔یہ انسان کامل سے بھی بلندتر انسان اکمل واشرف ہیں یہ مرتبہ اتنا بلند رفیع ہے کہ اس کا ادراک عام بشر سے ممکن ہیں نہیں۔ان کی مدح وثناء ہم کیسے بیان کر سکتے ہیں جن کے متعلق معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں بی ابی انتم وامی اے انصاران حسینؑ میرے والدین آپ پر قربان۔اللہ اکبر، ”قلم انجار سید سر بشکست“

السَّلامُ عَلَيكم أَيُّها الرَّبّانيُّون، أَنْتَم لَنا فَرَطٌ وَسَلَفٌ، وَنَحنُ اتْباعٌ وَأَنْصارٌ، أَشْهَدُ أَنَّكُمْ أَنْصارُ اللهِ كَما قالَ اللهُ تَبارَكَ وَتَعالى فى كِتابِهِ: »وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثيرٌ فَما وَهَنُوا لِما أَصابَهُمْ فى سَبيلِ اللهِ وَما ضَعُفُوا وَما اسْتَكانُوا فَما وَهَنْتُمْ وَما ضَعُفْتُمْ وَما اسْتَكَنْتُمْ حَتّى لَقيتُمُ اللهَ عَلى سَبيلِ الحَقِّ، وَنُصْرَةِ كَلِمَةِ اللهِ التّامَّةِ، صَلَّى اللهُ عَلى أَرْواحِكُم وَأَبْدانِكُمْ وَسَلَّم تَسْليماً، أَبْشِرُوا بِمَواعِدِ اللهِ الَّذى لا خُلْفَ لَهُ إِنَّهُ لا يُخْلِفُ الْمِيعادَ، اللهُ مُدْرِكٌ لَكُمْ ثَأْرَ ما وَعَدَكُمْ، أَنْتُم سادَةُ الشُّهداءِ فى الدُّنْيا وَالآخِرَةِ، أَنْتُمُ السّابِقُونَ وَالمُهاجِرُونَ وَالأَنصارُ، أَشْهَدُ أَنَّكُمْ قَدْ جاهَدْتُم فى سَبيلِ اللهِ، وَقاتَلْتُمْ عَلى مِنْهاجِ رَسُولِ اللهِ وَابْنِ رَسُولِ اللهِ، الحَمْدُ للهِ الَّذى صَدَقَكُمْ وَعْدَهُ، وَأَراكُم ما تُحِبُّونَ۔

ملاحظہ فرمائیں: کامل زیارت، ۴۸۰/۴۸۱

”اے رب والو آپ پر سلام ہو آپ ہم سے سبقت لے جانے والے ہیں ہم آپ کے اتباع اور انصار ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ کے انصار ہیں جس طرح اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ”اور کتنے ہی انبیاء ایسے ہوئے جنہوں نے جہاد کیا اور ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے (اولیاء) بھی شریک ہوئے، تو نہ انہوں نے ان مصیبتوں کے باعث جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچیں ہمت ہاری اور نہ وہ کمزور پڑے اور وہ نہ جھکے۔“ (سورۂ آلعمران، آیت ۱۴۶)۔پس نہ آپ کمزور ہوئے اور نہ ضعیف ہوئے اور نہ آپ نے سکونت اختیار کی حتیٰ کہ آپ نے حق کے راستے میں اور کلمۃ اللہ کی نصرت میں اللہ سے ملاقات کی۔اللہ آپ کی روحوں، بدنوں پر صلوۃ وسلام بھیجے۔آپ کو اللہ کے وعدوں کی بشارت ہو جس کے خلاف وہ نہیں کرتا۔اللہ آپ کا وہ بدلہ لے گا جس کا اس نے آپ سے وعدہ کیا۔آپؑ دنیا وآخرت میں شہداء کے سردار ہیں۔آپؑ ہی سبقت لے جانے والے اور مہاجر وانصار ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور رسولؐ اللہ اور فرزندِ رسولؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔الحمد ہے اللہ کے لئے جس نے اپنا وعدہ آپ کے لئے سچ کر دکھایا اور آپ کو وہ کچھ دیا جسے آپ محبوب رکھتے تھے۔“

”میں آپؑ کے پاس آیا ہوں اے اللہ کے رسولؐ کے محبوب اور ان کے رسولؐ کے فرزند۔میں آپؑ کی معرفت رکھتا ہوں اور آپؑ کے حق کا اقرار کرتا ہوں اور آپؑ کے فضل

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سے مستبصر ہوں اور جو آپؑ کی مخالفت کرے اس کی ضلالت پر یقین ہے۔ میں عارف ہوں آپؑ کی ہدایت سے جس پر آپؑ ہیں۔ میرے ماں باپ اور میں آپؑ پر قربان اے اللہ! میں ان پر ایسے ہی درود بھیجتا ہوں جیسے تو نے اور تیرے رسولوں نے اور امیر المومنین علیہ السلام نے درود بھیجا۔ ایسا درود جو لگا تار، مسلسل اور متواتر ہو۔ ایک کے بعد ایک۔ اس میں کوئی انقطاع، کوئی حد، کوئی انتہاء اور اختتام نہ ہو۔ ہماری موجودگی اور غیر موجودگی میں اور ان پر اللہ کا سلام، رحمت اور برکتیں ہوں۔"

شہداء کربلا کی زیارت میں وارد ہے السلام علیک یا انصار اشھد انکم انصار اللہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے مددگار ہیں۔"

قارئین گرامی!

اب زیارات آئمہ پر غور فرمائیں۔ زیارت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں السلام علیک یا آل اللہ وانصارہ (بحار ج ۱۰۲، ص ۱۶)

زیارت جامعہ: الزیارت العاشرہ السلام علیک یا آلِ محمد یا آل اللہ و انصارہ و ظلال اللہ و انوارہ ملاحظہ فرمائیں: بحار ج ۱۰۲، ص ۲۰۲

السلام علیک یا آل محمد یا آل اللہ و انصارہ و ظلال اللہ و انوارہ، السلام علیک یا آل اللہ

ملاحظہ فرمائیں:

بحار ج ۱۰۲، ص ۶۴

زیارت آئمہ ھدای صلوات اللہ علیہم السلام میں وارد ہے یا انصار اللہ محمد آل محمد علیہ السلام پروردگار کے انصار میں اور شہداء کربلا انصاران امام حسین علیہ

السلام انصار اللہ کے انصار ہیں۔

آل اللہ کا معنیٰ

آل اللہ کا معنی بہت دقیق و عمیق ہے یہاں سب سے آسان الفاظ میں ہم کہتے ہیں آل الشّمس یعنی سورج کی کرنیں۔ سورج کی پہچان شعاع آفتاب سے ہوتی ہے۔ سورج کا فیض اس شعاع سے جاری ہوتا ہے۔ پس آل اللہ سے ہی اللہ کی معرفت ہوتی ہے اور پروردگار عالم کا فیض لامتناہی آل اللہ سے ہی جاری ہوتا ہے۔ خلق، رزق، موت، حیات، شفاء، اجل غرض تمام نظام کائنات کو آل اللہ یعنی شعاع آفتاب الٰہیہ ہی چلا رہے ہیں۔ یہ مدبر کل اور مختار کل عالم ہیں اور ان کا ذریعہ ہی مقام احدیت کی معرفت ہے اس لئے فرمایا السلام علیک باذن اللہ

وانصارہ جو اللہ کے مددگار ہیں یعنی اس کے فیض کا نفاذ و اجراء فرماتے ہیں۔ ظلال اللہ وانوارہ یہ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہیں سایہ کبھی صاحب سایہ سے جدا نہیں سایہ کا صاحب سایہ سے انفکاک نہیں ہے ان ذوات مقالیہ کا بھی ذات احدیت سے ہرگز انفکاک نہیں یہ ممسوس اللہ ہیں۔

پھر حضرت علمدارؑ انصار الٰہیہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: نرغہ اعداء سے نہ گھبرانا یہ جہنم کے کتے ہیں، پھر فرماتے ہیں یہ تو زنا دار ہیں: دشمنان آل محمد کا ولد الزنا ہونا احادیث کثیرہ میں ہے۔

لقد اختار کم اللہ فی الذر اولیٰ نصرۃ و لیہ وُ سرحا لیتہ عالم زر میں آپ لوگوں کو خدا نے خود چنا ہے اپنے ولی کی نصرت کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سلطان کربلا کے اصحاب عالم ذر میں ہی خدا نے چن لیے تھے ولی الاولیاء کی نصرت کے لئے۔

انتم لب البرۃ، و خلاصہ الخلیقہ انتم ھو فی اے اصحاب امام آپ کی نیکی، پاکیزگی کا خلاصہ میں حقیقت خلقت کاملہ آپ ہی معنی ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین ولقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم آپ احسن المخلوقات ہو اشراف الناس ہو۔

پھر اپنا تعارف فرمایا کہ انا ھیبۃ الجبار میں خدا کے جبار کی ہیبت ہے۔ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ والسلام نے ارشاد فرمایا: انا حقیقت الجبار میں پروردگار جبار کی حقیقت ہوں

مولا عباس علیہ الصلوات والسلام ارشاد فرماتے ہیں مَیں جبار و قہار کی ہیبت ہوں۔ پس ہیبت الٰہیہ کا دوسرا نام عباس علمدار ہے۔

انا طلبۃ الکرار مجھے حیدر کرار نے طلب کیا۔ اللہ کی مراد کا نام امیر المومنین حضرت علی علیہ الصلوات والسلام ہے اور امیر کائنات کی طلب کا نام عباسؑ ہے۔

ابوالفضل العباسؑ مراد مظہر العجائبؑ

حضرت نے اپنے بھائی حضرت عقیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ام البنین فاطمہ بنت حزام کلابیہ سلام اللہ علیہا سے جو عقد فرمایا عام ازدواجی زندگی مصالح کے تحت نہیں بلکہ اس عقد کا ایک خاص مقصد تھا اور ایک اہم امر اس میں مستور تھا اس سلسلہ میں آپ نے اپنے بھائی جناب عقیل علیہ

سیف العباس علیہ السلام

السلام سے مشورہ کیا اس کی وجہ کیا ہے؟

حکمت امیر المومنینؑ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اور بیویاں بھی ہیں مگر کسی شادی پر حضرت عقیل علیہ السلام سے مشاورت نہیں فرمائی صرف اس موقع مشاورت کرنے میں ایک حکمت اور راز مخفی کا اظہار مطلوب تھا۔ حضرت عقیل نساب عرب کے عالم ضرور تھے مگر علم امیر المومنین علیہ السلام کے مقابلہ میں تو کچھ نہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام امام مبین ہیں کوئی شے امام مبین سے مخفی نہیں حضرت امیر المومنینؑ معدن علوم ربانیہ مصدر علوم الٰہیہ ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام مقامات امامت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

علام الانبیاء فی علمهم و سر الاوصیاء فی سرهم و عز الاولیاء فی عزهم کالقطرة فی البحر و لذرة فی القفر و السموت و الارض عند الامام کیده من راحة یعرف ظاهر من با ظنها یعلم بر ها من فرجر حاور طبها من با یسمها

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج ۲۵ ص ۱۷۳، مطبوعہ بیروت

انبیا ما سبق کا علم (محمد وآل محمد علیہم السلام) کے علم اور اوصیاء کا راز ان ذوات قدسیہ کے راز اور عزت و مقام اولیاء ان ذوات قدسیہ کے عزت و مقام کے سامنے اس طرح ہے جیسے سمندر میں ایک قطرہ اور ریت کے صحرا میں ایک ذرہ ارض و سموات امام کے سامنے مثل ہتھیلی کے ہے اور امام اس کائنات کے ظاہر و باطن، نیک و بد، خشک و تر سب کو جاننے والا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

فنحن امناء الله فی ارضه عندنا علم البلا یاوا المنا یا وانساب العرب و مولد الاسلام الخ

ملاحظہ فرمائیں:

بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۴۲، مطبوعہ بیروت

اور ہم اللہ کی زمین پر اس کے امین ہیں ہمارے پاس اموات کا علم ہے، مصیبتوں کا علم ہے اور ہم انساب عرب اور مولد اسلام کے عالم ہیں۔

حضرت امام مبین علیہ السلام کا فرمان ذیشان

علمت المنایا والبلایا والا انساب و فصل الخطاب

ملاحظہ فرمائیں:

بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۴۲، مطبوعہ بیروت

میں اموات کا علام ہوں کس نے کس طرح اور کہاں مرنا ہے کہ اس کا مجھے علم اور کس پر کیا مصائب آنے ہیں اس کا بھی علم ہے اور میرے پاس انساب اور الٰہی فیصلوں کا علم ہے۔

جو امام مبینؑ خود علم انساب کا عالم ہو ان کا عقیلؑ سے مشاورت کرنا اور یہ فرمانا کہ میرے لئے رشتے تلاش کرو جو اعلیٰ خصائص کی حامل ہو جس سے سخی بہادر شجاع بیٹا پیدا ہو یہ کسی حکمت کے تحت فرمایا:

حکمت کیا تھی؟

راز حکمت بھی حضرت نے خود واضح فرمایا کہ اس خاتون سے میرے فرزند امام

حسین علیہ السلام کا ناصر و محامی بیٹا ہو۔

دراصل حضرت امیر المومنین علیہ السلام قیام امام حسین علیہ السلام سے عقیل کو آگاہ فرما رہے تھے اور ان کو آمادہ فدا کاری کر رہے تھے یہ انقلاب کربلا کی تیاری تھی اور حضرت عقیل علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام کے ارشاد کو سمجھ گئے۔ لہٰذا انہوں نے بھی انقلاب کربلا کے لئے حضرت مسلم بن عقیل جیسا فرزند تیار کیا جو سفیر امام حسین علیہ السلام بنے۔ سفیر کا منصب عام نہیں مثل امام تھے۔ نائب امام مظلوم بنے اور صرف ایک بیٹا امام حسین علیہ السلام پر قربان نہیں کیا بلکہ ساتھ اور فرزند حضرت جعفر بن عقیلؑ، عبدالرحمٰن بن عقیلؑ، عبداللہ بن عقیلؑ، موسیٰ بن عقیلؑ، علی بن عقیل علیہم السلام جیسے جری و بہادر فرزند امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے لئے تیار کئے جنہوں نے میدان کربلا میں بہادری، وفاداری اور جانثاری کا بے مثال مظاہرہ فرمایا اور جام شہادت نوش فرمایا السلام علی الشهدا من ولد جعفرؑ و عقیلؑ

حضرت عقیل علیہ السلام کا جواب

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سوال کے جواب میں حضرت عقیل علیہ السلام نے عرب کے شجاع سخی خاندان کا ذکر کرتے ہوئے فاطمہ بنت حزام کلابیہ کا تذکرہ فرمایا:

شجرہ

مادر گرامی فاطمہ بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن الوحید بن کعب

جن کا آبائی سلسلہ حزام سے شروع ہو کر ازن تک پہنچتا ہے اور مادری سلسلہ میں حسب ذیل نام آتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عمدۃ الطالب میں آپ کا اسم گرامی فاطمہ درج کیا گیا ہے تاریخ الخمیس نے "والیسی"، لکھا ہے۔ص ۳۱۷ لیکن آپ نے ام البنینؑ کے لقب سے اس قدر شہرت حاصل کر لی ہے کہ اکثر موٴرخین کو آپ کا اسم گرامی معلوم نہیں ہوسکا یا ان لوگوں نے اس کا ذکر ضروری نہیں سمجھا۔ چنانچہ حسب ذیل کتب میں آپ کا تذکرہ ام البنینؑ ہی کے نام سے کیا گیا ہے۔

کامل ۳، ص ۲۰۰، مروج الذہب ۲، ص ۲۳، الامامۃ والسیاستہ ۲، ص ۷، مقتل خوارزمی ۲، ص ۲۹، سبائک الذہب، ص ۷۰، طبری ۶، ص ۲۹، الاخبار الطّوال، ص ۲۶۹، کامل السقیفہ میں آپ کا اسم گرامی لیلیٰ درج کیا گیا ہے جو عمدۃ الطالب کے نقل کی بناء پر آپ کی والدہ کا سم گرامی تھا۔
آپ کے پدر بزرگوار کے نام کا تلفظ کرتے ہوئے موٴرخین میں ایک طرح کا اختلاف پایا گیا ہے۔ کامل ابن اثیر الاامامتہ والسیاستہ اور مروج الذہب نے حرام "ر" سے نقل کیا ہے لیکن علامہ مقرم نے حزام کے حوالہ میں نقل کیا ہے۔ میں نے طبع بیروت میں بھی یونہی دیکھا ہے۔ باقی موٴرخین نے حزام "ز" سے نقل کیا ہے۔ عمدۃ الطالب قلمی نسخہ میں "خزام" "خ" سے درج کیا ہے۔ مقاتل الطالبین ابوالانصر اصفحانی۔ ناسخ التوریخ ۳، ص ۲۰۳۔

بن عامر کلاب بن معصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن

حضرت علمدار کا خطاب

شیر خدا کے فرزند نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے پوری دلجمعی اور دلیری سے جواب دیا:

"اے شخص! تیری لاف گزاف سے میں ڈرنے والا نہیں ہوں۔ تیری ساری گفتگو سراب کی مانند ہے جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے وہاں جانے پر پتہ چلتا ہے کہ ریت چمک

رہی تھی۔ تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرے سامنے ہتھیار ڈال دوں گا۔ تیری اس خواہش کا پورا ہونا ناممکن اور محال ہے۔

اے خدا اور رسولِ خداؐ کے دشمن! اچھی طرح سے سن لے میں جری اور بہادروں سے مقابلہ کرنے کا عادی ہوں۔ میں جنگ کی تکالیف پر صبر کرنے والا ہوں اور جس میں یہ صفات کامل ہوں وہ کسی بھی مد مقابل سے نہیں ڈرا کرتا۔ میں رسولِ خداؐ سے اتصال رکھتا ہوں۔ میں شجرۂ نبوت کا ثمر ہوں اور جو شجرۂ نبوت کا پھل ہو وہ کبھی بھی عار اور ملامت کو برداشت نہیں کرسکتا۔

میں علی بن ابی طالبؑ کا فرزند ہوں، میں مقابلہ کرنے والوں کے مقابلہ سے عاجز ہونے والا نہیں ہوں اور میں شمشیر وسناں کی ضربوں سے ملول و خاطر ہونے والا نہیں ہوں۔ میں نے چشمِ زدن کے لئے بھی کسی کو اللہ کا شریک نہیں بنایا اور میں نے آج تک فرمانِ رسولؐ کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ میں اسی درخت کا ایک پتا ہوں اور پتے ہمیشہ ٹہنیوں پر ہی لگا کرتے ہیں۔ میں نے زندگی سے کبھی پیار نہیں کیا اور موت سے کبھی پریشان نہیں ہوا۔ تجھ سے جو بھی ممکن ہو کر لے۔"

الغرض آپؑ کی اس سے لڑائی ہوئی اور فریقین نے ایک دوسری پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ آخر کار آپؑ نے اس پر ایسا کاری وار کیا کہ وہ واصلِ جہنم ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں: خصائص عباس علمدار، ص ۳۶۵ تا ۳۷۱

حضرت ابوالفضل العباس صلوات اللہ علیہ کی ولایت تکوینی

حضرت اباب الحوائج کعبۃ المراد مولا ابوالفضل العباس صلوات اللہ علیہ والسلام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ولی مطلق ہیں آپ کی ولایت تکوینی ادلہ قطعی سے ثابت ہے۔

تقریب استدلال: عن امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام قال خلقت الارض لسبعة بهم یرزقون و بهم ینصرون وبهم یمطرون وبهم ینظرون وهم عبد الله بن مسعود، ابو ذر، عمار بن یاسر اور سلمان الفارسی، مقدادبن الاسود و حذیقة و انا امامهم السابع قال الله تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (سورہ الضحیٰ۔آیت ۱۱)

ها ولاالذین صلو علی فاطمة الزهراء سلام الله علیها

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر فرات، ج۲، ص ۵۷۰، مطبوعہ بیروت

حضرت سلمان محمدیؑ کی ولایت تکوینی

حضرت امیر المومنین علی علیہ الصلوات والسلام نے ارشاد فرمایا: زمین سات افراد کے لئے خلق ہوئی ہے ان کے ذریعے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ ان کے ذریعہ تمہارے لئے بارش برسائی جاتی ہے۔ یہ ہستیاں ہیں جناب عبداللہ بن مسعودؓ، جناب ابوذر غفاریؓ، جناب عمار بن یاسرؓ، سرکار سلمان محمدی سلام اللہ علیہ، جناب مقداد بن اسود کندیؓ اور میں ان کا امام ہوں وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ یہ نعمت کی تحدیث کی ہے اس لئے کہ انہوں نے حضرت مخدومہ کونین سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی نماز پڑھی ہے۔

یہ ہے شان صحابہ اور مقام صحابہ

یہ اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ برگزیدہ ہستیاں وصاحبان ولایت تکوینی

سیف العباس علیہ السلام

ہیں۔

☆جب تمہیں روزی چاہیے تو یہ دیتے ہیں۔

☆جب مشکل میں مدد چاہیے یہ مدد کرنے والے مشکل کشا ہیں۔

☆جب قحط سالی ہو تو یہ بارش برساتے ہیں۔ ان میں سلمان محمدی سلام اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی نمایاں ہے۔

یہ نظام تکوین عالم چلا رہے ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ سلمان کس مقام پر ہیں اور سپہ سالار حسینی علمدار امام کا مقام کیا ہے۔

سلمان، خدمت گزار فرزند علیؑ

ایک مجلس میں اہل علم افراد میں سے کسی نے کہا: سلمان علمی لحاظ سے حضرت عباسؑ پر برتری رکھتے ہیں کیونکہ حضرت علیؑ نے ان کی شان میں فرمایا ہے:

سلمان بحر لا ینزح ''سلمان (علم کے) بے پایاں (بے کنار) دریا ہیں۔''

اُس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عباسؑ صدرِ محفل میں جلوہ افروز ہیں اور سلمان اپنے ہاتھ کو سینے پر رکھ کر خدمت گزاری کے لئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: اے شخص! کیوں غلطی کرتے ہو میرے لئے افتخار یہ ہے کہ میں علیؑ کے فرزند عباسؑ کا خدمت گزار ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں:

علمدار کربلا ۲۵۲ تا ۲۵۳

حضرت سلمان محمدی سلام اللہ علیہ جو تقسیم رزق فرماتے ہیں، بارش برساتے ہیں،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مصیبت زدہ کی مشکل کشائی اور حاجت کروائی فرماتے ہیں۔ وہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کی خدمت گاری کو فخر سمجھتے ہیں۔ جب غلام ایسا ہے تو آقا کا مقام کتنا بلند ہے۔

یقیناً باب الحوائج صلوات اللہ علیہ نظام عالم چلاتے ہیں اور ولایت تکوینیہ کا تاج مرصع فرق مقدس حضرت ابوالفضل العباس صلوات اللہ علیہ پر سج کر ضَو بار ہے۔

عباسؑ علیؑ یوسفِ کنعانِ علیؑ ہے
شمشادِ قبا پوشِ گلستانِ علیؑ ہے
شبیرؑ کا دل ، رُوحِ حسنؑ جانِ علیؑ ہے
شوکت سے دلاور کی عیاں شانِ علیؑ ہے
ہاتھ اس کے نہ کیونکر رہے میدان وفا کا
فرزندِ زبردست ہے وہ دستِ خدا کا

ہم طلعتِ یوسفؑ تھا وہ اولادِ علیؑ میں
تھی قوتِ خیبر شکنی شیرِؑ جری میں
ہمت نہ یہ جرأت نہ یہ شوکت تھی کسی میں
تھا ایک جواں لشکرِ اللہ و نبیؐ میں
مشہور ہے اس صاحبِؑ شمشیر کی طاقت
آنکھ اس سے ملائے یہ نہیں شیر کی طاقت

Shehroze Ali - 03306284348

باب ہشتم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب ہشتم

انوار المعاجز

اول

تصرف تکوینی حضرت ابالفضل العباس علیہ السلام

نیپال کی ترائی میں نبیؐ کے لال کا ماتم، لوگ یہاں حسینؑ کے بھائی عباسؑ کے علم کے ساتھ قرولی کا ماتم کرتے ہیں۔ یہی وہ غم ہے جس میں ہر قوم شریک ہے۔

عباسؑ کی شجاعت رہ جاتی تھی تڑپ کر
بچے بلک بلک کر جب مانگتے تھے پانی

شری چندر مان پرشاد کا تعلق ہندو مذہب سے تھا جو ہندوستان، قصبہ ہلور، تحصیل ڈومریا گنج اسٹیشن ضلع بستی (یو، پی) کے رہنے والے تھے۔ اس قصبہ میں اکثریت شیعہ سادات کی آبادی تھی اور آج کل بھی ہے۔ شری جی صاحبِ علم اور انصاف پسند طبیعت کے مالک تھے۔ عالقہ کی سادات برادری سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ جس کی وجہ سے اکثر مجالس ومحافل میں ان کی شرکت رہتی تھی جہاں سے علوم آلِ محمدؐ سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ طلب سچی ہوتو ہدایت بھی ملتی رہتی ہے۔ صاحبانِ علم کی صحبت اور دینی کتب کے مطالعہ نے ان کے دل میں اسلام وحقانیت اور برتری کو تسلیم کرنے کی شمع جل چکی تھی۔ اس ایک واقعہ نے جس کا آگے چل کر بڑی تفصیل سے ذکر آئے گا ان کی بالکل ہی کایا پلٹ دی۔

شری چندمان پرشاد ۱۹۵۰ء میں حکومتِ نیپال کی جانب سے فارسٹ سروے

افسر کے عہدے پر فائز تھے اور حکومت کی جانب سے علاقہ کے جنگلات کا سروے کر رہے تھے کہ دروان سروے جو واقعہ پیش آیا اس کو ان کی زبانی سنیئے۔

ہم کو ہمیشہ سے اہنسا کی راہ دکھانے والے رہبر اعظم ''حسین علیہ السلام'' کے کارناموں کو سننے اور پڑھنے سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ ڈومریا گجن اسٹیشن کے دوران قیام میں حضرت ہلور سے اس معاملے میں کافی امداد ملتی رہی اور ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا رہا۔ انہوں نے واقعات کربلا کے متعلق بہت سی ایسی نادر اور نایاب کتابیں مجھے عطا کی ہیں کہ میں کبھی بھی ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتا اور انہیں کتابیں اور ہلور شہر کی سالانہ مجالس جو کہ ''انجمن گلدستہ ماتم اور فروغ ماتم'' سے منعقد ہوتی تھیں جن کو باہر سے آئے ہوئے مشہور زمانہ جیّد علماء کرام رونق بخشتے تھے۔ انہی مجالس کی بدولت میں چند شیعہ حضرات سے بھی زیادہ تاریخ کربلا کے متعلق جانتا ہوں اب ایک واقعہ میں سناتا ہوں جو کہ پچھلے سال میری نظروں سے گزرا۔ اور اسی وقت میں اور اہنسا کے اس پجاری حسین علیہ السلام کا پیروکار ہوگیا۔

واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۴۹ء میں ماہ محرم میں نیپال کے شمالی جنگلوں میں وہاں کی پیائش کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ جنگل ابھی تک ناپا نہیں گیا تھا۔ میں اپنے عملے کے دیگر ساتھیوں کے ٹٹو (گھوڑے) پر ان پُر خطر جنگلوں کو پار کرتا ہوا بالکل دوسرے کنارے پر پہنچا۔ میرا راستہ سات دن میں ختم ہوا تھا دوری کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ہم لوگ ایک دن میں کم سے کم تین میل ضرور چل لیتے۔ بہرحال ایک وادی میں کیمپ لگا دیا گیا اور ہم لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے اور ہم کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ اس مہینے میں انسانیت کے علمدار اور اہنسا کے موجد حسین علیہ السلام کی یاد منائی جاتی ہے۔ ہم لوگوں کا روزانہ کا کام یہ ہوتا تھا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہ آٹھ بجے صبح تک کھانا وغیرہ کھا کر نکل پڑتے تھے اور تین بجے تک درختوں میں نشان وغیرہ لگا کر واپس آجاتے تھے۔ پانچ دن اسی طرح گزرے اور ہم لوگوں نے کم از کم پچاس میل رقبے کا جنگل سروے کر ڈالا۔ لیکن آج اس جنگل میں کسی آدمی سے ملاقات نہ ہوئی سوائے خونخوار جانوروں، خطرناک سانپوں کے۔ ساتویں دن صبح میں منہ ہاتھ دھو کر پیمائش کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ عجیب وغریب آوازیں اور شور سنائی دیا۔ کیونکہ پہاڑی علاقہ میں آواز بہت دور تک گونجتی ہے۔ ہم کو شبہ ہوا کہ شاید عاشور کا دن اور یہ آواز ماتم کی تو نہیں آرہی ہے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ سنسان جنگل میں جہاں کے آدمیوں کی صورت دیکھنے کو نہیں ملتی، ماتم کون کرے گا۔

بہر حال جلدی جلدی تھوڑا بہت کام کیا اور اسی آواز کی طرف چل پڑے۔ خیال یہ تھا کہ ادھر پیمائش بھی ختم کرلوں گا اور اس شور کا پتہ بھی لگ جائے گا۔ ہم لوگ برابر چلتے رہے اور شور برابر سنائی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم ایسی پہاڑی کے قریب پہنچے جو کہ کافی اونچی نہ تھی۔ اس کو پار کرنے کے بعد ایک میدان نظر آیا۔ جہاں قریب پانچ سو آدمی جنگلی (تھازو قبیلے والے) مصروف گریہ و ماتم تھے اور ان کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے علم بھی تھے جو کہ لکھنؤ وغیرہ کے علموں سے مختلف تھے اور ان جنگلی آدمیوں میں سے کچھ کے ہاتھوں میں لوہے کی مضبوط قرولی (چھری) تھیں جو کسی خاص موقع کے انتظار میں تھے۔ تقریباً دو بجے کا وقت تھا ہم لوگ دور ہی سے ان لوگوں کی حرکت کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ماتم اور زوروں سے ہونے اور حسینؑ حسینؑ، عباسؑ عباسؑ کی صدائیں تیزی سے بلند ہونے لگیں۔ لفظِ حسینؑ اور عباسؑ کے ساتھ کچھ الفاظ اور بھی کہہ رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ لوگ آگے بڑھے اور ایک بارگی سب کے سب زور زور سے ماتم کرنے کے بعد اسی قرولی (چھری) سے سر پر

مارنے لگے۔ اس طرح ان لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو کر بیہوشی کی حالت میں زمین پر گرنے لگے اور قریب قریب سو آدمی اسی طرح خون میں ڈوب کر بیہوش ہو کر گر پڑے بقیہ ماتم کرتے ہوئے اپنی آبادی کی طرف چلے گئے اور یہ لوگ اسی طرح پڑے رہے اور ان کے اجسام سے خون بہتا رہا۔ اب ہم لوگ پریشان تھے کہ کیا کیا جائے ان کی آبادی تک جائیں یا واپس اپنے کیمپ میں چلے جائیں۔ ہمارے ساتھی واپس کیمپ آنے پر تیار تھے لیکن میں ان زخمی آدمیوں کے انجام کو دیکھنا چاہتا تھا۔

بڑی دیر بحث کے بعد طے پایا کہ تھوڑی دیر رک کر واپس خیمہ پر چلا جائے گا۔ ابھی مشکل سے دس منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ گھبرا کر دیکھا تو چند سوار دکھائی دیئے جن کے چہرے اتنے نورانی اور درخشاں تھے کہ نظر ڈالنا محال تھا۔ وہ سوار قریب ان لوگوں کے آئے اور ان میں سے تین سوار زمین پر آئے اور ہر شخص کے قریب سے کچھ کہتے ہوئے گزرے اور بقیہ سواروں کے پاس پہنچے۔ ابھی اچھی طرح رکے بھی نہ تھے کہ سب کے سب یکبارگی اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سواروں کے سامنے تعظیم سے جھک گئے۔ میں حیران و ششدر رہ گیا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں اور جیسے ہی میں نے چاہا کہ قدم اٹھا کر آگے بڑھوں کہ وہ گھوڑے سوار روانہ ہو کر نظروں سے غائب ہوگئے اور وہ لوگ جو بیہوش ہوگئے تھے وہ بھی نظروں سے غائب ہونے لگے۔ اب تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ ان سے دریافت کیا کہ یہ سب کچھ کیا دیکھ رہا ہوں۔ اشاروں سے بات چیت ہوئی۔ ان لوگوں نے بظاہر کہا کہ آج کے دن ایک بہت بڑے مہاتما کا سوگ منایا جا رہا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آج سارا دن یہ لوگ کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور قرولی کے اس ماتم سے آج تک ان کا کوئی آدمی مرا بھی نہیں ہے۔ ان کے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مرد اور عورتیں سب کے سب قرولیوں (چھریوں) سے سر پر ضرب مار کر ماتم کرتے ہوئے بیہوش ہو جاتے ہیں اور ان کے وہی مہاتما آ کر ہر سال ہوش میں لاتے ہیں۔ اسی دن سے ہمارے تمام ساتھی بھی اس عظیم ہستی کا غم منانے لگے جس نے انسانیت کے نام پر ایک بڑی جنگ جیتی ہے اور اس واقعہ کے بعد سے قریب قریب اسلام کا پیرو کار ہو کر حسینی بن گیا ہوں اور ہر شخص کو حسینؑ کا پیغام امن صلح اور حق کے لئے جینا اور حق کے لئے مرنے کی تعلیم دیتا ہوں۔

(ملاحظہ فرمائیں:

نظامی جنتری ۱۹۵۳ء، ص ۱۰، ماہنامہ سحاب محرم نمبر

دوم

زندگی دینے والا مددگار

حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ عبدالکریم شرعی حوزہ علم کے معروف خطیب حضرت عباسؑ سے حافظے کے بارے میں ایک کرامت ذکر کرتے ہیں، اس کرامت کو علی اکبر تربتی جو پُر سوز خطیب تھے اُن سے سنا اور اسے میں نے کاشان کے منبر پر نقل کر دیا اور وہاں کے بزرگ لوگوں نے جب یہ سنا تو تاکید کر کے کہنے لگے کہ ہم بھی وہاں موجود تھے۔

مرحوم تربتی نقل کرتے ہیں کہ کاشان میں ایک تازہ سڑک بنائی گئی تھی۔ ابھی تک روڈ مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہاں کے ایک سکول میں چھٹی ہوئی، بچے چھٹی کے بعد سڑک پار کر رہے تھے کہ اچانک سڑک کا ایک حصہ دب گیا اور ایک بچہ زمین کے نیچے دھنس گیا۔ باقی بچوں نے اس کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ جب بچے کی ماں نے سنا کہ اس کا بچہ

زمین کے نیچے دب گیا ہے تو حضرت عباسؑ کا پرچم، جو ان کے دروازے کے سامنے نصب تھا، کی طرف نگاہ کی اور لمبی آہ کھینچ کر کہا:

یا ابا الفضل! آپ سے اپنا بچہ چاہیے کیونکہ شہر کاشان میں ابوالفضل کی حیت (گروہ) بہت زیادہ ہے۔ آج رات اس گروہ نے ان کے پاس آنا تھا۔ بزرگوں نے وسائل تیار کئے اور جستجو پر نکلے۔ بہت وقت ہو گیا تھا اور ہر کوئی اعتماد دے رہا تھا کہ بچہ کنویں میں گر گیا ہے اور مر چکا ہے۔ لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ بچہ ایک جگہ صحیح وسالم بیٹھا ہوا ہے۔ اسے باہر نکالا اور پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگا: جب میں زمین کے نیچے دبا تو میرے لیے سانس لینا بہت مشکل ہو گیا تھا کیونکہ مٹی میرے منہ میں جا رہی تھی۔ بہت زیادہ وحشت ناک تاریکی تھی۔ اچانک ایک شخص اور ایک عورت میری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ وہ آقا بہت نورانی تھے اور اس کے کندھے پر ایک لباس تھا۔ مجھ سے کہا کہ بیٹا ڈرو مت جب تک تمہارے ماں باپ تمہیں باہر نہ نکال لیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اسی طرح انہوں نے پوچھا: کچھ چاہیے؟ میں نے کہا: بہت پیاسا ہوں۔ آقا نے اس خانم سے میرے لیے پانی ڈلوایا میرے ہونٹ میں کوئی چیز رکھی جس سے میری پیاس بجھ گئی اور میرے دل کی دھڑکن معمول پر آ گئی۔ میرا خوف ختم ہو گیا۔ اپنے اندر سوچنے لگا کہ اس آقا نے خود مجھے پانی کیوں نہیں دیا۔ جناب شرعی نے اس خاتمے میں اضافہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہی مطلب آقا سے پوچھتے تو آقا نہیں کیا جواب دیتے، یہ کہہ دیتے کہ اے عزیز بیٹا! میں نے ہاتھ تو راہِ حسینؑ میں دے دیئے ہیں اور میرے بازو نہیں ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سوم

پانی پر تصرف آج بھی ہے

سید محمد کاظم مجاب دزفولی ذاکر اہل بیتؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص دزفول میں مقیم تھا جس کا لقب چاؤش تھا (پرانے زمانے میں جب زائرین عتباتِ عالیہ کی زیارت سے واپس آتے تو زائرین سے پہلے ایک شخص بلند آواز میں اشعار پڑھتا تا کہ لوگ متوجہ ہو جائیں کہ زائرین آرہے ہیں۔ زائرین کے آنے اور جانے کا ان اشعار سے پتہ چلتا تھا، اور ایسے شخص کو چاؤش کہتے تھے جبکہ بعض لوگوں کو ان کی رشتہ داری کی وجہ سے چاؤشی کہتے ہیں۔

کہتے ہیں وہ تیراماہ (قلب الاسد) کے مہینے میں کربلا کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ نخلستان سے اسے ایک آواز آئی، کوئی کہہ رہا تھا: چاؤش جاؤ۔ جب آواز کے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک مگرمچھ ہے اور کہہ رہا ہے تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے ایک گھونٹ پانی دے دو۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے سوال کیا تم کون ہو کہ تمہیں پانی دوں؟ کہنے لگا اگر میں اپنا تعارف کرواؤں تو تم مجھے پانی نہیں دو گے۔

میں نے کہا: اپنا تعارف کرواؤ، میں تمہیں پانی دوں گا۔

وہ کہنے لگا: حضرت عباسؑ کی قسم کھاؤ کہ مجھے پانی دو گے۔ میرے قسم اُٹھانے پر اس نے کہا: میں حکیم بن طفیل سنبسی ہوں۔

کیونکہ میں نے غازی کی قسم کھائی تھی ڈول میں پانی بھرا اور اُسے دے دیا۔ جب اُس نے پانی پینا چاہا تو پانی منجمد ہو گیا اور وہ نہ پی سکا۔ آقائے مجاب کہتے ہیں: یہ واقعہ پورے دزفول میں مشہور ہے۔

چہارم

اختیارات علمدار: حیات واموات

ناصر الدین شاہ کے زمانۂ حکومت میں شہر تبریز میں حکومت کے کارندوں نے مالیات جمع کرنا شروع کی۔ ایک پولیس والا کسی دکاندار کے پاس آیا۔ دکاندار آج کل کر رہا تھا۔ مامور ایک دن صبح سویرے ہی دکان کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: آج جب تک تم سے مالیہ (ٹیکس) نہ لوں گا یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ دکاندار کہنے لگا: تمہیں حضرت عباسؑ کا واسطہ! مجھ پر جبر نہ کرو، میری مالی حالت ٹھیک نہیں ہے، جب بہتر ہو گی تو خود بخود ٹیکس تمہیں دے دوں گا۔

سپاہی کہنے لگا: اگر ابوالفضل العباسؑ قدرت رکھتا ہے تو تم سے میرے شر کو کم کرے۔ دکاندار نے ایک لمبی آہ بھری اور کہنے لگا: یا اباالفضلؑ! میری مدد کیجیے۔ اچانک مامور کا گھوڑا سرکشی کرنے اور اُچھلنے لگا۔ مامور زمین پر گر گیا۔ گھوڑے نے اس کے بعد اپنے سموں سے اس پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور ان کے سینے اور منہ پر اتنا مارا کہ وہ (عوعو) کتے کی آواز نکالنے لگا۔ جب لوگوں نے اسے بچایا تو دیکھا کہ منہ کا ٹھوڑی سمیت پورا حصہ الگ ہوا تھا۔ پھر وہ اس حالت میں واصلِ جہنم ہو گیا۔

پنجم

حضرت عباس علیہ السلام مددگار بھی ہیں اور مظہر جلال جبار وقہار بھی ہیں

آقائے سید حسین آغا نے اس کرامت کو اپنی تحریر میں لکھا ہے: ہم آٹھ شوال ۱۳۴۱ ہجری کو عصر کے وقت شہر اردبیل کے مدرسہ ملاّ ابراہیم میں بیٹھے ہوئے تھے، شہر کے لوگ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مضطرب تھے اور اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ جب ہم نے پوچھا تو انہوں نے کہا: حضرت ابوالفضل العباسؑ نے کسی پر غضب کیا ہے۔ جب ہم نے تحقیق کی تو واقعہ اس طرح سے تھا کہ رضا شاہ کے زمانے میں پولیس لوگوں کے اموال کو غارت کرتی تھی۔ اس ضمن میں ایک بڑھیا کے گھر سے پولیس گورنمنٹ کے حکم سے اُس کا واحد ذریعۂ معاش ایک گھوڑا لے کر جا رہی تھی۔ بڑھیا نے منت سماجت کی اور انہیں حضرت عباسؑ کا واسطہ دیا۔ پولیس کے دو سپاہی (جو آئے تھے) گھوڑا چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اتنے میں احمد نامی ایک خبیث پولیس افسر وہاں آ ٹپکا اور واپس جانے والے سپاہیوں سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: اس بیچاری بڑھیا کے پاس صرف ایک گھوڑا ہے۔ ہم اسے لے جانا چاہ رہے تھے لیکن اس نے حضرت عباسؑ کا واسطہ دیا۔ (لہٰذا ہم چھوڑ کر جا رہے ہیں۔)

وہ خبیث کہنے لگا: یہ پرانی بات ہے پھر احمد نامی یہ پولیس والا ضعیفہ کے گھر میں داخل ہو گیا اور گھوڑا کھول کر باہر لے آیا۔ ضعیفہ نے بہت التجا کی لیکن وہ نہ مانا۔ جب ضعیفہ نے حضرت عباسؑ کا واسطہ دیا تو اس شقی نے کہا: وہ ایک شخص تھا، مر گیا اور اس کا قصہ ختم ہوا۔ اگر وہ اتنا طاقتور ہے تو گھوڑا مجھ سے لے کر تمہیں دلوا دے۔

ضعیفہ نے کہا: یا ابا الفضلؑ! میری مدد کیجیے۔ میں تو اب کچھ نہیں کر سکتی۔

اتنے میں ضعیفہ کا ہمسایہ مجید خان کا بیٹا چار ہزار روپے لے آیا اور پولیس والے کو دیئے، وہ نہ مانا، پھر آٹھ ہزار دیئے مگر وہ پھر بھی نہ مانا۔ جب احمد نامی اس شخص نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار ہو جائے تو اچانک چھینک ماری اور دو مرتبہ قے کی۔ اس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا اور گھوڑے کی پشت سے زمین پر آ گرا اور واصل جہنم ہوا۔ جب دوسرے پولیس والوں نے یہ دیکھا تو فرار ہو گئے اور اپنے گورنر کو جا کر بتایا۔

اس نے کہا: اسے مخفی رکھو اور لاش دفن کر دو تا کہ لوگوں کو اس بات کا پتہ نہ چلے۔ پولیس آئی اور تماشائی لوگوں کو پیچھے کر کے اس کی تجہیز و تکفین کرنے کے لئے اسے اس کے گھر لے گئے تو قذافی رئیس کو اس کی اطلاع ملی۔ فیصلہ ہوا کہ پولیس سے اس کا جنازہ لے کر لوگوں کے درمیان رکھا جائے تا کہ لوگ تماشا دیکھ لیں۔ قذافی شیخ صفی الدین اردبیلی کے مقبرے کے قریب آئے۔ پولیس سے لڑائی ہوئی کیونکہ پولیس اس جنازے کو مقبرہ شیخ صفی میں دفن کرنا چاہتی تھی۔ قذافی مانع ہوئے اور اس نعش کو چھین کر اس کے کفن کو پھاڑ دیا اور لوگوں کے درمیان چھوڑ دیا تا کہ (خاص و عام) تماشا دیکھیں۔

آقا سید حسین کہتے ہیں: میں آقائے جواد اور آقائے ابراہیم مدرسے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ قذافیوں نے نعش کو پولیس سے لے کر شیخ کے مقبرہ میں رکھا ہے تا کہ لوگ تماشا کریں۔ ہم بھی گئے۔ بھیڑ کی وجہ سے اسے دیکھنا بہت مشکل تھا۔ ہم اس خبیث کی نعش کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس کی نجس صورت سیاہ ہو چکی ہے اور ٹھوڑی اندر کی طرف دھنس گئی ہے نیز چہرہ کتے کی طرح ہو گیا ہے۔ بعض جگہوں میں لکھا ہوا ہے کہ بازار میں لوگوں نے اس کی نعش کو پھرایا اور بتایا کہ اس طرح کی واضح کرامات، دشمنان اہلبیتؑ کے انتظار میں ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

تجلیات ابوالفضل العباس علیہ السلام، ص ۳۷ تا ۳۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اللہ رہے بچپنے میں یہ عباسؑ کی پھبن
انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانکپن

آنکھیں ہیں شوخ تو چہرہ چمن چمن
رخسار پھول پھول تو زلفیں شکن شکن

عباسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا

حیدرؑ کے بعد ملک شجاعت کا نامور
وہ بادشاہ صبر و تحمل کا ہمسفر

جس نے کیا امام شریعت کے دل میں گھر
جس کے نقوش پا کی بھکارن بنی سحر

جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آ گیا
عباسؑ فاطمہؑ کی دعا بن کے چھا گیا

Shehroze Ali - 03306284348

باب نہم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب نهم

شمس الضحیٰ

آپؑ علم کے شمس الضحیٰ تھے اور آپؑ کے وجود مقدس سے علم وفضل، حکمت و دانش کی کرنیں دنیا کو روشن کرتی تھیں۔ آپؑ نے علم کی سب سے اعلیٰ ڈگری حاصل کی تھی۔ آپ حیدری، حسنی، حسینی یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل تھے۔ آپؑ جامعۂ رسول اللہؐ کے فارغ التحصیل تھے۔ آپ بیک وقت تین اماموں کے شاگرد تھے۔ دنیا میں کچھ شپرہ چشم افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سورج دکھائی نہیں دیتا اور وہ اپنی حقیر موم بتیوں پر ہی ناز کرتے ہیں۔

چنانچہ علماء نے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ کربلائے معلّٰی کے حوزہ علمیہ میں ایک شخص اپنے آپ کو علم وفضل کے آخری درجہ پر سمجھتا تھا۔ ایک مرتبہ چند علماء کے سامنے حضرت عباسؑ علم دار اور ان کے معارفِ الٰہیہ اور ان کی دینی ثقافت کا ذکر چھڑا تو اپنے علم پر ناز کرنے والے مغرور شخص نے اپنے علم وعمل پر ناز کرتے ہوئے کہا کہ بھلا میں ابوالفضلؑ سے کیا کم ہوں۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ

اگر وہ صاحبِ علم تھے تو میں بھی عالم ہوں۔ اگر وہ قاریِ قرآن اور شب زندہ دار تھے تو یہ صفات مجھ میں بھی تو موجود ہیں البتہ انہیں شہادت کا اضافی درجہ ملا تھا۔

تمام علماء نے لاحول ولاقوۃ کا ورد کیا اور اس سے کہا کہ اس طرح کی شیخی بگھارنا صحیح نہیں ہے۔ آپ نے علما سے علم حاصل کیا جب کہ حضرت عباس علیہ السلام نے آئمہ علیہم السلام سے علم حاصل کیا۔ آپ کا علم ظنی ہے اور ابوالفضل کا علم یقینی ہے۔

لیکن وہ مغرور شخص اپنے دعویٰ پر قائم رہا۔ محفل برخاست ہوئی اور ہر شخص اپنے

اپنے گھر چلا گیا اور ہر شخص کو اس کے دعویٰ پر تعجب تھا۔ صبح ہوئی تو گذشتہ شب کے تمام شرکاء اس کے گھر یہ دیکھنے کے لئے کہ جا کر دیکھیں کہ اس شیخی باز کا کیا انجام ہوا؟ دروازے پر دستک دی تو اس کے اہل خانہ نے بتایا کہ وہ صبح سویرے اُٹھ کر حضرت ابوالفضل عباسؑ کے روضہ پر گیا ہے۔ یہ سنا تو سب دوست حضرتؑ کے روضہ پر آئے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے یہ منظر دیکھا کہ اس نے اپنے گلے میں رسی باندھ رکھی ہے جب کہ رسی کا دوسرا سرا حضرتؑ کی ضریحِ مطہر کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور رُو رُو کر اپنے گناہوں اور بے ادبی کی معافی مانگ رہا ہے۔

دوستوں نے اس سے اس کا حال معلوم کیا تو اس نے بتایا: جب میں تم سے جدا ہو کر اپنے گھر میں آیا اور بستر پر سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ اہلِ علم کی بہت بڑی محفل لگی ہوئی ہے۔ اتنے میں ایک بزرگوار تشریف لائے۔ تمام علماء نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ آنے والے کے چہرے سے خدائی نور ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ وہ بزرگوار سکون سے چلتے ہوئے آرہے تھے، صدر مجلس میں ان کے لئے ایک کرسی رکھی گئی تھی۔ وہ آ کر اس کرسی پر بیٹھ گئے۔ آنے والا اتنا جلالت مآب تھا کہ پوری محفل پر سناٹا چھا گیا اور یوں لگا کہ لوگوں کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے حاضرین میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں؟ مجھے جواب دیا گیا کہ یہ حضرت ابوالفضل العباسؑ بن امیر المومنین صلوات اللہ علیہ ہیں۔

جب میں نے آپؑ کا نام سنا اور آپؑ کے جلال کو دیکھا تو کانپنے لگا کیونکہ میں ان کے حق میں بے ادبی کر چکا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپؑ نے محفل میں شریک ایک ایک فرد کو سلام کیا اور جب میری باری آئی تو آپؑ نے میرا نام لے کر فرمایا تو کیا کہتا ہے؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

قریب تھا کہ میں غش کھا کر گر جاتا لیکن خدا کا فضل میرے شامل حال ہوا اور جو کچھ میں نے محفل میں کہا تھا وہ سب بلا کم و کاست ان سے بھی کہہ دیا اور ان سے معافی بھی مانگی۔ اس وقت آپ مسکرا دیے اور میری معذرت قبول کرتے ہوئے فرمایا: اگر تو اپنی باتوں پر نادم ہے اور توبہ کرتا ہے تو خدا تجھے معاف کردے گا۔ لیکن یہ سمجھ لے کہ تو نے میرے متعلق غلط اندازے قائم کئے ہیں۔ تو نے اپنے اور میرے علم کا موازنہ کیا ہے۔ میں نے اصل منبع سے علم حاصل کیا ہے اور میں نے معدن و تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کے بعد میں نے اپنے دو امامؑ بھائیوں سے علم حاصل کیا ہے۔ میرے ان بھائیوں کو جانتے ہو وہ جوانانِ جنت کے سردار اور گلشنِ پیغمبرؐ کے پھول ہیں۔ میں نے اپنے آئمہؑ اور اپنے آقاؤں سے معارفِ الٰہیہ اور تعلیمات اسلام حاصل کی ہیں۔ اسی لئے مجھے یقین اور بصیرت کا مقام حاصل ہے۔

اس کے برعکس تو نے ان لوگوں سے علم حاصل کیا ہے جو یقین کی دولت سے خالی تھے۔ ان کی طرح تو بھی یقین کی دولت سے خالی ہے۔ تیرا سارا دارومدار اصول وقواعد پر ہے اور یہ اصول وقواعد احکام سے جاہل افراد کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور جب تو واقعیت تک نہیں پہنچ سکتا تو ان اصول وقواعد کا سہارا لیتا ہے۔ جب کہ مجھے اپنے علم کے لئے ان اصول وقواعد کی ضرورت نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے احکام کا علم مصدرِ وحی اور معدنِ نبوت ورسالت سے حاصل کیا ہے۔

علاوہ ازیں میں نے ان سے تزکیۂ نفس کی تعلیم حاصل کی ہے جو خدا کے شاگرد تھے اور ان کے نفوس کا براہِ راست خدا نے تزکیہ کیا تھا اور انہیں ہر ناپاکی سے دور رکھ کر تطہیر کا مالک بنایا تھا اور میں نے ان سے تعلیم حاصل کر کے مہذب و مؤدب بنا ہوں اور میں اتنے اخلاق عالیہ کا مالک ہوں کہ اگر میں انہیں تم لوگوں میں تقسیم کروں تو تم انہیں اٹھا نہ سکو گے۔

اس کے برعکس تیرا نفس ابھی تک پاک نہیں ہے۔ تیرے اندر ابھی تک ایسی صفاتِ رذیلہ موجود ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں۔ تیرے اندر غرور، ریا اور ناحق بحث جیسی خراب صفات موجود ہیں۔

بعد ازاں حضرت ابوالفضلؑ نے میرے منہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ اُٹھ اور خدا سے توبہ کر اور ان صفاتِ رذیلہ کو اپنے دل سے نکال دے جو خدا کو ناپسند ہیں۔

چنانچہ جیسے ہی خواب ختم ہوا میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوا اور توبہ کرنے کے لئے حضرت عباس علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر آیا اور حضرتؑ سے متوسل کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہا ہوں کہ خدا مجھ سے راضی ہو جائے اور میری ہفوات پر میرا مؤاخذہ نہ کرے۔ میں حضرت ابوالفضلؑ سے معافی کا خواستگار ہوں اور خدا کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

ان دو میں سے بڑا عالم کون تھا؟

اس طرح کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں: ایک مرتبہ اہلِ علم کی ایک محفل میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کی ان دو شخصیات میں سے بڑے عالم کون تھے؟ کیا حضرت ابوالفضل العباسؑ بڑے عالم تھے یا حضرت سلمان فارسیؓ؟

محفل میں موجود ایک صاحبِ علم نے کہا: میرے خیال میں حضرت سلمان فارسیؓ بڑے عالم تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا تھا: سلمان من اهل البيت ''سلمانؓ ہمارے اہل بیتؑ میں سے ہے۔''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے سلمانؓ کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے:

ادرك سلمان العلم الاول والآخر وهو بحر لا ينزح وهو منا اهل

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

البیت ''سلمانؓ نے اولین وآخرین کا علم پایا ہے اور وہ نہ ختم ہونے والا سمندر ہے اور وہ ہم اہلِ بیتؑ میں سے ہے۔''

معصومینؑ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ سلمانؓ لقمان حکیم کے مانند تھے۔ جس صاحب علم نے یہ رائے دی تھی اس نے چند ہی روز میں اپنی رائے بدل دی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی رائے کیوں تبدیل کی ہے؟ تو اس نے کہا: خدا نے مجھے اس لغزش سے بچانا تھا جس دن میں نے اپنا یہ نظریہ پیش کیا تو اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی عالی شان محفل جمی ہوئی ہے۔ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام صدر محفل میں پورے جلال کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ ایک غلام کی طرح ان کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے احکام پر عمل کر رہے ہیں۔

میں یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا تو سلمان فارسیؓ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھے اپنے پاس بلایا اور انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ سچ ہے کہ میں نہ ختم ہونے والا سمندر ہوں مگر اپنے ہی جیسے افراد کے لئے میں ایسا ہوں۔ میں ابوذرؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور ابن مسعودؓ کے لئے نہ ختم ہونے والا سمندر ہوں اور جہاں تک فرزندِ امیر المومنین حضرت ابوالفضل العباسؑ کے ساتھ موازنہ کا تعلق ہے تو میں ان کے خادم ہونے اور ان کا ادنیٰ شاگرد ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ میں ان سے علم وفضل کی خیرات حاصل کرنے والا ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں:

خصائص العباسیہ، ص ۳۷۰ تا ۳۷۱

مقام سلمان محمدیؓ

کشی نے جبرائیل بن احمد بن فاریابی برنانی سے روایت کی ہے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

زمین سات کے لئے ہے۔ ان کے ذریعے سے تم رزق پاتے ہو، ان کے ذریعے سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ ان کے ذریعے سے بارش برستی ہے۔ ان میں سے سلمان فارسیؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ، عمارؓ حذیفہؓ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے: میں ان کا امام ہوں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے فاطمہ علیہا السلام کی نمازِ پڑھی

ملاحظہ فرمائیں:

اختیار معرفۃ الرجال: ۳۲/۱، ح ۱۳

فراتؒ بن ابراہیم کوفی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: واما بنعمة ربك فحدث (اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو)۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: زمین سات کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ان کے ذریعے سے تم رزق پاتے ہو۔ ان کے ذریعے سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ ان کے ذریعے سے بارش نازل ہوتی ہے وہ ہیں: عبداللہ بن مسعودؓ۔ عمار بن یاسرؓ سلمان فارسیؓ، مقداد بن حذیفہؓ یحان اسود کندی، میں ان کا امام ہوں جو ساتواں ہوں۔

خداوند عالم نے فرمایا: اما بنعمة ربك فحدث یہی لوگ ہیں جنہوں نے فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی نماز پڑھی۔ (تفسیر فرات: ۵۷۰، حدیث ۷۳۲، بحار الانوار: ۳۴۵/۲۲، ح ۵۷)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com
سیف العباس علیہ السلام

شیخ صدوقؒ نے الخصال میں محمد بن عمیر بغدادی سے روایت کی ہے: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: زمین سات کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ان کے ذریعے سے رزق آتا ہے۔ان کے ذریعے سے بارش نازل ہوتی ہے۔ان کے ذریعے سے مدد کی جاتی ہے: ابوذرؓ سلمانؓ، مقدادؓ، عمارؓ، حزیفہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اور میں ان کا امام ہوں۔یہی لوگ ہیں جو فاطمہ زہراؑ کی نماز (جنازہ) میں حاضر ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

خصال:۳۶

بحارالانوار:۲۲/۳۲۶، ح۲۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یا علیؑ مدد

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے کہا: بارِالٰہا مجھے ایسا اسمِ اعظم تعلیم فرما جو دنیا و آخرت کی سعادت کا ضامن ہو، ندا آئی! اے موسیٰ علیہ السلام کل فلاں مقام پر جاؤ تمہاری آرزو پوری ہو جائے گی۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ پہنچے اور چاروں طرف دیکھا، کچھ دکھائی نہ دیا۔تھوڑی دیر بعد اچانک آپ کی نظر ایک سنگریزے پر جا ٹھہری جو نہایت شفاف اور چمکدار تھا آواز آئی، اے موسیٰ! یہ پتھر اٹھا لو اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کی طرف بڑھے اور اسے اٹھانا چاہا مگر اپنی تمام تو کوششوں کے باوجود بھی کامیاب نہ ہو سکے، آپ کو بڑی حسرت ہوئی اور دل میں کہا: عجیب

بات ہے کہ موسیٰ جیسا اللہ کا نبی، صاحبِ توریت اور کلیم خدا اِس چھوٹے سے پتھر کو نہ اٹھا سکا! جناب موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ ہاتھ بڑھائے اور پتھر اٹھانے کوکشش کی لیکن اس بار بھی کامیاب نہ ہوسکیفر مایا: اے پتھر کیا تو مجھے نہیں جانتا! میں موسیٰ کلیم خدا اور اللہ کا نبی ہوں، وہی موسیٰ جس نے بحکم خدا پتھر پر اپنا عصا مارا تو پتھر چور چور ہو گیا اور پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔فرعون کے دربار میں زمین پر پھینکا تو اژدھا بن گیا اور جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا، وہی موسیٰ جس ید بیضاء کا مالک بنا اور نو (۹) معجزے لے کر فرعون اور اس کی قوم والوں کے پاس گیا، لیکن تو اسی موسیٰ کے سامنے اتنی جرأت کر رہا ہے کہ اپنی جگہ سے ہلتا بھی نہیں ہے۔

یہ کہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار پھر اٹھانا چاہا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ہلا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی تشویش ہوئی کہ آخر وجہ کیا ہے؟ اچانک پتھر بحکم خدا گویا ہوا: اے موسیٰ علیہ السلام اگر تم مجھے اٹھانا چاہتے ہو تو پہلے ''یا علی علیہ السلام مدد'' کیونکہ یہی ایک ایسا اسم اعظم ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت و کامیابی کا ضامن ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا نام سنتے ہی جناب عیسیٰ علیہ السلام لرز اٹھے، رونگھٹے کھڑے ہو گئے، آنکھوں میں پانی بھر آیا ''یا علی علیہ السلام مدد'' کہہ کر جو اپنا ہاتھ بڑھایا تو سنگریزہ تسبیحِ خدا بجالاتا ہوا آپ کے دست مبارک میں آ گیا اور آپ سے مخاطب ہوا: اے موسیٰ علیہ السلام! اگر اسرارِ الٰہی کو جاننا چاہتے ہو تو اس پہاڑی کی بلندی پر جاؤ جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔

غرض جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو اس قسم کے بہت سے پتھروں کا مشاہدہ کیا اور جو پتھر اپنے ساتھ لائے تھے ایک معین جگہ پر رکھ دیا اور عبادت میں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مشغول ہوگئے۔عبادت کے بعد جب اس پتھر کے پاس آئے تو وہ غائب ہو چکا تھا، آپ کو بڑا تعجب ہوا کہ ناگہاں ایک گوشہ سے آواز آئی: اے موسیٰ علیہ السلام اب تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔بس یہ یاد رکھو کہ دنیا و آخرت کی سعادت و سرفرازی عشقِ علی علیہ السلام سے وابستہ ہے۔لہٰذا جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو کہو!

ناد : علیا مظهر العجائب تجده عونا لك فی النوائب كل هم و غم سینجلی بو لایتك یا علی یا علی یا علی

ملاحظہ فرمائیں:

کراماتِ صالحین، ص ۳۴۴، مطبوعہ ایران

ذخیرہ قصص، ص ۲۳ تا ۲۴، مطبوعہ لکھنؤ

مشکل کشاء کائنات

حضرات طاہرین علیہم السلام اجمعین صادر اول ہیں۔پروردگار عالم نے ان ذوات مقدسہ کو مخلوقات ارضی وسماء پر اپنا خلیفہ کل اور ولی مطلق بنایا ہے۔ازل سے ابد تک نظام عالم ان کے دست ملکوتی میں ہے۔اس لئے فرماتے ہیں نحن ید الله الباسطه اس لئے ہر دور کے یہی مشکل کشا و حاجت روا ہیں یہاں تبرکاً دو روایات زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

قرار ولایت اور جنات

شیخ یوسف بحرینی ابن جوزی کی کتاب الوعظ سے نقل فرماتے ہیں کہ محمد ابن ادریس کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے ایک پادری کو دیکھا جو خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور اس سے اپنے آبائی دین عیسائیت سے روگردانی اور اسلام اختیار کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے یہ عبرتناک واقعہ سنایا۔

ایک روز میں کشتی میں بیٹھا دریا کی سیر کر رہا تھا کہ ناگہاں کشتی کو ایک جھٹکا لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پرخچے اڑ گئے، لوگ ڈوبنے لگے اور میں سنبھل کر ایک تختہ پر سہارا لینے میں کامیاب ہوگیا اور پھر موجوں کے تھپیڑوں نے مجھے ایک جزیرہ پر پہنچا دیا جو بڑا سرسبز و شاداب اور پھل دار درختوں سے گھرا ہوا تھا۔

میں دریا سے نکل آیا اور کچھ دور پہنچ کر ایک پھل دار درخت کے نیچے بیٹھ گیا، اس کے پھل بڑے میٹھے، رسیلے اور خوش ذائقہ تھے۔قریب سے ایک ندی بہہ رہی تھی جس کا پانی نہایت صاف شفاف تھا۔میں نے پھلوں سے بھوک اور ندی کے پانی سے اپنی پیاس بجھائی اور خدا کا شکرادا کرتے ہوئے دعا کی کہ میں بخیر و آفیت اپنے گھر پہنچ جاؤں۔

غرض شام ہوگئی، اندھیرا چھانا لگا اور میں درندوں کے خوف سے ایک پیڑ کی چوٹی پر جا بیٹھا، ابھی آدھی رات بھی نہ گذری تھی کہ اچانک دریا کی سطح پر میں نے ایک عجیب و غریب جانور کو دیکھا جو تسبیح خدا کر رہا تھا اور اپنی دعا میں یہ کلمات ادا کر رہا تھا۔

اللہ ، محمدؐ ، علیؑ ، فاطمہؑ ، حسنؑ ، حسینؑ

وہ کلمات ادا کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پھر اس نے دوسری دعا شروع کی اس میں بھی انہی کلمات کا ورد کر رہا تھا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔

میں درخت سے نیچے اُترا اور ایک جھیل سے گزرتا ہوا بیابان میں نکل آیا یہاں بھی میں نے ایک جانور کو دیکھا جس کا سر شُتر مرغ، پیر اُنٹ، دُم مچھلی اور چہرا انسان کی شکل کا تھا، میں نے جب دیکھا تو خوف سے لرز اٹھا اور جان بچانے کی غرض سے رو فرار اختیار کی لیکن

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

وہ آگے بڑھا اور میری زبان میں بولا:

ٹھہر جاؤ اور آگے مت بڑھو!

میں ٹھہر گیا، اس نے میرا دین پوچھا، میں نے جواب دیا میں عیسائی ہوں۔ حیوان نے کہا: اب تم ایسی سرزمین پر آ گئے ہو جہاں قومِ جن کے مومنین آباد ہیں، لہٰذا اگر اپنی نجات چاہتے ہو تو سلام لاؤ اور ایمان اختیار کرو۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟

کہا: کلمۂ شہادتین پڑھو۔ حضرت علیؑ کی ولایت کا اقرار کرو، نماز پڑھو اور اہلبیت اطہارؑ کے دشمنوں سے بیزاری کرو۔

میں نے پوچھا: یہ دین اور اس کے احکام تمہیں کہاں سے حاصل ہوئے؟

کہا: ہمارے بزرگانِ قوم حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضورؐ نے فرمایا: قیامت کے دن بہشت فریاد کرے گی کہ خدایا! تیرا وعدہ ہے کہ تو میرے ستونوں کو مضبوط بنائے گا اور کچھ انوار مقدسہ سے مجھے مزین کرے گا لہٰذا اب اپنا وعدہ پورا فرما۔ اس کے جواب میں خدا فرمائے گا: اے جنت جا میں نے تیرے ستون مضبوط کئے اور اپنے حبیب کی بیٹی فاطمہؑ، اس کے شوہر حضرت علیؑ اور دونوں بیٹے حسنینؑ کے انوار مقدسہ سے تجھے مزین کیا۔

یہ سن کر ہماری قوم کے بزرگوں نے ان انوار مقدسہ کی محبت کو اپنے دل میں بسالیا اور اس طرح ہم دین اسلام سے مشرف ہو گئے۔

پادری کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ سنا تو میری زبان پر خود بخود کلمہ جاری ہو گیا اور پنجتن پاکؑ کی محبت سے دل لبریز ہو گیا۔

اس کے بعد اس جن نے مجھے کشتی میں بٹھایا جس میں بارہ عیسائی سوار تھے میں نے انہیں اپنی داستان سنائی تو وہ بھی ایمان لائے۔ اس طرح میں صحیح وسالم اپنے گھر آ گیا۔

ملاحظہ فرمائیں:

ذخیرہ قصص، ص۲۰ تا ۲۲، مطبوعہ لکھنؤ، بھارت

کشکول نمونہ، ص۳۰۵، مطبوعہ ایران

مقامِ عبدیت

حضرت عباسؑ عابد کے لقب سے معروف ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ (سورۂ فتح، آیت ۲۹)

"اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے جانثار ساتھیوں کی تعریف اور صفات بیان فرما رہا ہے کہ وہ کافروں پر سخت اور آپس میں ہمدرد ہیں۔"

کثرت سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں میں گھٹے پڑے ہوتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

افضل طبائع العقل العبادة

یعنی "عقل انسانی کا سب سے افضل مزاج اور فطرت عبادت ہے۔"

ثواب الاعمال میں شیخ صدوقؒ نے حضرت عباسؑ کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کے نشانات تھے۔

قاسم بن اصبغ بن نباتہ جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی و حواری تھے ان سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

شہدائے کربلا اور حضرت عباسؑ کے سرہائے مبارک کو کوفہ لائے جانے کی خبر اور روایت نقل کی گئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی دارم قبیلہ کا ایک شخص آیا جو شہادتِ امام حسینؑ کے وقت کربلا میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سیاہ تھا جبکہ پہلے وہ خوبصورت اور سفید چہرے والا ہوا کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے چہرے کا رنگ اتنا بدل کیوں گیا ہے کہ مشکل ہی سے پہچانا جاتا ہے؟

اس نے کہا: اپنے سیاہ عمل اور جفا کاری کی پاداش میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں۔ میرے چہرے کے رنگ کا بدلنا اسی وجہ سے ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے روزِ عاشور کو میدان کربلا میں اصحاب حسینؑ میں سے ایک روشن چہرے والے مرد کو قتل کیا کہ جس کی دونوں آنکھوں کے ما بین کثرت سجود کے نشانات تھے اور اس مقتول کا سر میں ہی ابن زیاد کے پاس کوفہ لایا۔ یعنی اس ملعون نے جس سفید و روشن چہرے والے شہزادے کو شہید کیا وہ ابوالفضل العباسؑ تھے جن کی پیشانی پر عبادتِ پروردگار کی کثرت کی وجہ سے نشانات تھے۔ قاسم بن اصبغ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ وہ شخص (قاتلِ حضرت عباسؑ) اپنے گھوڑے پر یوں بیٹھا ہے کہ اس کا سر گھوڑے کے سینے کی طرف لٹک رہا ہے۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ یہ شخص اسے اونچا کیوں نہیں کرتا، یہ اتنا جھکا ہوا ہے کہ گھوڑے کا گھٹنا اسے لگ سکتا ہے اور زخمی کر سکتا ہے۔

میرے والد نے مجھ سے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ بقول اس شخص کے کہ وہ اس سے بھی بڑی تکلیف اور عذاب میں گرفتار ہے۔ اس شخص نے میرے والد کو بتایا کہ جب میں نے عباسؑ بن علیؑ کو شہید کیا ہے ہر رات وہ میرے خواب میں آتے ہیں اور میرے بازو سے پکڑ کر مجھے جہنم کے کنارے پر لے جا کر اس کے اندر پھینک دیتے ہیں اور صبح تک میرے ساتھ یہی

کیفیت رہتی ہے۔

قاسم کہتے ہیں کہ میرے والد کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق اس ملعون کی ایک پڑوسی عورت نے بھی کی۔ ہم کچھ نوجوان اس عورت کے پاس گئے اور اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ شخص رات کو چیخ و پکار کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ہم بہت کم سو سکتے ہیں۔

اللہ نے دی عزت و توقیرِ یداللہ
مشہور ہوئے وارثِ شمشیرِ یداللہ
ہر بات میں رنگینیٔ تقریرِ یداللہ
صورت کا یہ انداز کہ تصویرِ یداللہ
روشن ہوا دل قدرتِ اللہ کو دیکھا
دیکھا شہِ مرداں کو جو اس ماہ کو دیکھا

اللہ نے بخشی ہے عجب نام کو تاثیر
شیعوں کی پناہ اور عدو کیلئے شمشیر
وہ مشکلِ لاحل جو نہ حل ہو کسی تدبیر
یا حضرت عباسؑ کہا پھر نہیں تاخیر
اعجاز و کرامت اسے کہئے تو بجا ہے
بے دست ہے اور مثلِ علیؑ عقدہ کشا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کردار کردگار کی شاہی میں لازوال
گفتار بولتے ہوئے قرآن کی مثال
رفتار میں وہ عزم کہ محشر میں پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذوالجلال
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے
عباسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے

جس کی جبین کے تل سے زیادہ نہ تھی فرات
مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات
قدموں کی ٹھوکروں سے لپٹتے تھے معجزات
عباسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا
بوڑھے بہادروں کو علیؑ یاد آ گیا

حملے وہ تیغ تیغ تو بازو پہ ڈھال ڈھال
آنکھ ہیں زخم زخم تو مجروح بال بال
اعضاء میں چور چور تو زخمی ہے خال خال
دریا لہو لہو ہے تو پانی ہے لال لال
پیاسا پلٹ رہا ہے، مگر سرفراز ہے
عباسؑ کبریا تو نہیں بے نیاز ہے

سیف العباس علیہ السلام

Shehroze Ali - 03306284348

باب دہم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب دھم

گزشتہ اوراق میں ہم نے حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے تصرف تکوینی کو بیان کیا ہے ممکن ہیں بعض منکرین اس پر معترض ہوں لہٰذا یہاں ہم اکابرین اہل سنت کے بعض احوال دراحیاء الاموات بطور دلیل مسکت خصم ارقام کر رہے ہیں۔

احیاءاموات اور اکابرین اہل سنت

مردہ زندہ ہوگیا

اس فقیر نے تواتر سے اپنے مشائخ عظام سے سنا ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس کا گزر ایک بیابان سے ہوا اور وہاں ایک مردہ پڑا پایا۔ جب آپ نے اس کے حالات پر نظر ڈالی اور ام الکتاب (لوحِ محفوظ) کو بھی دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کی عمر کے تیس سال باقی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایاقم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھو) یہ کہنا تھا کہ مردہ اسی وقت زندہ ہوگیا اور اٹھ بیٹھا۔ حضرت اقدس نے اسے اپنے پاس رکھا اور تربیت دے کر مرتبہ کمال کو پہنچایا اور ہدایتِ خلق پر مامور فرمایا۔ ان کی وجہ سے ہزاروں لوگ منزل مقصود کو پہنچے۔

اقتباس الانوار

مردہ زندہ ہوکر اپنے قدموں پر چل کر گھر گیا

حضرت سید جلال الدین شاہ سرخ پوش بخاریؒ آپ کے بچپن کا زمانہ تھا آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے شہر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور

ایک چارپائی پر میت پڑی ہوئی ہے لوگ اس کی نماز جنازہ کی تیاری کر رہے تھے۔

آپ نے لوگوں سے پوچھا چارپائی پر جو پڑا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کسی نے کہا کہ فلاں شخص مرگیا ہے ہم اب اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے آپ نے فرمایا پھر کیا کرو گے؟ اس نے کہا کہ زمین میں دفن کر دیں گے۔ یہ سن کر آپ کا بدن کانپا اور اللہ اکبر کہہ کر مردے کے سرہانے جا کر فرمایا: قم باذن اللہ وہ مردہ فوراً زندہ ہوگیا اور اپنے قدموں سے چل کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے بعد چالیس برس تک زندہ رہا۔ اس واقعہ کی اطلاع جب آپ کے والد گرامی کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا آج تو ایسا کیا ہے پھر دوبارہ نہ کرنا شروع میں رخنہ نہیں ڈالنا چاہیے۔

ملاحظہ فرمائیں: اولیائے پاک وہند کا انسائیکلو پیڈیا ۶۰۸

بچی کو سیدھا کر کے بٹھایا تو وہ زندہ تھی

پروردہ نگاہ لطف رسول مدنی، گنجینہ علوم لدنی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، مقبول بارگاہ رحمانی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ کے مرید کی بیٹی دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوگئی۔

جب آپ کو پتہ چلا تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور بچی کو مردہ حالت میں دیکھ کر والدین سے پوچھا کیا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ پانی سے گزرتے ہوئے گر کر مرگئی ہے۔

حضرت سیدنا خواجہ شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ نے پوچھا یہ کتنی دیر پہلے کا واقعہ ہے۔ تو مریدین نے عرض کیا حضور تقریباً چھ گھنٹے گزر گئے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آپ نے مٹی کا ایک گھڑا منگوایا اور بچی کو اس پر اس انداز سے لٹایا کہ اس کا پیٹ گھڑے پر رہے۔اس کے بعد آپ مراقبہ میں چلے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد سب نے دیکھا کہ بچی کے جسم میں حرکت پیدا ہوگئی اس کے بعد وارثان نے سیدھا کر کے بٹھایا تو دیکھا کہ بچی زندہ ہو چکی تھی۔

ملاحظہ فرمائیں: تجلیات خواجگان چشت، ص ۴۳۹

بڑھیا کا بیٹا زندہ ہو گیا

امام اولیاء وارث عالم نواز بندہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہؒ ایک روز غار ثور کی طرف گئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت نہایت دردناک آواز سے رو رہی تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا جوان بیٹا مر گیا ہے قبلہ عالم نے اس کو صبر کی ہدایت کی تو بڑھیا نے کہا کہ حکیم صاحب صبر اس ویرانے میں کہاں ملے گا اور نہ میرے پاس پیسہ ہے جو مول لا سکیں۔ تمہارے پاس کوئی دوا ہو تو اس کو کھلا دو کہ یہ زندہ ہو جائے۔کیونکہ میرا یہی ایک لڑکا تھا۔قبلہ عالم نے لڑکے کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا، وہ زندہ ہو گیا۔اس نے آنکھ کھول دی اور بات کرنے لگا۔

ملاحظہ فرمائیں: ندائے غیبی، ص ۷۹

احیاء اموات کے متعلق علماء اہل سنت کے تائیدی بیانات کرامات کی اقسام

علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کراماتوں کی بہت سی اقسام ہیں۔

(1) مردوں کو زندہ کرنے اور دلیل میں ابوعبید بسری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرما دیں اور حق تعالیٰ نے (اس کو ان کی دعا سے) زندہ فرمایا تھا اور مفرج ومانینی کا قصہ ذکر کیا ہے۔انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا کہ اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آ گئی اور شیخ عبدالقادر کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف دہمانی کا واقعہ ہے کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اٹھ جا تو وہاں اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا سا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا ان سب واقعات کی نقل کرنے کے بعد سبکی کہتے ہیں کہ کرامات کی اس قسم میں جو جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں چونکہ وہ بہت زیادہ ہیں اس لئے ان سب کے ضبط کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(2) مردوں کا بات چیت کرنا اور یہ قسم تو پہلی قسم سے بھی زیادہ واقع ہوئی ہے اسی قسم کا ایک واقعہ ابوسعید خرازؒ اور پھر عبدالقادر اور ایک جماعت سے روایت ہے جن کے آخری بزرگ علامہ تاج الدین سبکی کے والد ماجد حضرت شیخ امام تقی الدین سبکی ہیں۔

اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے اس امت میں تین باتیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو کوئی امت ان کی شریک و سہیم نہ ہوسکتی ہم نے پوچھا کیا کیا فرمایا: ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صفہ میں تھے کہ ایک عورت ہجرت کر کے آئی۔ ساتھ میں اس کا ایک بالغ لڑکا بھی تھا کچھ ہی دن ٹھہری تھی کہ اس کے لڑکے کو مدینہ منورہ میں وبا لگ گئی لڑکا چند روز بیمار رہ کر مر گیا حضورؐ نے اس کی آنکھیں بند کرا دیں اور تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا ہم لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ انس اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اس کو اطلاع کر دو میں گیا اور اطلاع کر دی وہ آئی اور اس کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی پھر اس نے اس کے دونوں پاؤں پکڑ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ میں آپ کے لئے بخوشی اسلام لائی اور بتوں کو نفرت کر کے چھوڑ آئی ہوں اور اپنی رغبت سے آپ کی طرف ہجرت کر آئی ہوں اے اللہ آپ میری مصیبت سے بتوں کو پوجنے والوں کو خوش نہ فرمایئے اور مجھ پر اس مصیبت کا اتنا بار نہ ڈالئے جس کے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کی بات بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکے نے پیر ہلائے اور چہرہ سے کپڑا ہٹا دیا اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت تک زندہ رہا اور یہاں تک کہ اس کی ماں بھی مر گئی۔

ملاحظہ فرمائیں:

جمال الاولیا، ص ۶۱، مطبوعہ ملتان

محمد بن مسلم بن عبد الرحمٰن قنطری بہت بڑے صوفی مریدوں کی تربیت کرنے والے بڑے بڑے متقیوں اور زاہدوں کے پیر ہیں۔ حضرت جنید کے مشائخ میں سے ہیں آپ کی کرامتوں میں یہ ہے کہ آپ کا ایک بھانجا تھا آپ نے اس کو دیکھا کہ ڈھول وغیرہ سے کھیل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے موت دے دیں وہ اسی روز مر گیا اور آپ کی

وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی ہے اس کو منادی نے بیان کیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کرامتوں میں سے ہے جس کو بیہقی نے سعید بن مسیبؓ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپ نے با آواز بلند فرمایا اے قبروں والو اسلام علیکم ورحمۃ اللہ یا تو تم ہم کو اپنی خبریں بتاؤ یا ہم تم کو بتائیں۔ حضرت سعید فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی اے امیر المومنین وعلیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ ہم کو بتایئے ہمارے بعد کیا کیا ہوا آپؑ نے فرمایا تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے تمہارے مال تقسیم کر لئے گئے تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں شمار کر لی گئی اور وہ مکانات جن کو تم نے بنایا تھا ان میں تمہارے دشمن رہنے لگے یہ تو ہمارے پاس کی خبریں ہیں تمہارے پاس کیا کیا خبریں ہیں ایک مردے نے جواب دیا ہمارے کفن پھٹ چکے ہیں بال بکھر گئے ہماری کھالیں پراگندہ ہو چکی ہیں آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑی ہیں ناک کے نتھنے راد اور پیپ سے بہہ رہے ہیں جو کچھ کیا تھا وہ پا لیا جو چھوڑ دیا تھا اس کا خسارا اٹھایا اور اب ہم رہن ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: کتاب جمال الاولیاء، ص ۴۵، مطبوعہ ملتان

محمد بن مسلم بن عبد الرحمٰن قنطری

تصرفات ولی

شیخ محمد آوانی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ شیخ (عبدالقادر جیلانی) کی خدمت میں ایک عورت نے عرض کی کہ میرے بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے اس لئے اس کے حق سے دستبردار ہو کر اس کو آپ کی اور اللہ کی سپردگی میں دیتی ہوں چنانچہ حضرت شیخ نے اس کی عرض

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

گزارشات قبول فرمائی اور اس بچہ کو اسلاف کے طریقہ پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم دیا کچھ عرصہ کے بعد جب اس لڑکے کی ماں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور کمزور ہو گیا ہے اور صرف ایک جو کی ٹکیہ اس کو غذا میں ملتی ہے۔ جب حضرت کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ حضرت کے سامنے برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں یہ دیکھ کر اس عورت نے کہا اے شیخ آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور بچہ کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں اس وقت حضرت نے ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا قم باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے اٹھ

مرغی نے اپنی اصلی حالت میں کھڑے ہو کر کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا والشیخ عبدالقادر ولی اللہ پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا جب تیرا بچہ یہ مقام حاصل کرلے گا تو پھر جو جی چاہے کھا سکتا ہے۔

اولیا کا تصرف حیات اور ممکنات میں یکساں

جماہیر علماء اور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ جو صاحب تصرف نام ہوتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ منتخب فرما کر اپنے بندگان خاص میں شامل کرتا ہے ان سے تصرفات خوارق عادات جو حیات میں صادر ہوتے ہیں وفات کے بعد بھی ظہور میں آتے ہیں ان میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور چار شیوخ سادات صلحاء سے ہیں جو خدا کے حکم سے مردے کو زندہ مادر زاد اندھے کو بینا اور مبروص کو اچھا کر دیتے ہیں ان میں غوث الصمدانیؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، سید احمد رفاعیؒ، شیخ علی بن ہیتیؒ اور شیخ بقا بن بطو شامل ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: قلائد الجواہر، ص۱۳۴ تا ۱۳۵، مطبوعہ کراچی

قم باذنی گل حسن شاہ قادریؒ تحریر فرماتے ہیں

ایک بادشاہ کا لڑکا مر گیا اس کے دربار میں حضرت شمس تبریزؒ کو لایا گیا کہ مثل عیسیٰؑ مردہ زندہ کریں۔ حضرت شمس تبریز نے تین بار فرمایا قم باذن اللہ مگر لڑکے نے جنبش نہ کی آخر غصہ میں آکر ایک ٹھوکر ماری اور کہا قم باذنی، شہزادہ اسی دم کھڑا ہو گیا۔

ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ غوثیہ، ص۳۸۱، مطبوعہ لاہور

عین اس کا ہے وہ چشمہ کہ فیض اس سے ہوا عام
یہ علم کا آغاز ہے اور شرع کا انجام
با سے برکت اور الف اوّلِ اسلام
ہے سینِ سعادت پہ اسی نام کا انجام
یہ اسمِ مقدس تو سعیدِ ازلی ہے
اعلیٰ نہ ہو کیونکر کہ شریک اس کا علیؑ ہے
سلطانِ سریرِ حَشَم و جاہ ہیں عباسؑ
عالم کے شجاعوں کے شہنشاہ ہیں عباسؑ
آئینۂ تصویرِ یداللہ ہیں عباسؑ
شبیرؑ تو خورشید ہیں اور ماہ ہیں عباسؑ
اقبال و جلال ان کا زمانے پہ جلی ہے
وہ نورِ محمدؐ ہے تو یہ نورِ علیؑ ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrililibrary.com

کیا کیا نہ جواں مرد ہوئے خلق میں پیدا
لیکن کوئی عباسؑ کی جرأت کو نہ پہنچا
ہر شہر میں غازیؑ کی شجاعت کا ہے شُہرا
ہر لب پہ ہے یہ ذکر کہ یکتا ہے وہ یکتا
ایسا نہ ہوا کوئی نہ ہووے گا جہاں میں
جو اہلِ وفا ہے اُسے روئے گا جہاں میں

دنیا میں ہما نے یہ سعادت نہیں پائی
فردوس میں طوبیٰ نے یہ رفعت نہیں پائی
حمزہؑ نے یہ ہمت یہ شجاعت نہیں پائی
جعفرؑ نے یہ توقیر نہ شوکت نہیں پائی
سقائے حرم ہیں خلفِ شاہِ نجف ہیں
واں ایک بزرگی ہے تو یاں لاکھ شرف ہیں

لشکر شکن و صفدر و زور و خوش رو
فرزندِ یداللہ تو شبیرؑ کا بازو
خلقِ حسنی ، غربتِ شاہنشہؑ خوش خو
ساری وہی ہمت ، وہی خصلت ، وہی خوبو
ایسا نہ ہوا کوئی نہ ہووے گا جہاں میں
کیا کیا صفتیں جمع تھیں اس ایک جواں میں

سیف العباس علیہ السلام

Shehroze Ali - 03306284348

باب

باب یازدہم

Presented by: https://jafrililibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب یازدھم

حضرت ناصر کائنات، باب الحوائج کا البانیا والوں کی نصرت فرمانا ہے

البانیا(Albania) جو کہ یورپ کا ایک مشہور ملک ہے اس میں ماؤنٹ تموری پر مولا عباسؑ کا روضہ ہے۔ البانیا میں دو مذاہب پائے جاتے ہیں۔ عیسائی اور بیکتا تیش۔ عیسائیوں کے لئے چرچ بنا ہوا ہے جب کہ **بیکتا تیش مولا عباسؑ کو عباسِ علی تموری کہتے ہیں اور ان کو اپنا خدا مانتے ہیں۔** بیکتا تیش کا یہ کہنا ہے کہ عباس علی تموری کربلا سے گھوڑے پر سوار ہو کر البانیا آئے اور تمور کو فتح کیا پھر وہ پانچ دن وہاں لوگوں کے پاس رکے اور ان لوگوں کا ماننا ہے کہ وہ لوگ بہت غریب تھے اور عباس علی تموری (مولا عباسؑ) نے ان کو دعا دی اور آج تک وہاں سب لوگ امیر ہیں۔ عباس علی تموری کا دربار ماؤنٹ تمور پر بنا ہوا ہے۔ ماؤنٹ تمور کی اونچائی ۲۳۷۹ میٹر ہے۔ وہاں گاڑیاں نہیں جاسکتیں۔ بیکتا تیش بیس سے پچیس اگست تک عباس علی تموری کے دربار پر پانچ دن لگا تار ایک تہوار مناتے ہیں۔ جیسے مسلمان مذہب میں مکہ جا کر حج کرتے ہیں۔ ہو بہو ویسے ہی یہ لوگ ان پانچ دنوں میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہاں ہزاروں حاجی روضۂ حضرت عباسؑ کا طواف کرتے ہیں۔ وہاں لوگ جا کر چراغ و شمع جلاتے ہیں اور وہاں پر حضرت عباسؑ کے قدم مبارک اور گھوڑے کے سُم بھی موجود ہیں۔ مزار کے باہر دربار میں عباس علی تموری کا ایک (مجسمہ)Stacho بنا ہوا ہے۔ جس میں مولا عباسؑ اپنے گھوڑے پر سوار

ہیں اور ساتھ دو بچے بھی ہیں اور مولا عباسؑ کے ہاتھ میں علم بھی موجود ہے۔ دنیا میں کئی مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں سے نصیری جو کہ (مولا علیؑ کو اپنا خدا مانتے ہیں) اسی طرح یہ بیکتا تیش مولا عباسؑ کو اپنا خدا مانتے ہیں۔

Google اور وکی پیڈیا پر ملاحظہ فرمائیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

Shehroze Ali - 03306284348

باب دوازدہم

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب دوازدھم

زیارت نامہ

کشاف الحقائق امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم قبر عباسؑ بن علیؑ کی زیارت کرو جو فرات کے کنارے پر حائر کے بالمقابل ہے تو دروازۂ سقیفہ پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھو۔

سَلامُ اللهِ وَسَلامُ مَلائِكَتِهِ المُقَرَّبِينَ ، وَأَنْبِيائِهِ المُرْسَلِينَ ، وَعِبادِهِ الصّالِحِينَ وَجَمِيعِ الشُّهَداءِ وَالصِّدِّيقِينَ ، وَالزّاكِياتُ الطَّيِّباتُ فِيما تَغْتَدِي وَتَرُوحُ عَلَيْكَ يا ابْنَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ ، أَشْهَدُ لَكَ بِالتَّسْلِيمِ وَالتَّصْدِيقِ وَالوَفاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِخَلَفِ النَّبِيِّ المُرْسَلِ ، وَالسِّبْطِ المُنْتَجَبِ ، وَالدَّلِيلِ العالِمِ ، وَالْوَصِيِّ الْمُبَلِّغِ ، وَالمَظْلُومِ المُهْتَضَمِ ، فَجَزاكَ اللهُ عَنْ رَسُولِهِ وَعَنْ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ وَعَنِ الحَسَنِ والحُسَينِ صَلَواتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَفْضَلَ الجَزاءِ بِما صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ ، وَأَعَنْتَ فَنِعْمَ عُقْبَى الدّارِ ، لَعَنَ اللهُ مَنْ قَتَلَكَ ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ جَهِلَ حَقَّكَ ، وَاسْتَخَفَّ بِحُرْمَتِكَ ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ حالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ماءِ الْفُراتِ ، أَشْهَدُ أَنَّكَ قُتِلْتَ مَظْلُوماً ، وَأَنَّ اللهَ مُنْجِزٌ لَكُمْ ما وَعَدَكُمْ ، جِئْتُكَ يا ابْنَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ وافِداً إِلَيْكُمْ ، وَقَلْبِي مُسَلِّمٌ لَكُمْ ، وَأَنا لَكُمْ تابِعٌ ، وَنُصْرَتِي لَكُمْ مُعَدَّةٌ حَتّى يَحْكُمَ اللهُ وَهُوَ خَيْرُ الحاكِمِينَ ، فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لا مَعَ عَدُوِّكُمْ ، إِنِّي بِكُمْ وَبِإِيابِكُمْ مِنَ المُؤْمِنِينَ ، وَبِمَنْ خالَفَكُمْ وَقَتَلَكُمْ مِنَ الكافِرِينَ ، قَتَلَ اللهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ بِالأَيْدِي وَالأَلْسُنِ۔

اللہ کا سلام اور قریبی فرشتوں کا سلام اور بھیجے گئے انبیاءؑ کا سلام اور تمام نیک نبیوں اور شہداء اور صدیقوں کا سلام اور پاک دامن طیبات جو صبح کرتی ہیں اور چلتی ہیں ان کا سلام آپؑ پر

اے امیر المومنین علیہ السلام کے بیٹے۔ میں گواہی دیتا ہوں آپؑ کے لئے تسلیم کے ساتھ اور تصدیق کے ساتھ اور وفا کے ساتھ اور نصیحت کے ساتھ کہ آپؑ نبی مرسلؐ کے خلیفہ ہیں اور چنے ہوئے سبط اور عالم کی دلیل ہیں، مبلغ وصی ہیں اور آپؑ مظلوم ہیں (یہ جملہ بتاتا کہ حضرت عباسؑ علمدار اگرچہ امام نہیں لیکن خلیفۂ رسول، وصیِ رسولؐ اور دلیلِ عالم ضرور ہیں۔ خلیفہ اور وصی آپؑ اس معنی میں ہیں کہ آپؑ کو کربلا کے بارﺅے میں وصیت کی گئی تھی اور آپؑ کربلا میں نمائندہ پنجتن پاکؑ تھے۔ چونکہ علماء اعلام نے فرمایا کہ حضرت کا شمار آئمہ ہدیٰ علیہم السلام میں کیا جائے یہاں اس کا یہی معنی ہے کہ آپؑ امام صامت ہیں) پس اللہ آپؑ کو رسولؐ کی جانب سے، امیر المومنینؑ، حسن و حسین علیہم السلام کی جانب سے جزاء دے اور ان سب پر اللہ کا درود ہو۔ بہترین جزا ملے اس پر کہ آپؑ نے صبر کیا اور امید رکھی اور معاونت کی۔ پس بہترین ٹھکانہ ہو۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے آپؑ کو قتل کیا اور آپؑ کے حق سے جاہل رہا من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميته جا هليه یعنی آپ کے مق اام اعلیٰ کا منکر جاہل ہے اور آپؑ کی حرمت میں کمی کی اور اللہ کی لعنت ہو ان پر جو آپؑ کے اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہوئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ مظلوم قتل ہوئے اور بیشک اللہ اس وعدے کو پورا کرنے والا ہے جو آپؑ سے کیا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند ارجمند میں آپؑ کی طرف وفد کی صورت میں آیا ہوں اور میرا دل آپؑ کے ساتھ مسلم ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری مدد آپؑ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ کر دے اور وہ بہترین حاکم ہے۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں نہ کہ آپؑ کے دشمنوں کے ساتھ۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں اور میں آپؑ کے ساتھ ہوں اور میں ان کے ساتھ ہوں جو مومنوں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

باب دوازدھم

زیارت نامہ

کشاف الحقائق امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم قبر عباسؑ بن علیؑ کی زیارت کرو جو فرات کے کنارے پر حائر کے بالمقابل ہے تو دروازۂ سقیفہ پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھو۔

سَلامُ اللهِ وَسَلامُ مَلائِكَتِهِ المُقَرَّبِينَ ، وَأَنْبِيائِهِ المُرْسَلِينَ ، وَعِبادِهِ الصّالِحِينَ وَجَمِيعِ الشُّهَداءِ وَالصِّدِّيقِينَ ، وَالزّاكِياتُ الطَّيِّباتُ فِيما تَغْتَدِى وَتَرُوحُ عَلَيْكَ يا ابْنَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ ، أَشْهَدُ لَكَ بِالتَّسْلِيمِ وَالتَّصْدِيقِ وَالوَفاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِخَلَفِ النَّبِيِّ المُرْسَلِ ، وَالسِّبْطِ المُنْتَجَبِ ، وَالدَّلِيلِ العالِمِ ، وَالْوَصِيِّ الْمُبَلِّغِ ، وَالمَظْلُومِ المُهْتَضَمِ ، فَجَزاكَ اللهُ عَنْ رَسُولِهِ وَعَنْ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ وَعَنِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ صَلَواتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَفْضَلَ الجَزاءِ بِما صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ ، وَأَعَنْتَ فَنِعْمَ عُقْبَى الدّارِ ، لَعَنَ اللهُ مَنْ قَتَلَكَ ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ جَهِلَ حَقَّكَ ، وَاسْتَخَفَّ بِحُرْمَتِكَ ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ حالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ماءِ الفُراتِ ، أَشْهَدُ أَنَّكَ قُتِلْتَ مَظْلُوماً ، وَأَنَّ اللهَ مُنْجِزٌ لَكُمْ ما وَعَدَكُمْ ، جِئْتُكَ يا ابْنَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ وافِداً إِلَيْكُمْ ، وَقَلْبِى مُسَلِّمٌ لَكُمْ ، وَأَنا لَكُمْ تابِعٌ ، وَنُصْرَتِى لَكُمْ مُعَدَّةٌ حَتّى يَحْكُمَ اللهُ وَهُوَ خَيْرُ الحاكِمِينَ ، فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لا مَعَ عَدُوِّكُمْ ، إِنِّى بِكُمْ وَبِإِيابِكُمْ مِنَ المُؤْمِنِينَ ، وَبِمَنْ خالَفَكُمْ وَقَتَلَكُمْ مِنَ الكافِرِينَ ، قَتَلَ اللهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ بِالأَيْدِى وَالأَلْسُنِ۔

اللہ کا سلام اور قریبی فرشتوں کا سلام اور بھیجے گئے انبیاءؑ کا سلام اور تمام نیک نبیوں اور شہداء اور صدیقوں کا سلام اور پاک دامن طیبات جو صبح کرتی ہیں اور چلتی ہیں ان کا سلام آپؑ پر

اے امیر المومنین علیہ السلام کے بیٹے۔ میں گواہی دیتا ہوں آپؑ کے لئے تسلیم کے ساتھ اور تصدیق کے ساتھ اور وفا کے ساتھ اور نصیحت کے ساتھ کہ آپؑ نبی مرسلؐ کے خلیفہ ہیں اور چنے ہوئے سبط اور عالم کی دلیل ہیں، مبلغ وصی ہیں اور آپؑ مظلوم ہیں (یہ جملہ بتاتا کہ حضرت عباسؑ علمدار اگرچہ امام نہیں لیکن خلیفۂ رسول، وصیِ رسولؐ اور دلیلِ عالم ضرور ہیں۔ خلیفہ اور وصی آپؑ اس معنی میں ہیں کہ آپؑ کو کربلا کے بارؤے میں وصیت کی گئی تھی اور آپؑ کربلا میں نمائندہ پنجتن پاکؑ تھے۔ چونکہ علماء اعلام نے فرمایا کہ حضرت کا شمار آئمہ ہدیٰ علیہم السلام میں کیا جائے یہاں اس کا یہی معنی ہے کہ آپؑ امام صامت ہیں) پس اللہ آپؑ کو رسولؐ کی جانب سے، امیر المومنینؑ، حسن و حسین علیہم السلام کی جانب سے جزاء دے اور ان سب پر اللہ کا درود ہو۔ بہترین جزا ملے اس پر کہ آپؑ نے صبر کیا اور امید رکھی اور معاونت کی۔ پس بہترین ٹھکانہ ہو۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے آپؑ کو قتل کیا اور آپؑ کے حق سے جاہل رہا من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميته جا هليه یعنی آپ کے مق اام اعلیٰ کا منکر جاہل ہے اور آپؑ کی حرمت میں کمی کی اور اللہ کی لعنت ہو ان پر جو آپؑ کے اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہوئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ مظلوم قتل ہوئے اور بیشک اللہ اس وعدے کو پورا کرنے والا ہے جو آپؑ سے کیا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند ارجمند میں آپؑ کی طرف وفد کی صورت میں آیا ہوں اور میرا دل آپؑ کے ساتھ مسلم ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری مدد آپؑ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ کر دے اور وہ بہترین حاکم ہے۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں نہ کہ آپؑ کے دشمنوں کے ساتھ۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں اور میں آپؑ کے ساتھ ہوں اور میں ان کے ساتھ ہوں جو مومنوں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں سے آپؑ کے پاس آئیں گے اور جس نے آپؑ کی مخالفت کی اور قتل کیا وہ کافرین میں سے ہے۔ اللہ اس کو قتل کرے جس نے آپؑ کو قتل کیا ہاتھ اور زبان کے ساتھ۔"

پھر تم روضہ کے اندر داخل ہو اور قبر سے لپٹ کر یہ دعا پڑھو

السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ، الْمُطِيعُ للهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَمِيرِ المؤمِنِينَ، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلامُ، السَّلامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَرِضْوانُهُ، وَعَلىٰ رُوحِكَ وَبَدَنِكَ، وَأُشْهِدُ اللهَ أَنَّكَ مَضَيْتَ عَلىٰ ما مَضىٰ عَلَيْهِ الْبَدْرِيُّونَ، الْمُجاهِدُونَ فِى سَبِيلِ اللهِ، الْمُناصِحُونَ لَهُ فِى جِهادِ أَعدائِهِ، الْمُبالِغُونَ فِى نُصْرَةِ أَوْلِيائِهِ، الذَّابُّونَ عَنْ أَحِبّائِهِ، فَجَزاكَ اللهُ أَفْضَلَ الْجَزاءِ، وَأَكْثَرَ الْجَزاءِ، وَأَوْفَرَ الْجَزاءِ، وَأَوْفىٰ جَزاءِ أَحَدٍ مِمَّنْ وَفىٰ بِبَيْعَتِهِ، وَاسْتَجابَ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَأَطاعَ وُلاةَ أَمْرِهِ، أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بالَغْتَ فِى النَّصِيحَةِ، وَأَعْطَيْتَ غايَةَ الْمَجْهُودِ، فَبَعَثَكَ اللهُ فِى الشُّهَداءِ، وَجَعَلَ رُوحَكَ مَعَ أَرْواحِ الشُّهَداءِ وَأَعْطاكَ مِنْ جِنانِهِ أَفْسَحَها مَنْزِلاً، وَأَفْضَلَها غُرَفاً، وَرَفَعَ ذِكْرَكَ فِى عِلِّيِّينَ، وَحَشَرَكَ مَعَ النَّبِيِّينَ، والصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحِينَ، وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً، أَشْهَدُ أَنَّكَ لَمْ تَهِنْ وَلَمْ تَنْكُلْ، وَأَنَّكَ مَضَيْتَ عَلىٰ بَصِيرَةٍ مِنْ أَمْرِكَ، مُقْتَدِياً بِالصّالِحِينَ وَمُتَّبِعاً لِلنَّبِيِّينَ، فَجَمَعَ اللهُ بَيْنَنا وَبَيْنَكَ، وَبَيْنَ رَسُولِهِ وَأَوْلِيائِهِ فِى مَنازِلِ الْمُخْبِتِينَ، فَإِنَّهُ أَرْحَمُ الرّاحِمِينَ۔

"اے نیک اور اللہ کے فرمانبردارؑ! اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردارؑ! اور امیر المومنینؑ کے فرمانبراد! اور حسنؑ اور حسینؑ کے فرمانبردار! آپؑ پر اللہ کا سلام ہو اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں اور آپؑ کی روح اور بدن پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اس نہج پر چلے جو بدریوں کی نہج تھی اور جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور اس کے دشمنوں سے جہاد میں اس کے خیر خواہ ہیں۔ اس کے اولیاء کے مددگار ہیں مبالغہ کرنے والوں اور ان کے دوستوں سے

دفاع کرنے والے ہیں۔ اللہ عزوجل آپؑ کو افضل اور کثیر جزا دے اور جس نے بیعت میں وفا کی اور اس کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے والیوں کی اطاعت کی اس کو بھی جزائے خیر دے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے اپنی پوری خیر خواہی اور کوشش کی۔ اللہ آپ کو شہیدوں میں بلند ترین مقام عطا فرمائے اور آپؑ کو اپنی جنت میں کشادہ مکان عطا فرمائے اور بہترین مقام دے اور آپؑ کا ذکر علیین میں بلند کرے اور آپؑ کو انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے اور بہترین رفیق ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نے کسی کو ذلیل کیا اور نہ سزا دی اور آپؑ اپنے امر کی بصیرت پر چلے اور نیک لوگوں کی اقتداء کی اور نبیوں کی پیروی کی تو اللہ عزوجل ہمیں آپؑ کے اور اس کے رسولوں اور اولیاء کے ساتھ نیک لوگوں کی منازل میں جمع کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔"

نبضیں لرز رہی ہیں ضمیر حیات کی
سانسیں اکھڑ رہی ہیں دل کائنات کی
عباسؑ کے غضب کا اثر ہے کہ آج تک
ساحل سے دور دور ہیں موجیں فرات کی

کیوں کہہ رہے ہو رین بسیرا ہے زندگی
صحرائے کربلا کا سویرا ہے زندگی
ڈرتی ہے ان سے موت بھی جن کی نگاہ میں
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے زندگی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اختتام خیر ختام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ العلی المعبود الظاھر الموجود المتنزہ عن الاوصاف و الحدود و الباطن بلا قمود المتجلی بذات العلبہ المشعود بایا نة السماوة و الارضیة

وھوتعالیٰ لم یزل عن کیانہ وان ظھرلعیانہ العلی عن التصویر و الصور

الموصوف بالمعاجز القدر القائم بذاتہ بالعلم و القدرة و الفعل و المعجز الذی لا یانی احدمن المخلوقین بمثلہ امیر المومنین الازل القدیم العلی العظیم الفرد الصمد الذی لم یلد و لم یو لد ولم یا یکن لہ کفوا حد

والصلوتہ الزکیہ علی نورہ المخترع من نور ذاتہ و موقع اسمائہ و صفاتہ قبلة المصلین و المعراج العارفین فھو عرش استوانہ الاسم العظیم الذی یدعی و المقام الکریم الذی الیہ یھیٰ شمس و جودہ المضیہ والدلیل علی ظل ذاتہ العالیہ والصلوات ھذا الاسم الخطیر علی نورہ المیر باب علمہ الشھیر سبیل العارفین و مھل الواو ابن والماالمعین الروح الامین و علی الایتام النواجب و من آل الیھم من اھل المراتب صلاة داعہ مرضیہ الی یوم الدین

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

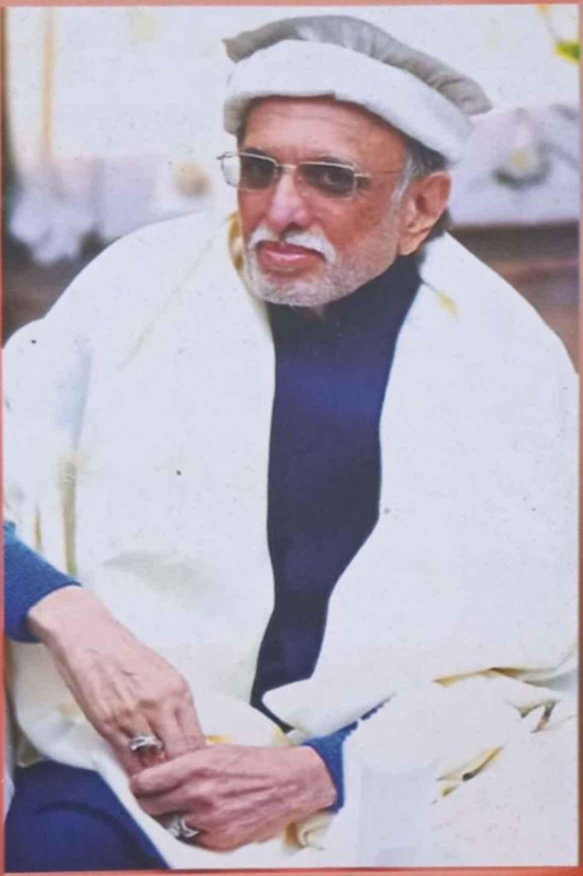

حُجَّۃُ الاِسلام وَالمُسلمین

شمسُ العُلماء وَالمُتکلمین صدر العُرفاء وَالمُحققین

علامہ سید محمد ابوالحسن موسوی المشہدی

ادام اللہ ظلہ الشریف

Presented by: https://jafrilibrary.com